U19996

Title - MIJZATUL MOMINEEN

Creator - Hafiz Sirajul Ya[illegible]een.

Publisher - [illegible], Munshi Nawal Kishore '[illegible]'.

Date - 1289 H.

Pages - 264

Subjects -

بمضمون حقائق بیان و مذمت و صنائع مکان و مکین

تصنیف سجادہ نشین جنید ثانی اولیا حضرت حافظ شیخ اللیثین کتاب مع سوریہ

نجات المومنین ۱۲۸۹

سید محمود علی مہتمم و مینیجر کے اہتمام اور سعی تمام سے

مطبع منشی نولکشور واقع پٹیالہ میں طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و ثنا کے شایان وہی خالق کون و مکان ہے کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ
سے اٹھارہ ہزار خلقت کو خلعت وجود سے سرفراز فرمایا اور تمام مخلوقات میں انسان ضعیف البنیان
کو معزز و ممتاز فرمایا کیسے کیسے جلیل القدر پیغمبر ارباب صدق و یقین کی تربیت و تلقین کے
واسطے مبعوث فرمائے کہ جنکے معجزات باہرات اور کمالات حیرت آیات دیکھکر بڑے بڑے کافر
و منکر تھرائے خصوصاً سر دفتر پیغمبران سرور مرسلان حامی دین متین رسول رب العالمین سلطان کونین
منصور معرکہ بدر و حنین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین کو بہترین عالم
و عالمیان اور بہترین آدم و آدمیان بنایا اور آپ کی شان میں لولاک لما خلقت الافلاک فرمایا
یعنی اگر پیدائش آپ کی خدا کو منظور نہوتی تو کوئی شئی جلوہ گر عالم ظہور نہوتی بہ ہدایت کے
خلفائے راشدین اور اصحاب مہتدین نے ایسے ایسے مراتب عالیہ پائے کہ اونکی شان

مین خود حضرت نے یہ کلمات طیبات ارشاد فرمائے اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا من بعدی من احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن اذاہم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فقد کفر انکی بعد کیسے کیسے اولیاے کاملین اور فقراسے عارفین پیدا کیے کہ جنکے خوارق عادات اور کمالات باہرات دیکھکر سعززان عالم ملکوت اور مقربان بارگاہ جبروت حیرت مین آئے سبحان من عظم شانہ ووسع احسانہ اب پوشیدہ نہ رہے کہ جو کمالات اور خوارق عادات اس اخیر زمانے مین ہمارے جناب قطب الاقطاب شیخ المشائخ شہنشاہ مقربان بارگاہ الٰہ فنافی اللہ مع اللہ مولٰنیا ومرشدنا حضرت شاہ نجات اللہ محمد صادق قادری کرسوی قدس اللہ سرہ الاصفی سے وقوع مین آئے اور کاملین نے کمتر یہ مرتبے پائے چنانچہ جب آپ نے عبادت وریاضت کے مرتبہ کو انتہا تک پہونچایا اور جناب باری سے اپنے کمال مخفیہ کے اظہار کا حکم پایا تو کوئی روز ایسا نہوتا تھا کہ دو چار بلکہ دس پانچ معاملات خوارق عادات سے ظاہر نہوتے ہون لیکن حیرت وحسرت کا مقام ہے کہ اوس وقت مین کسیکو اتنی فرصت نہوئی کہ آپ کے کشف وکرامات کو قلمبند کیا جاتا جسکی برکت سے سعادت ابدی پاتا اب کہ آپ کے انتقال کو قریب تیس سال کے زمانہ ہوا اور کوئی آپ کے خادمون سے باقی نرہا اس فقیر حقیر کمترین محمد سراج الیقین غفر اللہ ذنوبہ کو ۱۳۰۸ ہجری مین حضرت کی حالات فیض سمات کے لکھنے کا ذوق جذب قلبی سے پیدا ہوا ہرچند کہ آپ کے خلفاء والا قدر اور مریدان باوقار سے مثل مولوی امام بخش صاحب لکھنوی غفر اللہ ذنوبہ اور حافظ سعید الدین بن حافظ محمد ابراہیم خوش نویس بن حافظ نور اللہ نور اللہ مرقدہما اور مولٰنا ابو البقا محمد عبد الحلیم زیب وزینت دار العلم والعمل فرنگی محل قدس اللہ سرہ العزیز اور جناب مولوی نوازش علی صاحب مدظلہ گورکھپوری اور مولوی محمد کامل صاحب کرسوی غفر اللہ ذنوبہ اور سوا انکے

جناب قبلۂ ابوی پیر مرشد برحق قبلہ وکعبہ مطلق برگزیدہ درگاہ ربانی پسندیدہ بارگاہ حقانی حضرت محبوب سبحانی مولانا شاہ محمد حمدانی رحمۃ اللہ علیہ کہ میرے وقت مین موجود تھے اور اکثر حالات ان حضرات کے زبانی مین نے سنے مگر افسوس ہے کہ اوس وقت مین مجھے بھی اون جواہر آبدار اور لآلی شہوار کے منسلک کرنے کا کچھ خیال نہ تھا لہذا دریافت و تحقیقات کماینبغی سے محروم رہا اب جو حالات اون سے مجھے یاد رہے اور علاوہ ازین جناب منجھلے چچا صاحب قبلہ وکعبہ مقرب بساط ربانی مولوی شاہ محمد نورانی اور چھوٹے چچا صاحب مقبول بارگاہ الٰہ مولوی محمد حزب اللہ دام ظلہم اور جناب بھائی صاحب مولوی عبد الجلیل صاحب وغیرہم راویان معتبر سے دریافت ہوئے اون سب کو ان اوراق مین فراہم کرکے چار باب پر منقسم کیا اور نجات المومنین نام رکھا اللہ تعالے اپنے حبیب کے طفیل سے مقبول خاص و عام اور اسکی برکت سے غلامان خاندان قادریہ رزاقیہ و چشتیہ کو مرادات دوجہانی سے شادکام فرمائے آمین رب العلمین بحق محمد وآلہ واصحابہ اجمعین وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

پہلا باب احوال فرخندہ فال ولادت باکرامت مع شجرہ نسب نامہ آنحضرت مین دوسرا باب تحصیل علوم اور حالات بیعت وخلافت و توکل و قناعت اور حضوری پیران طریقت و اکتساب فیض معنوی کے بیان مین تیسرا باب بیان مین آپ کے کشف و کرامات اور دیگر حالات و واقعات مین چوتھا باب آپ کی اولاد امجاد اور مریدان راسخ الاعتقاد کے حالات مین

پہلا باب ولادت باکرامت مع شجرہ نسب نامہ مین

جاننا چاہیے کہ آپ از روے نسب کے شیخ قریشی حجاجی حضرت قاضی محمود قدس اللہ سرہ العزیز کی اولاد امجاد مین ہین اور قاضی محمود برگزیدہ درگاہ معبود اولاد کرام مین نواب امیر الحسام کے ہین جو محمود شاہ غزنوی کے لشکر ظفر پیکر کے سپہ سالار مع لشکر عظیم تھا

ہندوستان مین آئے تھے اور کفار سے لڑکر کیسے کیسے جوہر شجاعت دکھاتے تھے آخرکار
اس نواح کے کفار یعنے قوم بہر کا قلع اور قمع کرکے اپنے بیٹے قاضی ضیاء الدین کو یہان
چھوڑکر آپ مع لشکر بغداد شریف کو تشریف فرما ہوئے پھر آپ کے تشریف لیجانے کے بعد
قاضی ضیاء الدین صاحب کی شادی کتخدائی سید ویس صاحب کی صاحبزادی کے ساتھ
جو حضرت سید سالار مسعود غازی کے لشکر کے ہمراہ جہاد کے واسطے آئے تھے ہوئی آخرکو
سید صاحب نے کفار سے لڑکر شربت شہادت نوش فرمایا لوگون نے مزار پرانوار آپکا قصبہ
دیوی کے دکھن کی طرف بنایا فائدہ ہرچندکہ حجاج بن یوسف بن عقیل پادشاہ خونریز
مشہور ہے لیکن انکے آبا و اجداد بڑے نیک نہاد سردار قبیلہ قریش کے اور مشائخ کبار
قبیلہ ثقیف کے تھے ظاہر ہو کہ یہ دونون خاندان بہادری اور شجاعت نام آوری اور سخاوت
مین بھی عرب سے تا ہندوستان مشہور و معروف ہین یوسف کی زوجہ کا نام بی بی فارعہ
تھا جنکے بطن سے حجاج پیدا ہوے روایت ہے کہ جب حجاج پیدا ہوئے تو شیطان
رجیم ایک حکیم کی صورت بنکر آیا اور ایک بکری ذبح کرکے اوسکے خون مین حجاج کو غوطہ
دلوایا اوسی وقت سے صفت خون ریزی کی حجاج مین پیدا ہوکر ہویدا ہوئی جیساکہ
ضحاک شاہ عجم کی خونریزی شیطان کی شرارت سے مجبورانہ تھی تواریخ معتبر اور صحیح خبر
سے ثابت ہے کہ حجاج مین سخاوت بے نہایت تھی کتاب نثر الدرر مین لکھا ہے کہ دو ہزار
آدمی ہر روز حجاج کے دستارخوان پر کھانا کھاتے تھے اور کھانے شاہانہ انواع اقسام
کے ہوتے تھے اور سوا اُنکے کسی بادشاہ نے ان سے پہلے ایک ہزار درہم کہ جسکے تخمیناً
پانچہزار روپیے ہوتے ہین ایکبارگی خیرات نہین کیے کسی غریب و محتاج کو نہین دیے
مگر اونھون نے ہزار ہزار درہم ایکبار مین خدا کے نام دیے ڈالے ہین راہ خدا مین خرچ کیا

سے کام نکالے ہین پس سخی کا رتبہ اللہ جل شانہ کے نزدیک ظاہر ہے سخی دوست رحمن کا
اور بخیل دوست شیطان کا مشہور ہے اور موجد محمل کے بھی یہی ہین جس سے آج تک حاجیون
وغیرہ کو نہایت آرام حاصل ہے اور سوا اسکے قبل انکے کوئی بادشاہ معرکہ جنگ مین تخت نہین
بیٹھا عبد الملک بن مروان کے زمانے مین اول حجاج سپہ سالار تھے بعد اسکے حاکم کئے گئے
ہوے ولید بن عبد الملک اور عمر بن عبد العزیز کے وقت مین والی عراق یعنے بغداد
کے ہوے اور اوسی حکومت مین چوّن سال کی عمر مین انتقال کیا اور بعض تواریخ
مین لکھا ہے کہ بادشاہ اصفہان کے بھی ہوئے ہین نقل ہے کہ نزع کے وقت
بی بی فارغہ انکی مادر مشفقہ نے کہا کہ دیکھیے تیرا کیا حال ہوتا ہے جواب دیا کہ اگر میرا معاملہ
خدا تمہارے سپرد کرے تو تم میرے حق مین کیا کروگی فارغہ نے کہا کہ مجھہ مین تو شفقت
مادری ہے سوا درگزر کے اور کیا کرونگی پس حجاج نے کہا کہ خدا تو مان باپ سے سو حصہ
زیادہ اپنے بندون سے محبت رکھتا ہے وہ ضرور شفقت و رحمت کریگا اور سوا اسکے
انجام کو اونسے ایسا ایک نیک کام کیا کہ یقیناً بخشا گیا وہ نیکی یہ ہے کہ ایک روز نہایت درد
وسوز سے اپنی شقاوت کی طرف خیال کرکے اپنی مغفرت سے مایوس ہوا اور اوسی حالت یاس
مین علما کو طلب کی پوچھا کہ میری مغفرت کی کوئی صورت ہے یا نہین علما یہ سوال سنکر نہایت
حیرت مین آئے کہ کون تدبیر کیجائے کہ جس سے اسکی مغفرت کی امید نظر آئے کس واسطے
کہ جو شخص ایک مسلمان بیگناہ کو قتل کرتا ہے وہ نہین بخشا جاتا ہے اور اسنے ہزارہا مسلمان
بیجرم قتل کیے ہین اور بے شمار گناہ اپنے سر لیے ہین آخر کار سب علما نے اتفاق کرکے یہ تجویز کیا
کہ قرآن شریف نہایت بزرگ چیز ہے بعد خدا کے اسی کلام پاک کا مرتبہ ہے کہ جسکی شان مین خود
خدائے عز و جل نے لاخالق ولا مخلوق فرمایا ہے اور تلاوت اس کلام پاک کی ایسی

نازک وباریک ہے اگر بروقت قرأت ایک اعراب مین فرق آئے تو قاری کا ایمان زیر وزبر
ہو جاوے یا بیشمہ آج تک جواہر اعراب سے قطعاً مبرا ہے اسی وجہ سے بجز علما اور
منتہی طلبہ کے ہر شخص اسکے فیض قرأت اور اکتساب ثواب سے بے بہرہ ہے اگر بادشاہ
کی کوشش بلیغ سے یہ کلام پاک جواہر اعراب سے مرتب ہو اور اسکا فیض خاص وعام
مین پہونچے تو بیشک بادشاہ کو مواخذہ آخرت سے نجات ملے جب علمانے اس بات پر اتفاق
کرکے بادشاہ سے کہا اوسنے فوراً حکم دیا کہ جس قدر عالم وعلامہ میری قلمرو مین ہین سبکو بلاؤ
اور اسکی تدبیر کما حقہ ٹھہراؤ چنانچہ ہزارہا عالم وفاضل جمع ہوے اور لاکھون روپیہ خرچ
کیے غرض کہ سب نے متفق ہوکر نہایت عرق ریزی سے کلام پاک کو زیور اعراب سے
مزین کیا پھر تو اسکا پڑھنا ایسا آسان ہوا کہ ہر زمانے مین ہزارہا حافظ ہو جاتے ہین خاص
وعام اسکا فیض پاتے ہین یہ نیکی اوسکی بدی سے بڑھ گئی اوسکی بیشک مغفرت ہو گئی الغرض
شیوخ حجاجی دراصل شیوخ قریشی ہین جس قبیلے سے ہمارے حضرت رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کرام تھے پھر اوسکی اولاد مین ایسے ایسے اولیائے کاملین واصفیائے
بزرگترین پیدا ہوے کہ جنکی بزرگی اور شرافت اظہر من الشمس ہے از انجملہ حضرت شاہ منعم
صاحب ولایت ہین مزار پر انوار اونکا مقام دیوہ مین مشہور نزدیک ودور ہے قبل آپکی
پیدائش کے حضرت ملامت شاہ بدوسرائی اس قصبہ مین رونق پذیر تھے جس روز
آپ پیدا ہوے اوسی روز سے طفلان صغیرسن نے آپ کی قسم کھانا شروع کی جو بات
ہوتی اوس مین آپ ہی کی قسم کھاتے جب ملامت شاہ صاحب نے دیکھا کہ یہان اللہ
تعالے نے ایک صاحب ولایت اور پیدا کیا فرمایا کہ ایک میان مین دو تلوارین نہین
رہتی ہین یہ فرما کر دیوہ سے مفارقت کرکے بدوسرا مین مقام کیا اور علاوہ اسکے

قاضی محمود صاحب بہی ولی کامل اور حضرت بندگی میان امیٹھوی کے ہم عصر تھے اکثر
حالات آپ کی ولایت کے بہی خاص و عام مین مشہور ہین ازانجملہ یہ ہے کہ آپ کے
مزار شریف کے سرہانے ایک تالاب ابتک موجود ہے آپکی حیات مین اوسکا یہ حال تہا
کہ ہر روز تمام تالاب شراب طہور سے بہر جاتا تہا اور آپ تہوڑی دیر مین سب پی جاتے تہے
اور سوا اسکے یہ بات بہی مشہور ہے کہ جب آنکو خواہش حضرت بندگی میان کی ملاقات
کی ہوتی تو حضرت بندگی شاہ صاحب فوراً تشریف لاتے اور ملاقات سے مسرور فرماتے
یا حضرت بندگی شاہ صاحب کا جی قاضی صاحب کی ملاقات کو چاہتا تو قاضی صاحب فوراً
تشریف لیجاتے اور آپس مین معانقہ جسمانی سے حظ اوٹہاتے پہر قاضی صاحب کی اولاد امجاد
مین ہمارے حضرت ایسے صاحب کمال پیدا ہوے کہ جنکے ہزارہا کمالات اور خوارق عادات
تمام عالم مین مشہور ہین اور نسب نامہ آبائی آپ کا یہ ہے حضرت مولانا شاہ نجات اللہ
قادری محب صادق کرسوی بیٹے شیخ کفایت اللہ کے اور وہ بیٹے شیخ جان محمد کے اور
وہ بیٹے شیخ عبداللطیف کے اور وہ بیٹے شیخ زاہد کے اور وہ بیٹے شیخ شاہ محمد صاحب کے
اور وہ بیٹے شیخ عبدالحکیم کے اور وہ بیٹے حضرت قاضی محمود صاحب قدس اللہ سرہ العزیز
کے اور وہ بیٹے قاضی آزاد کے اور وہ بیٹے قاضی محمد کے اور وہ بیٹے قاضی ضیاء الدین
یوسف محمود کے اور وہ بیٹے نواب امیر الحسام کے اور وطن مالوف آپکا قصبہ دیوی ہے
حضرت کے جد امجد شیخ جان محمد وہان سے جلاوطن ہوکے قصبۂ کرسی مین تشریف لائے
اور آپ کے بڑے صاحبزادے یعنے حضرت کے والد ماجد ہمراہ آئے اور یہان بودوباش
اختیار فرمائی پہر وطن مالوف کی طرف جانے کی نوبت نہ آئی مصلحت ایزدی اس مین یہ تہی
کہ اکثر لوگ اس قصبہ کو بدنام کرتے ہین یہان کے باشندون پر حماقت کا اتہام کرتے ہین

اسی وجہ سے آپ کی ولادت باسعادت اس قصبہ مین فرمائی کہ جسکی برکت سے اس بستی نے
ایسی عزت پائی کہ کوئی کرسی شریف کہتا ہے کوئی حضرت کرسی لکھتا ہے غرضکہ
ہمارے حضرت نے ایسی ایسی بزرگیان اور کمالات پائے کہ آپکے اکثر حالات ولایت
آیات پیدایش کی قبل وقوع مین آئے چنانچہ حضرت کے والد ماجد فرماتے ہین کہ حضرت
کی پیدایش کے قبل اکثر درویش ہمارے پاس آتے تھے اور پوچھہ جاتے تھے کہ تمہارے کوئی
فرزند ہوا ہے یا نہین ہم کہتے تھے کہ نہین بارے جب خدا کا فضل ہمارے حال پہ ہویدا ہوا تو
ایک بیٹا پیدا ہوا پھر ایک فقیر صاحب تشریف لائے اور پوچھا کہ کہو کوئی فرزند ہوا یا نہین ہمنے
کہا کہ ہان ایک بیٹا ہوا ہے فرمایا کہ ہمارے سامنے لاؤ جب ہم اوس فرزند کو سامنے لائے
دیکھکر فرمایا کہ یہ لڑکا کس کام کا ہے ہم اسے نہین پوچھتے ہین اسکی تلاش نہین کرتے ہین یہ
فرماکر چلے گئے پھر جب حضرت پیدا ہوئے تب درویش تشریف لائے اور حسب دستور استفسار
فرمایا ہمنے کہا کہ ہان خداوند تعالے نے اپنا فضل کیا ہے ایک فرزند ارجمند ہمکو اور
دیا ہے فرمایا ہمارے سامنے لاؤ جیسے ہی ہم سامنے لائے دیکھتے ہی فرمایا کہ اسی لڑکے کو ہم
پوچھتے تھے مدتون سے اسکی تلاش مین پھرتے تھے یہ فرزند تمہارا خاصان حق مین یگانہ
اور قطب زمانہ ہوگا اور یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کی پیدایش کے قبل اوسکی بزرگی کی خبر
دیجاے اوسکا بڑا مرتبہ ہے یہ فرماکر چلے گئے سبحان اللہ کیا مرتبہ آپکو اللہ تعالے
جلشانہ نے عطا فرمایا تھا کہ قبل پیدایش کے بڑے بڑے اولیاے کاملین اور بزرگان دین
آپ کی تمنائے زیارت مین پھرتے تھے آپکے صاحبزادے والا تبار کرامت شعار مقبول
بارگاہ ربانی حضرت مولانا شاہ محمد آلی صاحب بیان کرتے ہین کہ ہمنے اپنی جدہ ماجدہ سے
اکثر اوقات آپکی صغر سنی کی یہ حالات سنے کہ آپ بچپن مین مثل دیگر اطفال صغیر کے کبھی

کہیل کود کی طرف متوجہ نہین ہوی اور اکثر اوقات جب آپ زمین پر بیٹہتے تہے تو از خود
اپنی زبان گوہر فشان سے الف بے تے ثے فرماتے تہے اور اپنی ہم عمر لڑکون کے ساتہ
کبہی نہ کہیلتے بچپن سے یاد خدا مین رہتے اور جب سات برس کی عمر شریف پہونچی
تو نماز پنجگانہ بقید شروع کی اور نو برس کی عمر مین اوس سات برس کی نماز قضا ادا
پڑہ لی اور جب بارہ برس کی عمر کو پہونچے تحصیل علوم کے واسطے باہر نکلے اسی طرح سے اکثر
واقعات آپ کی پیدایش کے قبل و در صغر سن مین جو ظہور پاے کہ تذکرۃ المشایخ مین آے
تمام ہوا پہلا باب فی دوسرا باب تحصیل علوم اور حالات بیعت و خلافت و توکل و قناعت
اور حضوری پیران طریقت و اکتساب فیضیات صوری معنوی کے بیان مین جاننا چاہیے
کہ خداوند تعالے نے آپکو علوم صوری و معنوی سے مالا مال کیا تہا اور سب طرح کا کمال
دیا تہا لیکن اب حسب دستور معمول تحصیل علوم ظاہریہ مین بہی چند سے مشغول ہو تہوڑے
عرصہ مین خداوند تعالی نے اپنی عنایات سے آپ کو علم فقہ اور حدیث و تفسیر وغیرہ
بخوبی عنایت فرمایا جب تحصیل علوم سے فراغت پائی مرشد کی تلاش کی رغبت آئی
اوس زمانہ مین بڑے بڑے بزرگان دین اور اولیاے کاملین سے تمام سرزمین
نور آگین تہی از انجملہ حضرت سلطان الواصلین برہان العاشقین زبدۃ اولیا
قدوۃ اصفیا شریعت پناہ طریقت دستگاہ برگزیدہ خاص حضرت الجناب مولانا
سید شاہ شاکر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہ شریعت ظاہری اور کمالات باطنی مین بے نظیر
اور ہر طالب حق کے دستگیر تہے ہماری حضرت کا یہ حال تہا کہ ابتدا سے پابندی شریعت
کا نہایت خیال تہا چنانچہ مولانا ابو القاسم محمد عبد الحلیم قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہین
کہ ہماری حضرت شاہ صاحب رحمہ شریعت کا لحاظ کرتے تہے کہ اپنے دست مبارک سے کٹورہ لوٹا

نہیں رکہتی تہی اور اگر کوئی لڑکا تخت بجانے کا قصد کرتا تو آپ اوسکی اونگلی مین ہاتہہ
مارتے اور اوس حرکت سی اوسی منع فرماتے اور یہ بہی آپ کی عادات حسنہ سی تہا
کہ آپ کبہی اپنی زبان گوہر فشان سی کوئی کلمہ درشت نفرماتے اگر شاید کسی سے
ناخوش ہوتی تو فرماتے کہ خدا تیرا بہلا کری اور اگر کسی پر حد سی زیادہ غصہ ہوتے تو فرماتے
کہ او مردک راقم آثم کے حضرت والد ماجد محبوب سبحانی مولانا شاہ محمد حمدا نے رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہین کہ ہماری حضرت نے اپنی جسم پوشیدہ کو کبہی نہین دیکہا ایک روز کسی شخص نے
آپ سی پوچہا کہ یا حضرت آپ اپنی ناف سی ٹخنی تک نظر نہین کرتے ہین جب استرہ لینی کی
ضرورت ہوتی ہی کیونکر لیتی ہین فرمایا اندہا کیا کرتا ہی آخر وہ بہی اپنی حاجت رفع کرتا ہی
اللہ اکبر جل جلالہ جسکو یہ خیال ہو اوسکی شرح کا کیا حال ہو حضرت صاحب کے حقیقی پوتے
جناب مولوی امام المتقین صاحب فرماتے ہین کہ ہم جن دنون شہر لکہنو مین پڑہتے تہے فرنگی محل
مین طالب علمی کرتے تہے ایک روز ہم عصر کی نماز پڑہنے فرنگی محل کے باہر کی مسجد مین گئے اور
اور بعد فراغ نماز علحدہ بیٹہکر کچہ وظیفہ پڑہنے لگے تہوڑی دیر کے بعد مولوی معین صاحب
تشریف لائی اور باجماعت عصر کی نماز پڑہی اور مجہی مسجد کے گوشہ مین بیٹہی اور وظیفہ
پڑہتے دیکہا اور مین بہی سمجہا کہ مولوی صاحب نے مجہے دیکہہ لیا ہی پہر مولوی صاحب نماز
سی فارغ ہوکر مسجد کے دروازی کے کہری پر بیٹہے اور چند لوگ اور بہی اونکی پاس جمع ہی
پہر جب مین وظیفہ سی فارغ ہوا تو مینی چاہا کہ مولوی صاحب کی آنکہ بچا کر نکل جاؤن مگر
مولوی صاحب کا خیال میری جانب تہا مجہی دیکہکر پکارا ادہر آؤ مین پاس گیا تو مجہسے
فرمایا کیا عمل خوانی ہوتی ہی مینی کہا کہ نہین فرمایا کہ اپنی حضرت جد امجد کا طریقہ اختیار
کرو وہ عمل و عملیات کچہ نہین کرتے تہے خاص سنت مصطفوی پر چلتے تہی اور حاضرین

کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا باوجودیکہ مین حضرت شاہ نجات اللہ صاحب کا مرید نہین
ہون مگر مینے اونکی زیارت اکثر کی ہے ایسے صاحب شریعت اور طریقت تہے کہ جسنے اونکو
دیکہا اوسنے گویا بعینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا اگر مین اونکو اپنی آنکہہ سے
نہ دیکہتا تو ہرگز معتقد و مقر نہوتا پس اقم آثم کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص بطینت اپنی شرارت
سے ایسے کامل مخالف کی نسبت کہ جسکی شریعت کے ایسے ایسے علما و علامہ قایل و مقر ہون
کوئی حرف خلاف شان اپنی زبان پر لاوے تو گویا مہتاب پر خاک ڈالتا ہے اور عقلہ لہاک
فی الدبر کا مصداق بنجاتا ہے بقول حضرت کیفی ع مونہ پر پڑا اولٹ کر جب آسمان پہ تہوکا ؛
ظاہر ہے کہ ایسا منکر و منافق بدمذاق و بے لطف اللہ تعالے کی رحمت سے کونین مین محروم
رہیگا اور سوالوجہ فی الدارین ہوگا **فائدہ** اب حضرت سلطان الواصلین کی بیعت
کا حال سنا چاہیے کہ ایک وقت آپکے پیر مرشد حضرت سید محمد اسمعیل حسینی واسطی بلگرامی
قدس اللہ سرہ العزیز محفل سماع مین تشریف رکہتے تہے اور حال و قال کا خوب ورود و شور
تہا اوسی حالت وجد مین آپنے اپنے خادم سے فرمایا کہ جلد جاؤ اور سید شاہ شاکر اللہ
کو لاؤ خادم آپکے پاس آیا اور حضرت کے طلبے کا حکم سنایا آپنے پوچہا کہ کہان
تشریف رکہتے ہین مجہکو کسواسطے یاد فرماتے ہین اوسنے کہا راگ سنتے ہین آپنے تامل
کیا اور نگئے جب خادم واپس گیا پہر حکم ہوا کہ جلدی جاؤ اور میرے سامنے لاؤ پہر خادم
آیا اور حضرت کا ارشاد سنایا آپ چپ ہو رہے اور نہ گئے خادم پہر یون ہین واپس
گیا تیسری مرتبہ حکم ہوا جلد حاضر کرو خادم پہر دوڑا آیا اور حکم طلبی کا سنایا آخر مجبور
حضرت کے حضور مین حاضر ہوے حضرت نے آپکو ایک رومال دیا اور فرمایا کہ اسے ہلاؤ
اور اپنے دل مین کچہ خطرہ نہ لاؤ آپنے رومال جیسے ہی ہاتہ مین لیا دیکہا کہ نہ وہ

حال ہی اور نہ قال حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ رسول پروردگار مع صحابہ کبار کے تشریف
رکھتی ہین اور حاضرین محفل کو وعظ نصیحت فرماتی ہین جب تک محفل سماع مجتمع رہی یہی کیفیت
نظر آئی جب وہ لوگ برخالست ہوئی حضرت بہی تشریف لے گئے پہر آپکے مرشد نے فرمایا
کہ تمہین کیا نظر آیا آپنے جو دیکہا تہا وہ عرض کیا پہر حضرت نے فرمایا کہ کہو اب
کیا ارادہ ہی ایسی نکاح سے کیا فائدہ ہی عرض کیا یا حضرت اس طرح کی زیارت خلاف
شریعت مجہی قبول نہین حکم خدا اور رسول سی عدول نہین جب آپکے مرشد نے پابندی
شریعت کی یہ کیفیت دیکہی بہت خوش ہوئی اور اونکی پیٹہ ٹہوکی نقل ہے کہ جب شاہ عالم
تخت پر بیٹہی اور تمام قلمرو مین منادی کی ڈہنڈہوری پیٹی ایک روز حضرت مسجد کے
چبوترہ پر بیٹہی وضو کرتے تہی آپنے آواز منادی کی سنی فرمایا کس چیز کی آواز ہی
کسی نے عرض کیا شاہ عالم تخت پر بیٹہی ہین اوسی کی یہ منادی کرتے ہین آپنے فرمایا
کہان سی یہ مرتبہ اور جاہ پایا کس نے اوسی بادشاہ بنایا وہر آپکا یہ فرمانا اودہر
سلطنت کا درہم برہم ہوجانا اوسی روز سی دہلی کی سلطنت مین زوال ہی اب تک وہی حال ہی
دوسری نقل یہ ہی کہ نواب شجاع الدولہ نے جب انگریزون سی لڑنیکا قصد کیا اپنی
نائب بینی بہادر کو حضرت کے پاس بہیجا کہ اگر آپ ہمکو بشارت فتح کی سنائین تو ہم لڑائی
پر جائین جب نائب مذکور حضرت کے حضور مین آیا اور نواب کا معروضہ سنایا آپنے
فرمایا ہرگز نہ جائین اگر جائین گے شکست کہائین گے وہ نائب نمکحرام انگریزون سی
ملا تہا واللہ عالم نواب سی کس بات پر جلا تہا اوسی یہ منظور تہا کہ نواب شکست کہائین
اور انگریز فتح پائین جب حضرت سی رخصت ہوا نواب سی جاکر کہا حضرت نے فرمایا ہی
آپ بلا تامل جائی اپنے دل مین کچہ اندیشہ نہ لائی آپ فتح پائین گے دشمن شکست

کہائین گے جب یہ آپ نے یہ بشارت سنی فوراً سامان کارزار طیار کیا لاکہ سوار جرار اپنے ہمراہ
لیا اب سامان قضا و قدر دیکھیے حضرت کی زبان مبارک کا اثر دیکھیے کہ ادہر نواب کے ساتھ
لاکہ سوار اور پیادے بے شمار ادہر انگریز کل تین کمپنی سے لڑنے کو طیار جب مقابلہ ہوا
نواب نے شکست کہائی تین کمپنی نے ساری فوج بہگائی نواب ہزیمت خوردہ فرخ آباد
کو آئے انگریزون نے فتح کے شادیانے بجائے پہر ایک روز نواب نے حضرت کے پاس کہلا بہیجا
کہ آپ نے فتح کی بشارت دی تہی ہمنے شکست کہائی بڑی ہزیمت اوٹہائی آپ نے فرمایا
مینے کب اجازت دی تہی کہ تمنے بشارت سنائی تہی جس نے کہا ہو اوسے بلاؤ اور میرے سامنے
کہلاو بعد تحقیقات کے جب وہ بدذات اپنی نمک حرامی کا مقر ہوا تب نواب نے سیسے کی
سلائی گرم کرواکے اوسکی آنکہون مین پہرائی آخر اپنی نمک حرامی کی خوب سزا پائی الغرض
ہمارے حضرت ممدوح کو جامع کمالات صوری و معنوی پاکر سلسلۂ قادریہ خدائیہ
مین شرف بیعت سے مشرف ہوے اور چند روز آپ کی خدمت بابرکت مین رہے پہر تو
سراسر تجلیات انوار الہی سے فیضیاب و مکاشفات اسرار نامتناہی سے کامیاب ہوئے
اور سب طرح کی کمالات و مراتب عالیات آپ سے حاصل کیے ایک روز ایام سرما مین نہایت
شدت کی سردی تہی اور ٹھنڈی ہوا بڑے زور و شور سے چلتی تہی حضرت کے تینون صاحبزادون
نے آپ کی ریاضت مخفیہ کا در پردہ امتحاناً کچھ ذکر کیا آپ سمجہے اور کہا بہت اچہا فقیر کی
ریاضت کی کیفیت اور محنت و مشقت کی حقیقت اس وقت ملاحظہ فرمائیے جو کسر ہو وہی
بتائیے پہر آپ نے سب کپڑے اوتارے اور تہ بند باندہ کر بیچ کے دروازے مین ہوا کے رخ
بیٹھکر ارشاد فرمایا کہ آپ تینون صاحب خوب پنکہے ہلائین اور فقیر کی محنت و مشقت کو
ملاحظہ فرمائین صاحبزادون نے پنکہے ہلانا شروع کیے اور آپ اپنے شغل و اشتغال مین

مشغول ہوے اب جو جو پنکھے ہلتے ہیں آپ کے بدن مبارک سے قطرات پسینہ کے بے انتہا ٹپکتے ہیں جب تک صاحبزادے پنکھے جھلتے رہے آپ کی یہی کیفیت دیکھتے رہے سبحان اللہ وبحمدہ اللہ تعالی نے کیا مرتبہ عالی آپکو عطا فرمایا تھا ایک تو ایام سرما کا ہونا دوسرے ہوا سرد و تند و تیز کا چلنا تیسرے تین پنکھوں کا برابر جھلنا پر بدن مبارک سے بشدت پسینے کا جاری ہونا جب صاحبزادوں نے یہ کیفیت دیکھی جاکر حضرت سے عرض کی آپنے فرمایا بھائی جو کوئی راہ مولی میں محنت و مشقت کرتا ہے وہ ایسے ہی مرتبے اور عزت پاتا ہے پھر حضرت نے آپکو منصب خلافت کا عطا فرمایا اور یہ حکم سنایا کہ اس فقیر نے سب نعمت اپنی تمکو عطا کی اور بیعت رشادیہ کی بھی اجازت دی اور فرمایا اگرچہ تمہاری ذات مجمع آمالی و امانی ہے پر ہمت تمہاری بہت عالی ہے لہذا تمکو بخوشی خاطر اجازت ہے دوسری جگہ سے فیضیات ہوتے ہیں کیا قباحت ہے اسکے بعد حضرت نے شجرہ طیبہ خاندان قادریہ رزاقیہ کا مرحمت فرمایا اور اوسی شجرہ پر اپنے دست مبارک سے یہ دستخط فرمایا بفضل اللہ تعالی دخل فی بیعت الارادۃ والاجازۃ شاہ نجات اللہ محب صادق قادری اطال اللہ عمرہ وافاض علی العلمین فیضہ اور شجرہ طیبہ موصوفہ یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم الہی بحرمت از و نیاز یکہ حضرت خاتم النبین محبوب العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتو دارد الہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت اسد الغالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ باتو دارد الہی بحرمت از و نیاز یکہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ باتو دارد الہی بحرمت از و نیاز یکہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ باتو دارد الہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالی عنہ باتو دارد الہی بحرمت از و نیاز یکہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ باتو دارد

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ باتو دارد الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ باتو دارد الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت خواجہ معروف کرخی قدس اللہ سرہ العزیز باتو دارد اس مقام پر جاننا چاہیے کہ حضرت خواجہ معروف کرخی قدس اللہ سرہ العزیز کو دو جگہ سے بیعت تھی اول بیعت ارادت سلسلۂ اماموں میں حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اور دوسرے بیعت صحبت سلسلۂ خواجگان میں حضرت خواجہ داؤد طائی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک لہٰذا مولف نے اول سلسلہ اماموں کا لکھ کر یہ سلسلۂ خواجگان لکھا تاکہ دونوں ایک ہو جائیں اور ہر شخص کی سمجھ میں بخوبی آجائیں الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت رسالت مآب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتو دارد الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ باتو دارد الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت خواجہ حسن بصری قدس اللہ سرہ العزیز باتو دارد الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس اللہ سرہ العزیز باتو دارد الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت خواجہ داؤد طائی قدس اللہ سرہ العزیز باتو دارد الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت خواجہ معروف کرخی قدس اللہ سرہ العزیز باتو دارد الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت خواجہ سری سقطی قدس اللہ سرہ العزیز باتو دارد الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت ابو القاسم جنید البغدادی قدس اللہ سرہ العزیز باتو دارد الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت ابوبکر شبلی قدس اللہ سرہ العزیز باتو دارد الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت ابو الفضل عبد الواحد بن شیخ عبد العزیز یمنی قدس اللہ سرہ العزیز باتو دارد الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت ابو الفرح طرطوسی قدس اللہ سرہ العزیز باتو دارد الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت ابو الحسن علی بن محمد

بن یوسف القرشی الهکاری قدس الله سره العزیز با تو دارد الٰهی بحرمت از و نیازیکه
حضرت ابو سعید مبارک مخزومی قدس الله سره العزیز با تو دارد الٰهی بحرمت از و نیازیکه
حضرت غوث الصمدانی محی الدین ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی قدس الله سره الاصفی
با تو دارد الٰهی بحرمت راز و نیازیکه حضرت میران سید عبد الرزاق قدس الله سره العزیز
با تو دارد الٰهی بحرمت از و نیازیکه حضرت میران سید احمد برادر سید محمد بن ابی صالح قدس الله سره العزیز
با تو دارد الٰهی بحرمت راز و نیازیکه حضرت میران سید احمد برادر سید محمد قادری البغدادی
قدس الله سره العزیز با تو دارد الٰهی بحرمت راز و نیازیکه حضرت سید علی قادری
قدس الله سره العزیز با تو دارد الٰهی بحرمت راز و نیازیکه حضرت موسی قادری
قدس الله سره العزیز با تو دارد الٰهی بحرمت از و نیازیکه حضرت میران سید حسن قادری
قدس الله سره العزیز با تو دارد الٰهی بحرمت از و نیازیکه حضرت شاه ابو العباس احمد
قادری قدس الله سره العزیز با تو دارد الٰهی بحرمت از و نیازیکه حضرت شاه بهاء الدین قادری
قدس الله سره العزیز با تو دارد الٰهی بحرمت از و نیازیکه حضرت سید محمد قادری
قدس الله سره العزیز با تو دارد الٰهی بحرمت از و نیازیکه حضرت شاه جلال قادری
قدس الله سره العزیز با تو دارد الٰهی بحرمت از و نیازیکه حضرت شاه گنج بخش فرید بهکری
قدس الله سره العزیز با تو دارد الٰهی بحرمت از و نیازیکه حضرت شاه ابراهیم سمنانی
قدس الله سره العزیز با تو دارد الٰهی بحرمت از و نیازیکه شاه ابراهیم بهکری محبوب الله قدس الله سره العزیز با تو دارد الٰهی بحرمت
راز و نیازیکه حضرت شاه امان الله ذات الله قدس الله سره العزیز با تو دارد الٰهی بحرمت از و نیازیکه سلطان الاولیاء
حضرت شاه حسین امان الله قدس الله سره العزیز با تو دارد الٰهی بحرمت راز و نیازیکه
مرشد المحققین حضرت شاه هدایت الله معشوق الله عاشق الله ذات الله قدس الله سره العزیز

باتوداره الہی بجرمت رازونیاز یکہ حضرت شاہ عبدالصمد خدانما محبوب اللہ قدس اللہ
سرہ العزیز باتودارد الہی بجرمت رازونیاز یکہ معشوق اللہ قطب الاقطاب حضرت شاہ
عبدالرزاق بانسوی قدس اللہ سرہ العزیز باتودارد الہی بجرمت رازونیاز یکہ قطب ربانی
محبوب سبحانی حضرت شاہ میر سید محمد اسمعیل حسنی واسطی بلگرامی قدس اللہ سرہ العزیز
باتودارد الہی بجرمت رازونیاز یکہ قطب الاقطاب شیخ المشائخ حضرت سید شاہ شاکر اللہ
قدس اللہ سرہ العزیز باتودارد الہی بجرمت رازونیاز یکہ حضرت شہنشاہ محبوبان
بارگاہ الفنا فی اللہ مع اللہ مولانا شاہ نجات اللہ صاحب صادق قادری قدس اللہ سرہ العزیز
باتودارد اے بھائیو اسقدر اور سمجھ لینا چاہیے کہ ہمارے اس خاندان قادریہ میں
سلسلہ چشتیہ کی بھی اجازت پہونچی ہے یعنی اگر کوئی شخص ہمارے یہاں سلسلہ چشتیہ میں بیعت کرنا چاہے تو ہوسکتا ہے ہمارے
حضرت کے مرشد حضرت سید شاہ شاکر اللہ قدس اللہ سرہ العزیز کو حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس اللہ سرہ العزیز
کی روح پاک سے خاندان چشتیہ میں فیض پہونچا ہے اور اجازت بیعت لینے کی ملی ہے
اور علاوہ اسکے حضرت سید شاہ عبدالرزاق بانسوی قدس اللہ سرہ الاصفی کو
خاندان چشتیہ میں دو جگہ سے فیض پہونچا ہے ایک حضرت شاہ احمد عبدالحق ردولوی
قدس اللہ سرہ الاصفی کے روح شریف سے اور دوسرے حضرت خواجہ معین الدین
چشتی حسن سنجری کے روح پاک سے چنانچہ جو سلسلہ چشتیہ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر
سے حضرت سید شاہ شاکر اللہ صاحب کو پہونچا ہے اور آپکے دست مبارک کا لکھا ہے
اس جگہ پر اوسکی نقل کی جاتی ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم شجرۂ طیبہ خاندان چشتیہ
حضرت شاہ نجات اللہ صاحب صادق قدس اللہ سرہ حضرت سید شاہ شاکر اللہ قدس سرہ
حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس اللہ سرہ حضرت علاء الدین عمر سعد الاہوری

قدس اللہ سرہ حضرت سراج الدین عثمان اودہی قدس اللہ سرہ حضرت شیخ نظام محمد بدوانی
قدس اللہ سرہ حضرت شیخ فرید الدین مسعود اجودہنی قدس اللہ سرہ حضرت شیخ قطب الدین بختیار
قدس اللہ سرہ حضرت شیخ خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ حضرت شیخ
عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ حضرت شیخ حاجی شریف زندنی قدس اللہ سرہ حضرت
شیخ قطب الدین مودود چشتی قدس اللہ سرہ حضرت شیخ ناصر الدین ابو یوسف چشتی
قدس اللہ سرہ حضرت شیخ ناصر الدین ابو محمد قدس اللہ سرہ حضرت شیخ ابو احمد چشتی
قدس اللہ سرہ حضرت شیخ ابو اسحاق قدس اللہ سرہ حضرت شیخ ممشاد دینوری
قدس اللہ سرہ حضرت شیخ ہبیرہ بصری قدس اللہ سرہ حضرت شیخ حذیفہ مرعشی
قدس اللہ سرہ حضرت شیخ ابراہیم ادہم قدس اللہ سرہ حضرت شیخ فضیل عیاض
قدس اللہ سرہ حضرت شیخ عبد الواحد بن زید قدس اللہ سرہ حضرت شیخ حسن بصری
قدس اللہ سرہ حضرت امام المتقین علی کرم اللہ وجہہ حضرت سید المرسلین خاتم النبیین
محمد مصطفی احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ٭ پھر آپ سب کمالات میں کامیاب
ہو کر اور حضرت سے رخصت لیکر اپنی مکان پر تشریف لائے سب خاص عام زیارت
کے واسطے آتے فایدہ واللہ عالم بنظر کسی مصلحت کے یا بنیت اخفا کرنے اپنی ولایت کی
آپ نے بیتی بہادر کے یہاں جو نواب شجاع الدولہ کا نائب تھا چند روز نوکری
کی نائب مذکور آپ کی بڑی عزت و حرمت کرتا تھا چنانچہ آپ کے چھوٹے صاحبزادے
مقبول بارگاہ الہ مولوی محمد حزب اللہ صاحب نقل کرتے ہیں کہ ہمسے خود حضرت فرماتے تھے
کہ ہمنے دنیا سے منہ موڑ کر پانچ روپیہ سیر کی پلاؤ کو چھوڑ کر فقیری اختیار کی ہے تب یہ
نعمت اور دولت ملی ہے پھر آپ نے فرمایا کہ اوس نوکری سے ہم نہایت خوش حال اور

تابع الاقبال تھی کہ یکایک یہ خیال دل مین آیا کہ نوکری چاکری چھوڑ دی توکل بخدا کیجیے
آپکے صاحبزادہ سجادہ نشین حضرت محبوب سبحانی مولانا شاہ محمد حمدانی قدس سرہ
فرماتے ہین کہ اس قصبہ کے چودہری نے آپکو ایک درخت منیب کا دیا آپ نے کسی ضرورت
کے واسطے کٹوایا اوسکے اندر یہ تماشا قدرت الہی کا نظر آیا کہ اوس درخت مین نہ کوئی
سوراخ تھا اور نہ راستہ بیچ مین اوس درخت کے ایک کیڑا بیٹھا تھا اور اوسکے سامنے ایک
ڈھیلہ گڑ کا رکھا تھا اور وہ اوسی کہا رہا تھا جس وقت آپنے یہ کیفیت دیکھی آیۃ فی السماء
رزقکم وما توعدون یاد پڑی نکتہ اوس کیڑے کا اس طور سے نظر آنا اور خدا تعالی کی
قدرت کاملہ سے اوسکے سامنے گڑ کا پہونچنا یہ اسرار غیبی اسواسطے تہا کہ آپ کو توکل پہ
یقین ہوجاوے کسی طرح کا وسوسہ دل مین نہ آوے چنانچہ آپنے فرمایا کہ مینے جب توکل
اختیار کیا پروردگار نے مجھے امتحاناً فقر و فاقہ مین گرفتار کیا ہفتہ عشرہ برابر گزر جاتا تھا
کھانے کی صورت نظر نہ آتی تھی ایام سرما مین ایک چادر سے ساری سردی کٹتی تھی مکان
کی یہ صورت کہ دروازے مین ایک جانب کواڑ اور دوسری طرف ٹٹی کی آڑ تخت اور
چارپائی کا نام نہ تھا خواب مین بھی آرام نہ تھا ہمکو بجز شکر خدا اور تلاش مولے کے
کچھ کام نہ تھا تکلیف و مصیبت کا ہرگز زبان پر نام نہ تھا اوسی حال مین ایک روز یہ
خیال ہوا کہ جلدی کسی ولی کامل کی تلاش کیجیے جو نعمت مل جاوے اوسی لیجیے اسی فکر مین
پہرتے تھے راہ خدا مین جستجو کرتے تھے نہ من بیہودہ گرد کوچہ و بازار میگردم مذاق
عاشقی دارم پے دیدار میگردم ایک روز حضرت محبوب سبحانی مقبول بارگاہ ربانی
مولانا شاہ [illegible] نامے صاحب کی کمالات اور خوارق عادت سنی مین آئی فوراً فقیر اودھر چلا
جانب [illegible] بڑہا [illegible] پڑتے تکلیف مصیبت کھینچتے ہانڈی شریف مین پہونچکر

حضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے آپنے صورت دیکھتے ہی فرمایا کہ مولوی نجات اللہ روبرو آؤ اور ہمارے پاؤں دباؤ آپ فرماتے ہیں کہ ہر چند یہ امر اوس وقت نفس کو یک گونہ ناگوار تھا مگر دل عقیدت منزل الامر فوق الادب کی رمز سے ہوشیار تھا فوراً ہاتھ قدموں کو لگا ہے آپ یہ مصرعہ زبان فیض ترجمان پر لائے ع ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد ۔ اور اوسی وقت مجھکو نعمات کمالات سے مالامال کردیا پھر میں رخصت ہوکر اپنے مکان پر آیا **فائدہ** جاننا چاہیے کہ حضرت محبوب سبحانی برگزیدہ خاص درگاہ ربانی مولانا شاہ حقانی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز جب قصبہ امیٹھی متعلقہ صوبہ اودہ میں تشریف رکھتے تھے کسی بات مذہبی پر نواب شجاع الدولہ سے تکرار ہوئی آپکی طبیعت اوس سے سخت بیزار ہوئی ایک دن نواب کورنے آپکے حضور میں قصد کچھ بے ادبی کا کیا کل افسران فوج نے متفق ہوکر نواب سے صاف صاف کہدیا کہ اگر آپکو کسی طرح کا حضرت سے انحراف ہے یہ خوب سمجھ لیجیے کہ کل فوج آپ سے خلاف ہے جب نواب نے یہ کیفیت سنی بجز خاموشی اور کچھ نہ بنی مگر ہمیشہ اسی فکر و تدبیر میں رہتا تھا کہ کسی طرح مولوی صاحب اس ملک میں رہنے نہ پائیں کسی اور ملک کو چلے جائیں ایک روز کسی شخص نے کہا کہ مولوی حقانی صاحب اسم باسمے ہیں اگر آپ اونسے کہلا بھیجیے کہ آپ ہمارے ملک میں نہ رہے فوراً چلے جائینگے ایک لمحہ نہ ٹھہرینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جس وقت نواب کا یہ پیغام پہونچا آپ فوراً روانہ ہوئے چند روز میں ٹانڈے پہونچے وہان کے رئیس نے آپکو روکا آپنے انکار کیا رئیس کور نے دست بستہ عرض کیا کہ یا حضرت نواب شجاع الدولہ جس سرکار نامدار کے بڑے منصب دار ہیں یہ خادم بھی اوسی دربار کے کمترین ملازمین سے ہے یہ ملک بادشاہ کا ہے کسی کا اجارہ نہیں حضور کا آگے جانا ہرگز گوارا نہیں جب حضرت نے رئیس کی التجا حد سے زیادہ دیکھی ہیں

استقامت اختیار فرمائی پھر آگے جانے کی نوبت نہ آئی نقل ہے کہ ایک مرتبہ شجاع الدولہ
کا لشکر پانڈو کے اوس پار گھاگرا کے کنارے پڑا تھا کسی شخص کو اہل فوج سے مسئلہ پوچھنے کی
ضرورت ہوئی آپکے پاس گیا آپ وس وقت وضو کرتے تھے اوسنے مسئلہ پوچھا آپنے
بتایا وہ سنکر واپس آیا شب کے بعد نماز عشا کے جب آپنے ورد وظائف سے فراغت پائی
کتاب دیکھنے کی نوبت آئی حسب اتفاق تفسیر وہی مسئلہ نکل آیا حکم اوسکا اور طور پر پایا آپ
بہت گھبرائے دوڑے ہوئے گھاگرا کے کنارے آئے اوس وقت وہاں نہ کوئی ناؤ اور نہ
کشتی بان فقط ذات خدا اور وہی مہربان آپ فوراً دریا میں کود پڑے کشف و کرامت
کی کشتی سے پار اوترے اب یہاں جگہ دو کرامتوں کا اظہار ہے عجب قدرت پروردگار ہے
ایک تو ایسے دریائے خونخوار ناپیدا کنار سے بلا کشتی پار اوترنا دوسرے شجاع الدولہ
کا لشکر اللہ اکبر جس مقام پر جاتا تھا سوا آدمیوں کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا آپ اوس
لشکر میں بلا تکلف اوسی شخص کی فرودگاہ پر پہونچے آپ وسی شخص سے پوچھتے ہیں گویا
اپنے تئیں چھپاتے ہیں کہ بھائی آج جو صاحب لدھی حقانی کے پاس مسئلہ پوچھنے گئے تھے
وہ کہاں ہیں اونکو تو بلاؤ اور ہمارے سامنے لاؤ اوس شخص نے آپ کو صورت دیکھتے
پہچانا اور عرض کیا یا حضرت آپ اس وقت کہاں تشریف لائے میری بڑی قسمت
وعزت ہے جو حضرت کے قدم آئے آپنے مسئلہ کی کیفیت ان کی تمام سرگذشت عیان کی
وہ شخص آپ کی کرامت اور پاس شریعت دیکھکر ششدر ہو گیا جھپٹ کر آپکے قدموں
پر گرا پھر آپنے فرمایا کہ اب ہم رخصت ہوتے ہیں اپنے گھر جاتے ہیں اوسنے بہت منت
سماجت کی کہ اس وقت کہاں جائیےگا کیونکر پار اوتریےگا آپنے نہ مانا مجبوراً وہ شخص
بھی آپکے ساتھ دریا تک آیا وہاں ناؤ بیڑا کچھ نہ پایا پھر آپ وسی کرامت کی کشتی پر سوار

ہوکر باہر اوتری اور اپنی گہر سدہاری وہ شخص بہی اپنے مقام پر پہر آیا دوسرے روز لوگون
کو یہ ماجرا سنایا جسنے سنا حیرت مین آیا غرض کہ ہماری حضرت باوجودیکہ ایسی ایسے
اولیا کاملین سی فیضیاب ہوئے اور سب طرح کی کمالات حاصل کیے لیکن آپکا ذوق
وشوق کم نہوا ہر دم اسی تلاش مین پہرتے تہی ہر سو جستجو کرتے تہی چنانچہ جناب اخ معظم
برادر مکرم قبلۃ الواصلین کعبۃ العاشقین مولوی محمد علم الیقین صاحب فرماتے ہین کہ ہماری
جد فاسد اوستاد ماجد حضرت حافظ سعد الدین بن حافظ محمد ابراہیم خوش نویس نور اللہ مرقدہما
تذکرۃ فرمانے لگے کہ ہم ایک روز مولانا عبد القدوس صاحب کی ملاقات کو گئی کچہہ ذکر
ہماری حضرت کا آیا مولوی صاحب ممدوح نے فرمایا کہ آپ تو حضرت صاحب کے مرید اور
بڑی رازدار ہین لیکن ہم آپ سے زیادہ حضرت صاحب کے حالات اور کشف وکرامات سی
واقف کار ہین حضرت صاحب کا یہ حال تہا کہ جب کوئی درویش کامل شہر مین آتا واللہ اعلم
آپ کہان سی خبر پاتے فوراً آگاہ ہو جاتے اپنی تئین اوسکے پاس پہونچاتے اوسکی فیض
صحبت سی حظ اوٹہاتے اور حضرت ہماری ساتہ نہایت محبت رکہتی تہی ہم اور آپ اکثر ساتہ
رہتی تہی ایک روز آپ ہماری پاس تشریف لائی اور فرمایا کہ آج ہماری ساتہ چلیے ایک درویش
باکمال خجستہ خصال کی زیارت کرائین یقین ہی کہ آپ بہت حظ اوٹہائین مین فوراً
آپکے ہمراہ ہوا آپ بنگالی باغ مین تشریف لے گئے وہان مینے دیکہا کہ ایک بزرگ
سپاہانہ لباس پہنے اور ایک بڑا تیغہ اور سپر آگے رکہی بانکون کی صورت بنائی
بیٹہی ہین معلوم ہوا کہ حضرت سید اسلم صاحب ہین جیسے ہی مین سامنی گیا اور سلام کرکے
بیٹہا آپنے حضرت صاحب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ انکو کہان لائے ہو مجہکو لیا نہ
کہلاؤگے مفت بدنام کراؤگے مین یہ سنکر خاموش رہا اور حضرت صاحب بہی سبب

اسکا کچھ نہ پوچھا پھر جب تک حضرت صاحب شہر میں رہے میں بیٹھا رہا جب آپ چلے میں بھی رخصت ہو کر اپنے گھر چلا آیا لیکن اوس روز سے میرا یہ معمول تھا کہ ہر روز سید صاحب کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتا اور میرے مرشد بھی شہر میں تشریف رکھتے تھے اونکی خدمت میں بھی ہر روز جاتا لیکن سید صاحب کی ملازمت کا مجھے ایسا عشق ہوا کہ ایک مرتبہ تین روز متواتر اپنے مرشد کی خدمت میں نہ گیا چوتھے روز حاضری کی نوبت آئی وہان یہ کیفیت دیکھنے میں آئی کہ ہمارے پیر مرشد اپنے مریدون کے ساتھ حلقے میں بیٹھے توجہ کر رہے تھے سب کو کیفیت ہو رہی تھی میں بھی حسب دستور اپنے مرشد کے حضور اوس حلقے میں بیٹھا اور مرشد نے مراقبہ کیا میرے بیٹھتے ہی سب لطف جاتا رہا کچھ کیفیت حاصل نہ ہوئی آخر ناچار ہو کر مرشد نے آنکھ کھول دی اور پھر مراقبہ کیا پھر بھی کیفیت نہ پائی پھر آنکھ کھول دی تین مرتبہ اسی طرح کیا لیکن کچھ کیفیت ہاتھ نہ آئی چوتھی مرتبہ آنکھ کھول کر ہم سب لوگون کی طرف دیکھکر فرمایا کہ تم لوگون میں کوئی شخص کسی بزرگ کامل کے پاس جاتا ہے اوس وجہ سے اس وقت ہمارے حلقۂ توجہ میں فرق آتا ہے میں نے عرض کیا کہ وہ شخص میں ہون بیشک ایک بزرگ کے پاس جاتا ہون مرشد نے میرا کلام سنکر مجھے فوراً اپنے حلقے سے باہر کیا میں اپنے گھر چلا آیا پھر جو لطف مرشد کے حلقے کا تھا بدستور ہو گیا اور میں نے حضرت سید صاحب کے پاس بلاناغہ جانا شروع کیا ایک روز موقع پاکر میں نے عرض کیا کہ یا حضرت ذکر یا ہو کیونکر ہوتا ہے آپ نے یہ سنکر اپنی سر پر ہاتھ اوٹھا کر اونگلی سے تین بار بلاتکرار گردش دی اور فرمایا کہ ہم تو یہ جانتے ہیں اور باقی جھگڑے ہیں اب میں رخصت ہو کر اپنے گھر کو چلا جیسے ہی باغ سے باہر آیا وہی ہاتھ کی گردش جو حضرت صاحب نے دی تھی مجھے نظر آئی اور میں چکرا گیا قریب تھا کہ زمین پر گر پڑون لیکن میں نے اپنے تئین

سنبھال کر ایک مکان خالی دیکھکر اوسکے اندر جا پڑا حسب اتفاق ایک طالب علم میرے
والد ماجد کا شاگرد ادہر سے نکلا اور میرا حال پُر ملال دیکھکر بہت گھبرایا اور فوراً کہار
اور ڈولی لایا اور مجھی سوار کرنیکا قصد کیا اوس وقت میری آنکھہ کھل گئی مینی پوچھا
کیون مجھے سوار کرتے ہو کہان لیے جاتے ہو اونے کہا آپ کی یہ حالت دیکھکر مینے چاہا
کہ مکان پر پہونچا دون یہ سنکر مینے کہا اب تو مین اچھا ہون پھر مین اپنے مکان کو چلا
میرے گھر مین ایک حجرہ تہا مین اوسی مین رہتا تہا سیدھا اوسکے اندر چلا گیا اور کنڈی
اندر سے دیکر بیٹھہ رہا اور پھر بیہوش ہو گیا تین روز متواتر بے آب و دانہ اوسی حالت
غشی مین پڑا رہا اسببسے کہ مجھے کسی نے حجرے کے اندر جاتے نہ دیکھا تہا اس جہ سے
میرے گھر والے جستجو کرتے تھے اور والدین میرے غم و الم مین روتے تھے اور سید صاحب
کو بھلا برا کہتے تھے کہ اوسی فقیر کی یہ تقصیر ہے خدا جانے ہمارے فرزند دلبند کو کیا کر دیا ہے
جو مجنون و سودائی ہو کر کہین چلا گیا ہے تیسرے دن میرے والد ماجد کو یہ خیال آیا
کہ تمام شہر مین تلاش کیا مگر حجرے مین نہین دیکھا آخر جب حجرے کو دیکھا اندر سے
بند پایا سب کو میرے ہونیکا یقین کامل آیا فوراً نجار کو بلا کر دروازہ کھلوایا
مجھے زندہ پا کر حجرے سے باہر لائے پھر جب مین ہوش مین آیا میرے والد نے تاکید
فرمایا کہ خبردار اب وس فقیر کے پاس نجانا ہرگز اوسکے دام مین نہ آنا لیکن مین حضرت
سید صاحب کی محبت مین گرفتار تہا بے حاضری مجھے کب قرار تہا مین ہر روز جاتا اور
آپکی صحبت سے حظ اوٹہاتا ایک شب کو مین اپنی چارپائی پر لیٹا تہا دفعتاً مجھے
یہ معلوم ہوا کہ کسی نے میری پیٹھہ کے نیچے ہاتہ ڈالکر مجھے اوچھال دیا اب کرامت دلیا اور
قدرت کبریا دیکھی کہ ہم اوپر کو چلے راہ مین حضرت سید صاحب ملے فرمایا کہ میرے ساتہ

چلی آؤ خوف نکلا اور پھر ایک لمحہ مین مسافت اوسے طے کرکے آسمان اول و دوم سے
گذر کر آسمان سوم پر پہونچے وہان حضرت سراپا برکت شاہ مینا صاحب قدس اللہ سرہ الاعلی
تشریف رکھتے تھے اور ایک شخص سراپا برہنہ جلا ہوا مانند کوئلے کی سیاہ کھڑا تھا واللہ عالم
وہ کون تھا پھر شاہ مینا صاحب نے سید صاحب کو آواز دی کہ اے سید صاحب آپ اسکو کہان
لیے جاتے ہین اوس شخص ضعیف کا ظرف اوس مقام لطیف پر جانے کے لائق نہین کہان لیے جاتے ہو
کیون آفت مین پھنساتے ہو بمجرد فرمانے اس کلمہ کے مجھے معلوم ہوا کہ بڑے زور سے مجھے نیچے
کو چلا اور فوراً آکر اپنی چارپائی پر گر پڑا تقدیر نے عجب رنگ دکھایا مرتبہ اعلی کو پہونچا کر
کیسا گرایا مینے اپنے دل مین کہا کہ حضرت شاہ مینا صاحب نے یہ کیا کہا جو مجھے آگے
جانے نہ دیا پھر مین حسب دستور حضرت سید صاحب کے حضور مین حاضر ہوتا تھا اپنے مطلب کے
واسطے عرض و معروض کرتا تھا آخر جب آپ دہلی کو روانہ ہونے لگے مجھسے فرمایا کہ تم
شاہ مینا صاحب کی مزار پر حاضر رہا کرو مینے عرض کیا یا حضرت شاہ مینا صاحب
کی بدولت تو مین ایسی عمدہ نعمت اور کیفیت سے محروم ہوا آپ نے فرمایا کہ نہین تم
حاضر رہا کرو اسمین کچھ تکرار نکرو آخر بعد تشریف لیجانے حضرت سید صاحب کے شاہ مینا صاحب
کی مزار پر انوار پر حاضر رہتا تھا ایک روز بموجب ارشاد سید صاحب کے حضرت شاہ مینا صاحب
کی زیارت مجھے نصیب ہوئی مینے عرض کیا یا حضرت مین اُس لطف سے سید صاحب کے
ہمراہ جاتا تھا آپ نے مجھے کیون روکا اسمین کیا بھید تھا فرمایا کہ تمہارا ظرف اس لائق
نہ تھا اگر تم ایک قدم آگے بڑھتے اوسی شخص کی طرح برہنہ و سیاہ ہو جاتے آخر ہم
اوسی طرح رہا اور حضرت صاحب مرتبہ اعلی کو پہونچکر کامل و اکمل ہوئے * تنبیہ اس بیان مین
غور کرنیکا مقام ہے کہ ہمارے پیغمبر افضل البشر محمد مصطفی احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

کو پروردگار نے ایک بار آسمانون پر بلایا اور مرتبہ معراج شریف کا عطا فرمایا اس پر
اکثر مسلمان ضعیف الایمان یقین نہ لائے اور مرتد ہوگئے اور ہزارہا کفار نابکار آج تک
اسی انکار مین گرفتار ہین کہ ہزارہا سال کے راہ طی کرکے آسمانون پر جانا اور عرش
تک پہونچکر طرفۃ العین مین واپس آنا خلاف قیاس ہے اور یہ نہین جانتے کہ جب اس
امت عالی ہمت کے لوگ آپ ہی کے خادم اور غلام آپکا نام لیکر ہزارہا مرتبہ ساتون آسمان
وہان کے آسمان سے گذر کر عرش تک جاتے ہین اور ایک لمحہ مین واپس آتے ہین اگر آپ
ایک مرتبہ تشریف لے گئے تو کیا بعید ہے اب ہمارے حضرت قطب الاقطاب شیخ المشائخ شہنشاہ
محبوبان بارگاہ آلہ فنا فی اللہ مع اللہ مولانا شاہ نجات اللہ صاحب دق قادری قدس اللہ
سرہ الاصفی کا حال سنیے کہ جب حضرت سید صاحب ممدوح بصد رعالی منزلت الاقدر دہلی
کو جانے لگے فرمایا کہ اگر تمکو بھی کچھ لینا ہے تو ہین دہلی مین ہمارے پاس آنا کچھ پس و پیش
نہ کرنا یہ فرما کر آپ چند روز کے بعد دہلی مین داخل ہوے حضرت
ممدوح کی تشریف لیجانے کے بعد ہمارے حضرت نے اوسی حالت امتحان مین بے زاد و
راحلہ توکل بخدا تلاش مولی مین جانب دہلی قدم اوٹھائے اثنائے راہ مین جو جو مصیبات
سفر پیش نظر آئے اوسکے اظہار سے مؤلف کے دل کو بیقراری ہے اور زبان قلم بھی اوسکے
تحریر سے عاری ہے آپ فرماتے ہین کہ ہمکو غلبۂ تشنگی تھا ایک روز نہایت تنگ کیا ضعف و
نقاہت نے قدم بڑہنے نہ دیا سرراہ ایک درخت املی کا نظر آیا مین مجبور ہوکر اوسکے نیچے بیٹھ
گیا دیکھا تو اوسمین املیان لگی تہین خواہش نفسانی سے بیقرار ہوکر اوس درخت پر چند
ڈھیلے پھینکے مگر مطلب کو نہ پہونچے یعنی املی کیا کوئی پتی بھی نہ گری خواہش نفس کی قایل ہے نہین
رہی اسی طرح تکلیف و مصیبت اوٹھاتا دہلی تک پہونچا جب شہر مین داخل ہوا سرراہ

ایک بزرگ سپاہانہ لباس پہنے پاکلون کی وضع بنایے سپاہیون کی سی طرح نظر آئے مینے بغور دیکھکر
پہچانا کہ حضرت سید صاحب ہین آپ نے میری صورت دیکھتے ہی ایک لیمو کاغذی اپنے
جیب سے نکال کر میرے سامنے ڈال دیا مینے اوسے مع چھلکے وغیرہ کے خوب چبا کر کھا لیا
آپ نے دیکھکر تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ اللہ رے کچھ بھی نہ چھوڑا جاتا رہا مطلب ہوگیا فی الحقیقت
مینے اوس لیمون کو کھانے سے نہایت قوت اور توانائی پائی اور عجب لذت اور کیفیت
اوٹھائی پھر مین چند روز آپ کی خدمت بابرکت مین رہا اور سب طرح کی نعمات سے فیضیاب
ہوا آپ فرماتے ہین کہ حضرت سید صاحب کے کشف وکمالات کا یہ حال تھا کہ ایک روز آپ وضو کرتے تھے
اور ہم سامنے کھڑے تھے آپ نے فرمایا کہ شاہ نجات اللہ تمہارے صاحبزادے شاہ عبدالحق
اس وقت بشدت بیمار ہین اونکی علالت سے تمام گھر کے لوگ بیقرار ہین اور تمہاری
بی بی مکان کے صحن مین پیڑھی پر بیٹھی ہین اور تمہاری والدہ ماجدہ اونکے غم مین
روتی ہین یہ فرماکر آپ نے وضو تمام نہین کیا تھا کہ فرمایا اب اچھے ہوگئے ہرچند کہ اس جگہ
بر محل یہ مذکور ہے لیکن لائق سننے کے ایک کرامت آپ کی اور مشہور ہے ہمارے حضرت صاحب
اکثر تحائف حضرت سید صاحب کے واسطے یہان سے دہلی بھیجا کرتے تھے میان ذومین شاہ [illegible]
لیکر جایا کرتے تھے ایک دفع کا ذکر ہے کہ حضرت صاحب نے کچھ تنباکو اور ٹوپیان وغیرہ
شاہ صاحب کو دیکر سید صاحب کی خدمت مین روانہ کیا اثنائے راہ دہلی مین قزاقون
نے انکو گھیر کر سب اسباب چھین لیا یہ بہت رنجیدہ اور ملول حضرت سید صاحب کے حضور
مین حاضر ہوئے اور چاہا کہ جو کیفیت گزری ہے اوسے عرض کرین آپ نے کہنے نہ دیا دوسرے
روز انکو رخصت کیا اور فرمایا کہ اثنائے راہ مین جو کوئی تمہین کچھ دے تو ہرگز نہ لینا سیدھے
چلے جانا پھر یہ رخصت ہوکر اوسی مقام پر جہان قزاقون نے لوٹا تھا پہونچے دیکھا تو

وہ سب قشقاق اوسی جگہ سرکہی پڑی ہین اور وہ سب تحائف وہین دہرے ہین
اور ایک شخص ضعیف اوس اسباب کی محافظت کے واسطی بیٹھا ہی جب اوس ضعیف نی انکو دیکھا
سب اسباب لیکر انکی پیچھے دوڑا یہ سبب بجالت سید صاحب کے اوسکی طرف مخاطب ہوئی
اور بہاگو تب اوسنے انکو پکارا کہ برای خدا اپنا اسباب لیے جاؤ ہمین اس رنج اور مصیبت سے
چہڑاؤ انہون نے کچھ جواب دیا اپنا راستہ لیا پہر آکر حضرت صاحب سے سارا قصہ نقل کیا
آپنے سنکر نہم یا جاننا چاہیے کہ حضرت سید صاحب باوجود حاصل ہونے ایسے مراتب
عالیہ اور درجات کاملہ کے ظاہرہ لباس سپاہیون کا رکھتے تھے چنانچہ سرکار دہلی کی
فوج مین زمرۂ سواران کے افسر تھے دہلی سے لکھنؤ مین تشریف لائے تھے شاید بطریق سیر کے
آئے تھے آپکا وطن مالوف معلوم نہین کہ کہان تہا اگر ہمارے حضرت صاحب کی حیات
مین کوئی تحقیقات کرتا تو بخوبی دریافت ہوجاتا مزار پرانوار بہی آپکا بے پتا ہے
کوئی نشان بہی نہین دیتا ہے الغرض ہمارے حضرت صاحب کو حضرت سید صاحب
نے رخصت فرمایا اور تاکیداً یہ حکم سنایا کہ اب جاکر اپنے مکان پر بیٹھو نوکری چاکری
نہ کرنا اگر کوئی کچھ دے تو بہی نہ لینا اور گہر سے باہر قدم نہ رکہنا اور پانچ برس کے بعد
پہر ہمارے پاس آنا آپ فرماتی ہین کہ مین حضرت سے رخصت ہوکر چلا اثنا راہ مین اوسی
املی کے درخت کے نیچے پہونچا دیکھا تو بہت سی املیان پڑی ہین امتحاناً ایک ڈہیلہ بہی
پہینکا بہت سی املیان گرین یقین کامل ہوا کہ بخوبی مطلب حاصل ہوا پہر رفتہ رفتہ
اپنے مکان پر پہونچے اور عبادت وریاضت مین مشغول ہوئے اب اس پانچ برس کی
مدت مین جو تکلیفات اور مصائب آپنے اوٹہائے اونکا کیا بیان ہے وہ تو سراسر
خارج از امکان ہے بیس بیس روز چولہے مین آگ نہ جلتی تھی چالیس چالیس روزے ایام مین

بنتی نہ پڑتی تہی الغرض کہ صبر و تحمل قناعت و توکل اسی کا نام ہی تسلیم و رضا ایسی ہے
لوگون کا کام ہی کپتان فدا حسین خان بہادر سہسوانی بیان کرتے ہین کہ اونہین ایام
مین آپکے دروازے پر ایک مسجد خام تہی کسی روز ایک فقیر مسافر اوسی مسجد مین آکر
اوترا اوس حال مین آپکے یہان کوئی برتن بہی نہ تہا جب وقت کہانیکا آیا ایک
رکابی تانبی کی پڑوس مین کسی بی بی کے یہان سے منگائی دال لیا جو کچہ میسر آیا اوسی
رکابی مین رکہکر فقیر کے سامنے پہونچایا وہ فقیر صاحب کیسے تہا حضرت کی تکلیف کا
حال بلکہ اوسی جسم آیا کچہ کنڈی اوہر اودہر سے لایا اور اوس رکابی پر کچہ مل کر
اون اوپلون مین تاو دیکے اپکے اندر رکہکر چلا گیا حضرت جب صبح کی نماز کے
واسطے مسجد مین تشریف لائے میان فقیر صاحب نظر نہ آئے رکابی تلاش کی وہ بہی نہ پائی
اپنے دل مین کہا فقیر نے بڑا غضب کیا پرائی رکابی لے گیا اسکے بعد جب آپنے
نماز اور وظیفہ سے فراغت پائی اپنے دست مبارک سے دروازے پر جہاڑو دینے لگے جب وہ
راکہہ اوٹہائی اسکے اندر سے وہ رکابی نظر آئی آپ بہت خوش ہوئے اور کہا کہ فقیر بڑا
دیانتدار تہا حفاظت کے واسطے اس آگ مین رکہہ گیا وہ رکابی جس بی بی کی تہی
اونکے یہان پہونچا دی جب اونہون نے اوسے صاف کیا معلوم ہوا کہ یہ رکابی بہت عمدہ
سونے کی ہے وہ بی بی رکابی لیکر آپکے پاس آئین اور عرض کیا یا حضرت یہ رکابی ہماری
نہین ہے ہماری رکابی تانبی کی تہی اور یہ سونے کی ہے آپنے فرمایا ہمارے یہان
نہ سونے کی ہے اور نہ تانبی کی یہ تمہاری ہے اسے لے جاؤ اور اپنے مصرف مین لاؤ جب
اون بی بی نے دیکہا کہ آپ نہین لیتے ہین تب عرض کیا یہ رکابی میری سہی نصف
آپ لیجیے اور نصف مجہے دیجیے آپنے فرمایا یہ ہرگز نہین ہوتا ہے ہماری قسمت مین

ابھی نہ چاندی تھی اور نہ سونا ہے وہ بلی بلی آپ کی یہ استغنا اور بے پروائی دیکھکر
گھبرائیں اور رکابی لیکر اپنے گھر آئیں الغرض اسی طرح جب امتحان قرار واقعی ہوچکی
اور کسی طرح آپکے پاؤں نہ ڈگی اور ایام معہودہ بھی پوری ہوگئی پھر آپ دہلی
پہونچے اور حضرت سید صاحب کی ملازمت سے مشرف ہوئے آپنے صورت دیکھتے ہی
فرمایا کہ میرے قریب آؤ اور اپنے زانو میرے زانو سے ملاؤ پھر تو حالات مشرق اور
مغرب اور جنوب اور شمال کے پیش نظر ہوگئے اور فرش زمین سے عرش بریں تک پہونچکر
مقامات ناسوت و جبروت سے گزر گئے حضرت سید صاحب کی توجہ سے جب خدا کی اس
مرتبہ کو پہونچایا بعد اسکے حضرت سید صاحب نے فرمایا کہ اب حق تعالی نے تمکو سب طرح
کی نعمات اور کمالات سے مالامال اور خوش حال کیا اب کوئی تکلیف و مصیبت تمہاری
قریب نہ آوے گی بہت جلد فراغت اور راحت حاصل ہوجاوے گی اب اپنے مکان پر جاؤ
جو کوئی کچھ دیوے اوسے بخوشی لے لینا اور کسی سے سوال نکرنا اور لباس نگین پہننا
اور کھانا نہ ملانا اسی طرح بہت پند و نصائح کرکے رخصت کیا پھر بخوشی تمام ساتھ
راحت و آرام کے اپنے مکان پر تشریف لائے اوس وقت کے دیکھنے والے کہتے ہیں کہ یہ خبر
سنکر صدہا لوگ ہر طرف سے آپ کی تمنائی زیارت میں آتے تھے اور مشرف ہوکر حظ اوٹھاتے
و جب آپکے تشریف آوری کی خبر آپکے پیر و مرشد برگزیدہ بارگاہ الہ حضرت مولانا
سید نا سید شاہ شاکر اللہ صاحب کو پہونچی تو اپنے کسی خادم خاص کو بھیجکر آپ
طلب فرمایا جب آپ تشریف لے گئے تو آپکے دیدار مسرت آثار سے بہت حظ
اٹھایا اور ارشاد کیا کہ اب ہمارا وقت اخیر ہے لہذا جو کچھ ہمارے پاس باقی ماندہ ہے
آپ لیجیے اور اپنا فیض جاری کیجیے غرض کہ آپ بخوبی کامیاب ہوکر باطمینان تمام

اپنے مکان پر تشریف لائے اور خداوند تعالیٰ نے اپنی عنایت سے خزاین باطنی کے
علاوہ دنیا بھی ایسی عطا کی کہ آپ نے چند عرصہ میں دو محل بے بدل پختہ عالیشان اپنی
اولاد امجاد کی واسطے طیار کرائے اور ایک مسجد پختہ نہایت عمدہ و پائدار مع گنبد و مینار
جسکی طیاری میں پانچ سو روپیہ کا شیرہ اور ماش کا آٹا صرف ہوا بنوائی اور خرچ روزمرہ
کا یہ حال تھا چالیس پچاس آدمی گھر کے دس پندرہ بیس پچیس باہر کے ہر روز ہوتے تھے
بلکہ اس کثرت سے لوگ آتے تھے کہ چولہا کسی وقت سرد نہوتا تھا ہر وقت کھانا طیار
رہتا تھا وقت بے وقت جس قدر لوگ آجاتے آپ اسی وقت سب کو کھانا کھلاتے
یہ ضرب المثل مشہور تھی کہ حضرت کے یہاں کا چولہا ہر وقت دہکتا رہتا ہے آٹھ پہر کھانا
طیار رہتا ہے غرض اسی طرح ہر روز لوگ آتے تھے آپ سب کی خبر بخوبی لیتے تھے اور اپنی
ذات والا صفات سے باوجود قدرت کے کبھی دنیا کی طرف التفات نہ کرتے آٹھ پہر میں
کچھ طعام برائے نام بہ نیت طاقت عبادت کے کھا لیتے اور گزی گاڑھا جس سے ستر چھپ جاوے
بقدر ضرورت پہن لیتے اور سوائے دو جوڑے کپڑے کے تیسرا جوڑہ نہ رکھتے اور سال میں
وہی جوڑے کپڑے پہنتے اور اسمیں اس قدر پیوند لگاتے کہ اصلی کپڑے کا نام
باقی نہ رہتا اور آپ کوئی چیز اپنی ملکیت خاص میں مثل گٹھری یا پٹاری یا صندوقچہ
کے نہ رکھتے جو چیز آجاتی فوراً تقسیم فرماتے اور پارچہ سرمائی کا یہ حال تھا کہ ہر سال جبہ اول
نئی طیار کراتے جب سردی ہو جاتی وہ سب کپڑے کسی محتاج کو دے ڈالتے سال آیندہ
کے واسطے نہ رکھتے انتقال کے بعد کوئی چیز آپ نے اپنی ملکیت خاص میں ایسی نہیں
چھوڑی کہ آپ کی اولاد وصی تبرکاً تقسیم کرتے جو لوٹا واسطے وضو اور طہارت کے اور
کلام مجید واسطے تلاوت کے تھا وہ بھی اپنی حیات میں دے دیا تھا اور جو محل آپ نے بنائے

وہ بھی اپنے سامنے سب اولاد کو حصہ بحصہ تقسیم فرما دی چنانچہ مسجد خاص کا حجرہ وہ بھی
اپنے صاحبزادہ و جانشین محبوب سبحانی حضرت مولانا شاہ محمد حمدانی صاحب کے نامزد کر دیا
بجز ایک درخت املی سرخ کے جو آپ نے اپنے دست مبارک سے اپنے دروازہ پر مسجد کے سامنے
لگائی تھی نہ تقسیم فرمائی اور نہ کسی کے کاغذ مین درج کرائی اس سے مطلب خاص آپکا یہ
تھا کہ جب تک یہ درخت رہے میری کل اولاد کو اوسکے پھلون کا حصہ ملتا رہے اور ظاہرا
باعث آپ کا یہ تھا کہ آپ اوسکو بہت عزیز رکھتے تھے چنانچہ جسکی آپ بہت خاطر کرتے
اوسکو اوسی املی کا پنّا اور دھوئی ماش کی دال کھلاتے کھانے والے اسمین ایسا ذائقہ
پاتے تھے کہ کسی اور کھانے عمدہ سے ہرگز ایسا مزا نہ اوٹھاتے تھے خصوصاً دھوئی ماش کی دال
صرف نمک و خالی پانی مین پکتی تھی مگر ایسا مزا کہ کسی کھانے عمدہ کی اوسکے آگے حقیقت
نہ ہوتی تھی اکثر امرا لوگ جو آتے تھے اسی دال کی فرمایش کرتے تھے اور یہ تصرف آپکا ابھی تک
اسی طور پر چلا جاتا ہے جو کھاتا ہے اوسکے ذائقہ اور مزے سے حیرت مین رہ جاتا ہے غرض کہ
آپ کچھ سروکار دنیا سے نہ رکھتے تھے شب و روز یاد مولی مین دل سوز رہتے تھے جناب لوہی نوازش علی
صاحب بیان کرتے ہین کہ حضرت خود ارشاد فرماتے تھے کہ عالم شباب مین میرا یہ حال تھا کہ نماز
تہجد کے بعد لا الہ کی ضرب لگاتا تھا اور دو میل تک آواز میری ضرب کی جاتی تھی اس اثنا مین
جو آدمی یا جانور سنتا تھا عالم سکوت مین رہ جاتا تھا اور ایک کیفیت و حالت اوس پر
طاری ہو جاتی تھی چند مدت کے بعد جب بارگاہ کبریا سے ارشاد ہوا کہ اسکو موقوف کرو
موقوف کر دیا جو انسان و حیوان کہ اس کیفیت سے لطف یافتہ تھے وہ محروم ہوے
درگاہ رب العزت مین بعد مناجات کے عرض کی کہ خداوندا وہ ندا کیا ہوئی کہ جس سے
ہم حظ روحانی اوٹھاتے تھے اوسکی کیفیت سے لطف و سرور روحانی پاتے تھے ندا ہوئی

کہ اب وہ ریاضت اختتام کو پہونچ گئی شہرت اونکی خاص و عام مین ہوگئی لہذا اوسے
موقوفی کی اجازت فرمائی یہی باعث ہی کہ چند عرصہ سے وہ ندا تمہاری سننے مین نہین آئی
نقل ہی کہ حضرت نے ایک مدت تک اپنے کشف و کمالات باطنی کو ایسا اخفا کیا کہ کسی پر
کوئی بات ظاہر نہ ہوئی ایک روز ندا ہوئی کہ تم اپنے کمال کو ظاہر کرو عرض کیا کہ اسکے
اظہار مین مجھکو کیا فائدہ ہوگا ایک مدت تک جواب نہ آیا ایک مدت کے بعد پھر ندا ہوئی
کہ ای محبوب میرے تم اپنے کمال سرّیہ کو ظاہر کرو عرض کیا کہ مجھے اسکے اظہار مین بجز
نقصان کے کچھ فائدہ نہوگا کس واسطے کہ مین تیرا تابعدار اور فرمان بردار ہون اور اظہار
کرامت مین لوگ مجھکو گھیر لینگے اوس حالت مین تیری اطاعت مین فرق آویگا ارشاد ہوا
کہ ہماری خاطر سے یہ بات منظور کرو عرض کیا رضای مولا از ہمہ اولی اوسی روز سے خوارق
عادات اور کرامات کا اظہار ہونے لگا اور خلقت کا اژدہام شروع ہوا پھر ایک روز
ندا ہوئی کہ ای دوست اب لوگون کو مرید کرکے اپنا فیض جاری کرو پھر وہی کلمہ عرض
کیا کہ خداوندا مجھے اسمین کیا فائدہ ہوگا پھر کچھ جواب نہ آیا ایک مدت کے بعد پھر وہی ندا
ہوئی کہ تم مرید کیون نہین کرتے ہو عرض کیا مجھے شرم آتی ہی ایسا نہو کہ میرا مرید دوزخ
مین جاوے اور مجھے بدنام اور رسوا کرے اگر یہ وعدہ ہو کہ جسکا ہاتھ میرے ہاتھ مین آوے
اوسپر آتش دوزخ حرام ہو جاوے تو البتہ یہ کام کرون پھر ایک عرصہ تک جواب نہ آیا بعد
چندے ندا ہوئی کہ عرض تمہاری پذیرا ہوئی جسکا ہاتھ تمہارے ہاتھ مین آویگا وہ ہرگز
دوزخ مین نہ جاویگا سبحان اللہ جب یہ وعدے ہوے تب طریقہ مریدی کے جاری ہوے

تیسرا باب آپکے کشف و کرامات اور دیگر حالات واقعات کے بیان مین

کرامت

حکیم مولوی نوازش علی صاحب ساکن دارالعلم شہر گورکھپور یہ بڑے عامل و فاضل حکیم حاذق و

کامل ہماری حضرت قطب الاقطاب شیخ المشائخ مولانا شاہ نجات اللہ صاحب صدیقی قادری
کی مریدون مین بڑی ممتاز و سرافراز ہین اور حضرت کی خدمت مین جو راز و نیاز
انکو تہا کسی کو کمتر تہا مفصل حالات آپ کی انشاء اللہ تعالی چوتہی باب مین آئینگے
ناظرین اوراق ہذا بخوبی آگاہ ہو جائینگے بیان کرتی ہین کہ مولانا عبد اللطیف سمرقندی
کہ اکابر علما و فضلای شہر مذکور سی تہی بڑی ذوق و شوق سی مرشد کامل کی تلاش مین
نکلی رفتہ رفتہ ملک ہندوستان مین پہونچی اور ہر ایک درویش نامی و گرامی کی خدمت
مین حاضر ہوی لیکن کہین اپنی مطلب کا سراغ نہ پایا کوئی مرشد کامل ہاتہ نہ آیا آخر پہرتے
پہرتے حضرت اجمیر و دہلی شریف وغیرہ طے کرتے شہر لکہنؤ مین پہونچی اور منظور یہ تہا کہ
ایسا مرشد ہاتہ آوی کہ ظاہر مین صاحب شریعت و طریقت اور عالم و فاضل ہو اور باطن
مین درویش صاحب حال اور ولی کامل ہو ہرچند کہ اس زمانہ اخیر مین ایسی مرشد کا ہاتہ
آنا نہایت دشوار تہا لیکن بموجب قول ہذا جوئندہ یابندہ جسنے ڈہونڈہا اوسنے پایا
مولوی صاحب کو بروقت تشریف آوری لکہنؤ کے یہ خبر معتبر گوش زد ہوی کہ اس
شہر کے متصل ایک درویش بڑی کامل عالم و فاضل صاحب نسبت و معرفت پابند
شریعت و طریقت نہایت خوش اوقات متصف بہمہ صفات حسنہ کرسی شریف
مین تشریف رکہتی ہین جو لوگ وہان جاتی ہین اونکی ذات بابرکات سی راہ نجات پاتی ہین
مولوی صاحب یہ خبر فرحت اثر سنکر فوراً روانہ ہوی کرسی مین پہونچکر مشرف بہ زیارت
آستانہ فیض کاشانہ ہوی حضرت کا یہ معمول تہا کہ جس وقت آپکے یہان کوئی آتا تو آپ
ہاتہ مین لوٹا پانی کا اور دوسرے مین دستارخوان کہانی کا لیی ہوی برآمد ہوتے
تہے کہ حسب دستور حضور تشریف لای اور بعد ملاقات اور معانقہ کے مولوی صاحب سے

فرمایا اول طعام بعد کلام پہلی کہانا کہا ہی پہر اپنا مطلب کہیو مولوی صاحب نے عرض کیا
کہ حضرت نماز ظہر کا وقت تنگ ہی پہلی نماز سی فارغ ہوجاؤن پہر کہانا کہاؤن حضرت
نے پہر وہی کلمہ ارشاد کیا مولوی صاحب نے عذر کیا کہ میری نماز چالیس برس سے قضا نہیں
ہوئی ہی قلت وقت سی خوف قضا نماز ہی ورنہ مجہی سب طرح آپکے حضور مین نیاز ہی
کہانی مین کیا عذر ہی مولوی صاحب کے بار بار تکرار و انکار سی حضرت نے ازروی عتاب
کی فرمایا کہ تمکو اپنی نماز کا بڑا دعوی ہے میرے نزدیک تمنے ایک نماز بہی نہین پڑہی
تمہاری عمر یون ہی گزری ہی لو اول کہانا کہاؤ پہر وضو کرو آج مین تمکو دو رکعت
کا تحریمہ بندہا دون ذائقہ نماز کا چکہا دون مولوی صاحب سے کچہ نہ بن آئی اول روٹی
کہائی پہر وضو کرکے حاضر ہوی قبلہ رو کہڑے ہوئی حضرت نے دو رکعت کا تحریمہ
اونکو بندہوا دیا مزہ نماز کا چکہا دیا مولوی صاحب نماز پڑہ کر فوراً قدمون پر گرے اور
حالت بیخودی مین آئی جب ہوش آیا یہ کلمہ زبان پر لاے واللہ ہی بجز ان دو رکعت
کے کبہی نماز نہین پڑہی مفت مین عمر یون ہی گزاری یہ کہکر اوسی وقت رخصت
ہوئی اپنی مراد کو پہونچی مقصود دو جہان حاصل ہوئی خوشی خوشی اپنی وطن کی طرف
راحل پیمای منازل ہوئی **کرامت ۲** حاجی عبد العزیز مولوی امام بخش صاحب کے
صاحبزادی نقل کرتے ہین کہ مین ایک مرتبہ اپنی مرشد برحق حقیقت و معرفت آگاہ
حضرت مولانا شاہ نجات اللہ مد اللہ صحبتہا و "قادری" کی تمنای زیارت مین لکہنو
سی چلا اثنای راہ مین مقام لسبہی پر پہونچا وہان مین چالیس باشندگان لکہنو کو دیکہا
جو آشنا صورت تہی اونہون سی پوچہا کہان جاتی ہو کس ارادہ سی آئی ہو بولی نہین سنا ہے
کہ قصبہ کرسی مین ایک درویش خجستہ خصال بڑی صاحب کمال رہتی ہین ہم سب اوسکی

دم بوسی کے واسطے جاتے ہین ہم مین سے ہر ایک نے امتحاناً اپنے دل مین ایک بات سوچی ہے
دسیا پلے درجے کی سوجہی ہے اگر ہمارے امتحان ظہور مین آئے تو ہم سب مرید ہو جائین گے
الایون ہی پہر آئین گے مین یہ سنکر ششدر ہوگیا کہ یہ سب بے پیر دے پیر کی اوڑا رہے ہین
بال بیہودہ اپنے دماغون مین پکا رہے ہین ان سے گفتگو کرنا حماقت ہے خاموش رہنا
سلامت ہے اگر ہمارے پیر مرشد کشف و کرامت کا چراغ ان تیرہ روزگارون کے واسطے
دکہائین گے تو یہ سب گم گشتگان بادیہ ضلالت شاہراہ ہدایت پر آئین گے اگر خدانخواستہ
ین ہین واپس جائین گے واللہ عالم کیا کچہ زبان پر لائین گے انہین تصورات مین
دن سب کے ہمراہ چلا جب حضرت کے آستانہ فیض کاشانہ پر پہونچے آپ بعد فراغ نماز
غرب دولت سرا کے اندر تشریف لیجا چکے تہے جب آپ کو اطلاع ہوئی کہلا بہیجا کہ ہم
ہمارے واسطے کہانا طیار کراتے ہین تہوڑے عرصہ مین تم سب کو اندر بلاتے ہین اب ون
دیرون کا حال سنیے ہر شخص کم ظرف و ناپختہ کار کا عمدہ کہانے کہلانے پر امتحان تہا
ون مین یہی گمان تہا کہ مفت مین اچہے اچہے کہانے کہائین گے امتحان بہی ہو جائیگا
قصہ دو چار گہڑے رات گئی ہوگی کہ حضرت نے سب کو اندر بلایا بعد ملاقات
ریافت خیر مزاج کے دسترخوان بچہوایا جسکو جس کہانے کا امتحان تہا اپنے
مین گمان تہا وہی اوسکے سامنے آیا اب ہر ایک کا برا حال ہے دم مارنے کی کیا
ل ہے سب جہکائے بیٹہے اپنی غیرت سے آنکہین نیچی ہین جب ہر ایک کی آرزو کے موافق
ناچکا تب حضرت نے اونکی طرف مخاطب ہوکے ارشاد کیا بہائیو فقیرون کا امتحان
یا کرو یہ بڑی بات ہے عقل کے خلاف ہے جس وقت تم لوگون نے اپنے دلون مین
سورات واہیات ٹہرائی تہی ہمکو بہت ترددات پیش آئی تہی کہ یہ سب کہانے کہان سے

آوینگے جو انکی امتحان ظہور پائینگے ہماری خدا اپنے فضل سے یہ سب چیزین مہیا
کردین تو مزے سے کہاو اور اپنے گہرون کو جاو خبردار ایسی حرکت بار دگر نہ کیجیو ورنہ
ورنہ بہت پچہتاوگے اسکا مزا اوٹہاوگے یہ کلمات عتاب آمیز سنکر سب کے ہوش اوڑگئے
جہٹ کر حضرت کے قدمون پر گرپڑے اور عرض کیا یا حضرت ہمسے بڑی خطا ہوئی معاف
کیجیے اور ہم سب کو اپنی غلامی مین لیجیے پہر سب کو حضرت نے مرید کیا حلقۂ غلامی
اونکے کانون مین ڈالدیا سب نامراد اپنی مرادون کو پہونچے اور اپنے گہرون کو راہی
ہوئے **کرامت ۳**۔ مولوی نوازش علیصاحب فرماتے ہین کہ ہمارے حضرت محبوب صادق
کے مریدون مین ایک شخص میان گہیسا نام قوم کے نور باف تہے اونکا ایک بیٹا تہا
اندہا مادرزاد جب وہ سن تمیز کو پہونچا ایک روز اپنے باپ سے کہا کہ اگر تم مجہے حضرت کے
پاس لیجاتے اور آپ از راہ خداوندی میرے حال پر توجہ کرکے دعا فرماتے تو آنکہین
میری بیشک روشن ہوجاتین اوسکے باپ نے کہا تو دیوانہ ہوا ہے کہین اندہا مادرزاد
بہی بینا ہوا ہے خبردار اب اس بات کا نام نہ لیجیو پہر ایسا کلام نہ کیجیو وہ بیچارہ یہ سنکر
باپ سے ڈر کر خاموش ہو رہا مدت کے بعد پہر ایک روز یہی کلمہ کہا کہ اگر ہم حضرت
کے پاس جاتے تو بیشک بینا ہوجاتے جب چار پانچ مرتبہ اوسنے اسی طرح کہا آخرکار
میان گہیسا مجبور و ناچار ہوکر حضرت کے حضور اوسکو لائے مولوی نوازش علیصاحب فرماتے ہین کہ ہمنے حضرت
سے پوچہا کہ خداوند نعمت یہ اندہا کسواسطے آیا ہے فرمایا کہ بینائی کی التجا لایا ہے پہر ہم حضرت کے
بہتیجے صاحبزادے حضرت محبوب سبحانی مولانا شاہ محمد سعید صاحب کے ساتھ باغ کی طرف چلے گئے
جب وہان سے پلٹ کر آئے تو اوس نابینا کو بینا پایا ہمنے حضرت سے پوچہا کہ یا حضرت
اس اندہے کی آنکہین کیونکر روشن ہوئین فرمایا کہ ہمنے اپنی ٹوپی اوتار کر دونون آنکہون پر

رکہی اور جناب باریتعالیٰ مین رجوع کرکے التجا کی کہ خداوندا مین نہین جانتا کہ حضرت
عیسیٰ پیغمبر علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نابینا کی آنکھہ کیونکر روشن کرتے تہی اس تصور
کے ساتہ ہی اوس بصیر و قدیر نے اپنی قدرت کاملہ سی اوسکے دونون آنکھین روشن
کردین کرامت ۴- مولوی صاحب موصوف فرماتے ہین کہ ایکروز ہمارے حضرت
نماز ظہر کی پڑہ کر مسجد مین بیٹھے تہی اور مین بہی ایک گوشہ مین علیحدہ بیٹھا تہا کہ سامنے سی
آمد سواری کی معلوم ہوئی دیکہا کہ گہوڑی ٹٹو وغیرہ چلے آتے ہین اور ساتہی اوسکے
ایک پالکی بہی نمود ہوئی جب وہ سواری قریب دروازے کے پہونچی مین مسجد سی اوٹہا
اور دروازہ پر گیا دیکہا تو اوس پالکی کے اندر ایک لڑکا روشن جبین نہایت حسین
بیٹہا ہی لیکن اس قدر چلاتا ہی اور شور و غل کرتا ہی کہ دیکہنی اور سننے والون کی
ہوش جاتے ہین مولوی صاحب فرماتے ہین کہ مین یہ کیفیت و حالت اوسکی دیکہکر
ڈر گیا اور جاکر حضرت سی کہا آپ مسجد سی باہر دروازے پر تشریف لائے اوس لڑکی
کا باپ حاضر ہوا اور لڑکے کو پالکی کے اندر سی نکالا اور آپکے قدمون پر ڈالا اور
عرض کیا یا حضرت ایک مدت سی اس لڑکے کا یہی حال ہی نہ ہوش ہی نہ ہواس
ہر دم آہ و زاری ہے عجب بیقراری ہی کوئی عالم فاضل عامل کامل کسی فن کا
نہین چہوڑا مگر کسی کی تدبیر سی اس عارضہ نے منہ نہ موڑا کانپور کا باشندہ قوم کا
جوہری بچہ ہون اب حضور کے آستانہ فیض کاشانہ پر حاضر ہوا ہون یقین ہے
کہ آپکی توجہ سی میری مراد بر آوی یہ لڑکا اچہا ہو کر اپنی گہر جاوے حضرت یہ حال
دیکہ سنکر دولت سرا کے اندر تشریف لے گئے اور اپنی صاحبزادے حضرت مولانا
شاہ محمد حمدانی صاحب کو خوشخط لسن سی فرمایا کہ ہمارے یہان اس طرح کا ایک

مریض آیا ہی اگر تمکو کوئی دوا معلوم ہو تو بنا دو اونہین نے بموجب ارشاد والا کے تہوڑا اچہو کرے کے مین بچاکر آپ کو دیا کہ اسکی مالش کری یقین ہے کہ صحت ہوجاے آپ وہ دوا لیے ہوئی باہر تشریف لاے اور لڑکے کے باپ سے فرمایا کہ تو اس دوا کو اوسکے بدن مین مل دو ابہی صحت ہوجاے گی خدا کے فضل سے بیماری نام کو نہ رہیگی ادہر دوا کا ملنا تہا کہ فوراً صحت کا ہونا تہا اب نہ وہ بیہوشی طاری ہی اور نہ وہ گریہ وزاری ہی بخوبی صحت ہی سب طرح کی راحت ہے باپ وس لڑکی کا خوشی سے پہولا نسمایا اوسی لاکر دوبارہ حضرت کے قدمون پر گرایا آپنے فرمایا خدا کی فضل سی تمہارا کام بن گیا بخوبی آرام ہوگیا آج یہین قیام کرو شب کو آرام کرو غرض شب کو رہکر صبح کو بخوشی تمام ساتہ راحت وآرام کے اپنے وطن کو روانہ ہوا اب راوی موصوف فرماتی ہین کہ اوسکے جانے کے بعد مینی حضرت سے پوچہا کہ یا حضرت یہ کیا معاملہ تہا کیسا عارضہ تہا فرمایا کہ اس لڑکے پر باعث حسن کے ایک جن عاشق تہا جیسی ہی مین اوسکے پاس گیا اوس جن نے مجہ سی کہا کہ یا حضرت مین اسپر ایک مدت سی عاشق ہون لیکن اپنے قول کا صادق ہون آپسے یہ عہد کرتا ہون کہ اب کبہین نہ آون گا اور ہرگز اسی نہ ستاؤن گا جب اوسنے یہ وعدہ کیا مینی دوا کا حیلہ کر دیا اب وہ جن کبہی نہ آے گا اور ہرگز اسی نہ ستاے گا کرامت ۵ حضرت کے صاحبزادی مقبول بارگاہ ربانی حضرت مولانا شاہ محمد حمد الی قدس اللہ سرہ العزیز نقل کرتی ہین کہ حضرت کے مریدون مین حافظ عبدالرحمان سبزپوش تہی مکان اونکا مقام ابراہیم پور مین متصل قصبہ کرسی شریف کے تہا اکثر اوقات آپکی خدمت فیض درجت مین حاضر رہتی تہی ایک روز حسب دستور حضرت کے حضور مین

حا

حاضر تھے اور شاید دن بہت قلیل رہ گیا تھا آپنے ارشاد فرمایا کہ اب رخصت ہو
سیدھے اپنے مکان کو چلے جانا اثنا راہ مین نہ ٹھہرنا حافظ صاحب موصوف بموجب
ارشاد کے رخصت ہوے کرسی شریف مین ایک درویش شاہ عبد السلام نام رہتے تھے
انکے دل مین آیا کہ شاہ صاحب کی ملاقات کرتا چلون جب ملاقات ہوئی ایسی باتون
مین جی مشغول ہوے کہ کلمات طیبات مرشد کے فراموش کیے جس وقت ارشاد شریف
یاد آیا فوراً گئے مگر نصف راہ مین پہونچے تھے کہ دفعتاً آسمان سیاہ ہوگیا اور ایک آندھی بڑے
زور شور سے آئی اور پانی برسنا شروع ہوا بعد اسکے دیکھتے کیا ہین کہ ہزارہا سانپ
چلے آتے ہین اور سب کے پیچھے ایک سانپ بڑا کالا آتش کا پر کالا اوسپر ایک سرخ سانپ
سوار چلا آتا ہے دیکھتے ہی انکے ہوش وحواس جاتے رہے اور بہت گھبراے اور اپنے دل مین
کہتے تھے یا حضرت پروردگار مین کس مصیبت مین گرفتار ہوا آخر جب حضرت کی طرف
رجوع کی کہ یا حضرت مجھسے بڑی خطا ہوئی جلد خبر لیجیے میری جان بچایئے یہ خیال
کیا تھا کہ وہ سانپ سب کے سب غائب ہوگئے یہ خدا خدا کرکے اپنے گھر پہونچے دوسرے روز
صبح کو جب حضرت کے حضور مین حاضر ہوے آپنے صورت دیکھتے ہی فرمایا کل تمکو اللہ
نے خوب بچایا ع رسیدہ بود بلائے ولی بخیر گذشت ۞ یہ سنکر نہایت شرمندہ ہوے
پھر سارا قصہ نقل کیا آپنے سنکر ہنس دیا **کرامت ۶** مولوی نوازش علی صاحب
کے چشم دید روایت ہے کیا زور شور کی حکایت ہے کہتے ہین کہ مین ایک روز
کرسی شریف مین حاضر تھا حسب معمول شب کو حضرت کی مسجد مین سویا جب تھوڑی
رات باقی رہی میری آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ستارہ صبح کا نمودار ہے اپنے دل مین کہا
کہ عنقریب صبح ہوتی ہے دیر تک اسی انتظار مین لیٹا رہا مگر وہ ستارہ اپنی جگہ سے

دیکھا اور نہ صبح ہوئی اسی انتظار مین پہر آنکھ لگ گئی ایک نیند خوب سوئی پہر جب آنکھ
کہلی دیکھا تو وہ ستارہ جہان تہا وہین ہی اور جس قدر رات بیشتر باقی تہی اوسی قدر
موجود ہی پہر دیر تک جاگتی رہی پہر نیند آگئی سو رہی پہر آنکھ کہلی تو دیکہا کہ وہ ستارہ
اوسی جگہ موجود ہی غرض اسی طرح تین چار مرتبہ اتفاق ہوا جب دیکہا اوس ستارہ
کو ایک ہی جگہ پر قائم پایا مین نہایت حیرت مین آیا کہ یا باری مجہی خواب غفلت ہی
یا بیداری آخر جب رات تمام ہولی حضرت نے میان درگاہی شاہ کو پکارا کہ اوٹھو
اذان کہو جب درگاہی شاہ نے اذان کہی ہم لوگون نے وضو کیا سنتین پڑہین
آپ تشریف لائی نماز سی فراغت ہوئی پہر وہ رات کی کیفیت مجہی یاد نہ رہی کچہ روز
گذر گئی ایک روز کچہ تذکرہ کسی بات کا ہوا اوس وقت مجہی یاد پڑا عرض کیا یا حضرت
ایک رات کو عجب اتفاق ہوا کئی مرتبہ ہم سوئی اور جاگی رات تمام نہوتی تہی ستارہ صبح
کا اپنی جگہ سی نہ ہٹتا تہا آپ نے ارشاد فرمایا بہائی اوس رات کو مین سو گیا یہانتک
کہ ستارہ صبح کا نمود ہوا قریب تہا کہ صبح ہو جاوی میری نماز تہجد مین خلل آوی مینی بہ
گریہ وزاری جناب باری مین عرض کی کہ خداوندا یا تو اسی وقت میری روح
قبض کی جاوی یا رات کو حکم ہو کہ اپنی جگہ سی ہٹنی نہ پاوی خداوند تعالی نے فوراً
رات کو حکم دیا کہ جب تک میرا بندہ میری عبادت سی فارغ نہو تو اسی جگہ پر قائم
رہیو جب مینی سب ضروریات معمولی سی فراغت پائی تب صبح ہونی کی نوبت آئی
یہ باعث تہا اوس رات کی دراز ہونیکا کرامت ۷ مولوی نوازش علی صاحب
بیان کرتی ہین کہ ایک مرتبہ مین تنہا حضرت کی خدمت مین حاضر تہا اوس وقت
آپ نی از روی خداوندی کے اکثر حالات اپنی راز و نیاز کی مجہسی کہی از انجملہ یہی

فرمایا کہ جب ہم شب کو واسطے مجاہدے اور مراقبے کے بیٹھتے تھے تو اکثر آپ سمانی ہماری
طرف متوجہ ہوتے تھے مولوی صاحب کہتے ہیں کہ حضرت نے یہ کیفیت اپنی حالی مرتبت
کی مجھسے ارشاد فرمائی ساتھ ہی اسکے یہ حکم ہوا کہ راز ہمارا کسی پر ظاہر نہ کرنا خبردار
ہرگز زبان نہ کھولنا میں بموجب ہدایت کے کسی سے یہ نہیں کہا الا ایک روز مجھسے ضبط
نہو سکا ایک شخص اپنے مرشد کی تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے مرشد کا ثانی
نہیں ہوا اوس وقت بے ساختہ میرے منہ سے نکل گیا کہ ثانی اور مثل ہمارے
حضرت خداوند کا البتہ نہیں ہوا کہ میں پیر کو اکثر آپ سمانی گردیدہ تھے یہ سنکر وہ خاموش
ہو رہے بات رفت و گذشت ہو گئی بعد اسکے جب میں حضرت کے حضور میں حاضر ہوا
آپ نے میری صورت دیکھتے ہی فرمایا کیوں صاحب ذرسی بات کا تمسے ضبط نہو سکا
ہمارے راز کو فاش کر دیا میں شرما کر ہو رہا اور عرض کیا کہ یا حضرت ہم لوگ ظرف ضبط کا نہیں رکھتے
آپ سنکر مسکرانے لگے **کرامت ۸**۔ مولوی منعم بخش صاحب آپکے خلیفہ سے یہ نقل ہے
کہ نواب شجاع الدولہ کی بی بی جو بڑی معزز و مکرم بلقب بہو بیگم صاحبہ بیٹی نواب قمر الدین خان
بہادر وزیر اعظم کے تھیں ایک مرتبہ فیضاباد سے لکھنؤ میں آئیں چند روز یہاں رہیں
جب فیضاباد کو جانے لگیں بروقت سوار ہونے کے اپنے خواجہ سرا کو بلایا اور فرمایا
کہ چند جفت پاپوش ہمارے ساتھ لیجانے کے واسطے لاؤ مگر بہت جلد واپس آؤ اور
قیمت کے واسطے کچھ نہ فرمایا خواجہ سرا خالی ہاتھ بازار میں آیا ایک شخص میان گھسیٹا نام
جوتی فروشی کا کام کرتے تھے یہ خواجہ سرا اونکی دکان پر گیا کئی جوڑے جوتی کے نکلوائے
چند پسند آئے وہ بند ہوا کہ چھ سو روپیہ کی قیمت بلا تکرار ٹھہرا لی خواجہ سرا نے
ہزار روپیہ کی انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اوتار کے میان گھسیٹا کے سامنے رکھی اور کہا اس وقت

قیمت سر دست موجود نہین ہے یہ انگوٹھی رکھ لیجیے اور یہ جوڑی مجھے دیجیے
جب روپیہ لاؤنگا انگوٹھی لیجاؤنگا یہ کہکر انگوٹھی رکھ گیا اور جوتیان لیگیا
میان گھسا کے گھر مین طاق پر کسی چیز مین اور انگوٹھیان رکھی تھین اوسی مین یہ
بھی انگوٹھی لیجا کر رکھدی اوس وقت سے پھر کچھ خبر نہ لی بعد اسکے جب بیگم صاحبہ لکھنو
سے فیض اباد کو گئین کئی روز کے بعد جب خواجہ سرا جوتون کی قیمت کا روپیہ پایا
لیکر لکھنو آیا اور میان گھسا کے پاس گیا اور کہا کہ اپنے روپیہ لیجیے اور میری انگوٹھی
دیجیے میان گھسا نے لیکر انگوٹھی لینے اپنے گھر گئے جس چیز مین وہ سب انگوٹھیان
رکھی تھین اوسے خالی پایا بجز حیرت اور سکوت کے کچھ نہ بن آیا اوس وقت کچھ حیلہ
خواجہ سرا سے کر دیا اور وقت بلایا پھر اونھون نے ہر چند انگوٹھی تلاش کرائی مگر
ہاتھ نہ آئی جب وعدے کے وقت خواجہ سرا آیا اون سے بجز حیلہ سازی کے اور کچھ نہ بن آیا
کہا کہ ایک روز کی مہلت اور دیجیے کل نہین پرسون اپنی انگوٹھی لیجیے جب خواجہ سرا
چلا گیا تب انہون نے اپنے دل مین کہا کہ اب بہتر یہ ہے کہ بطوع ہوکر آپہی کو حضرت کے پاس
جاؤن انگوٹھی کا سراغ لگاؤن پھر آپکے پاس حاضر ہوے اور عرض کیا یا حضرت
اس مصیبت مین گرفتار ہون انگوٹھی کے گم ہونے سے نہایت مضطر و بیقرار ہون آپنے
فرمایا کہ تم اپنے مکان پر جاؤ چوہون کی دعوت کرکے عمدہ عمدہ کہانے پکواؤ اور
اپنے مکان مین پکار کے کہدو کہ سب چوہون کی دعوت ہے پھر چھوٹی چھوٹی
طشتریون مین کہانا نکالو اور دستر خوان بچھا کر اوسپر چن دو اور تم سب آدمی
گھر کے علیحدہ بیٹھو اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو غرض کہ میان گھسا اپنے مکان
پر آئے اور عمدہ عمدہ کہانے طیار کرائے اور طشتریون مین نکال کر دسترخوان بچھا کر

اوسپر حین کہ سب علیحدہ ہوگئے پیشتر ایک چوہا آیا اور کوئی چیز اپنی منہ مین دبائی ہوئی
لایا پہر تہوڑا کہانا کہایا اور وہ چیز رکہکر چلا گیا پہر جو چوہا آتا تہا کوئی اشرفی کوئی
روپیہ کوئی انگوٹھی کوئی جواہرات کوئی نئی طرح کے تحفہ جات لاتا تہا اوسکو رکہکر
کہانا کہاتا تہا اور چلا جاتا تہا اسی طرح سو صد نا چوہے آئے اور انواع اقسام کے
تحائف لائے پہر سب کے بعد ایک چوہا آیا اور وہی انگوٹھی خواجہ سرا کی منہ مین دباکر
لایا اوسی رکہہ دیا اور کہانا کہاکر چلا گیا پہر کوئی چوہا نہ آیا میان گہیسا اوٹہے اور
بڑی خوشی سے اوس انگوٹھی کو لیا اور مال و اسباب بہی اپنی قبضہ مین کیا تیسرے
روز جب وہ خواجہ سرا آیا انہون نی انگوٹھی لاکر اوسکے حوالے کی تب خواجہ سرا نے
پوچھا کہ سچ کہو یہ کیا معاملہ تہا کیسا حیلہ حوالہ تہا تب میان گہیسا نی تمام سرگذشت
بیان کی انگوٹھی کی جانی اور ملنی کی کیفیت عیان کی خواجہ سرا حضرت کی یہ حکومت
اور تصرف سنکر حیرت مین آیا انگوٹھی لیکر اپنے گہر گیا کرامت ۱۰۰ راوی موصوف
سے یہ دوسری روایت ہے کیا عمدہ حکایت ہے بریلی کے قاضی زادون مین سے
کوئی صاحب ہمارے حضرت کی تمنائے زیارت مین چلے اثنائے راہ مین اپنے دل مین سوچے کہ
حضرت ہمکو آج رساول پی فضل کے کہلائین تو ہم بڑے معتقد ہو جائین جب کہ [illegible]
کے کنارے باغون مین پہونچے ایک شخص وہ ہانڈیان رساول کی حضرت کے پاس لیکر
آئے اور عرض کیا یا حضرت یہ رساول فلانے صاحب نے آپ کو بہیجی ہے بہت اچھی بنی ہے [illegible]
آپ نے فرمایا کہ بہائی جنکو واسطے یہ آئی ہے وہ بہی کرسی کے کنارے پہونچے ہین جب
وہ آئین گے تب اسی کہائین گے وہ شخص رساول رکہکے علیحدہ بیٹھ گئے پہر جب قاضی
صاحب تشریف لائے آپنے صورت دیکھتے ہی فرمایا کہ لیجئے قاضی جی آپ آئے ہین [illegible] کے

آئی سے قبل آپکی ہی سامنی رکھی جاوی پہلی اوسی کہاؤ پہر سب کے پاس آؤ قاضی صاحب یا رہی غیرت کے سرکہی جہپٹ کے آپکے قدمون پر گرپڑی اور اپنی تقصیر معاف کرائی پہر وہ رسا دل آپنے اونکو کہلا ہی کرامت ۱۰- مولوی نوازش علیصاحب بیان کرتی ہین کہ ایک مرتبہ مین حضرت کے حضور مین حاضر تہا کچہ دن باقی تہا آپنے فرمایا کہ اس وقت مفتی غلام حضرت اپنی بیٹی صبغۃ اللہ کو ہمراہ لئی ہوی میری ملاقات کو آتی ہین نواب گنج مین ٹہرے ہین وہان دو کتی بادشاہی شکاری بندہی ہین اون کتون کا یہ حال ہی کہ اگر شیر بہی اونکی سامنی جاوی تو زندہ پہر کر نہ آسے صاحبزادی مذکور بباعث بچپن کے اس وقت اون دونون کتون کے درمیان جا کہڑے ہوی اور اونکو چہیڑنے لگے جب لوگون نی دیکہا کہا بڑا غضب ہوا فوراً میری طرف رجوع کی اللہ تعالی نے اونکی خیر کی جان بچ گئی دوسرے روز جب مفتی صاحب صاحبزادی موصوف کو لیے ہوی حضرت کے پاس آئی آپنے دیکہتے ہی فرمایا خوب بچ آئی جب وہ دونون نے سب حال بیان کرنے کا قصد کیا مولوی نوازش علی صاحب کہتے ہین کہ مینے پہلے سے سارا قصہ کہدیا کہ کل جس وقت وہ کیفیت وہان گذری ہے اوسی وقت حضرت نے یہہ کہی ہی اگر حضرت کی عنایت شامل حال نہ ہوتی مفت مین انکی جان جاتی سبہون نی سنکر کہا سچ ہی یہ لڑکا حضرت کی توجہ سے بچا ہے ہمارے حضرت کی توجہ باطنی کا یہ حال تہا آپ مین عجب کمال تہا کہ جب کوئی آپ کی طرف رجوع کرتا آپ فوراً اوسکی مدد کو پہونچتے تہے اور خبر لیتی- کرامت ۱۱- حضرت کے صاحبزادی مقبول بارگاہ صمدانی حضرت مولانا شاہ محمد حمدانی صاحب نقل کرتے ہین کہ جہنی ہی کا راجہ ہمارے حضرت سی اعتقاد نہ رکہتا تہا یعنی حضور مین حاضر نہوا تہا ایک مرتبہ

مرض استسقا مین گرفتار ہوا ہر چند دوا علاج ہوا لیکن کچھ مفید نہ پڑا حکما نے جواب دیا راجہ کو
اپنی زندگی سے بالکل یاس تھا ہر دم ہراس تھا اوسی حال و خیال مین ایک روز کہا کہ
اگر کوئی ہمارا عریضہ لیکر حضرت کے پاس جاتا تو ہم بیشک اچھے ہو جاتے اس عارضہ مہلک سے
فوراً صحت پاتے ارشاد کی دیر تھی فوراً عریضہ لکھا گیا اور قاصد لیکر روانہ ہوا جب
حضرت کے حضور مین پہونچا اور وہ عریضہ پیش کیا آپ نے کھول کر پڑھا کچھ نہ فرمایا مگر
اوس خط کی پشت پر یہ کلمہ لکھدیا کہ حیاتے بخور پھر قاصد کے حوالہ کیا وہ اوسی وقت
روانہ ہوا چونکہ فاصلہ بہت تھا اوس وجہ سے عرصہ زیادہ گزرا اوس مدت مین راجہ کی حالت
بہت تغیر ہو گئی سب لوگ حیران و پریشان تھے راجہ بچارے صبح و شام کے مہمان تھے
جس وقت قاصد پہونچا راجہ بیہوش پڑا تھا لوگون کو عجب بیقراری تھی ہر شخص کے لب پر
آہ و زاری تھی جس وقت قاصد پہونچا کسی شخص نے نامہ لیکر پڑھا کچھ جواب نہ پایا مگر
پشت پر یہ کلمہ لکھا دیکھا کہ حیاتے بخور ہر چند کہ راجہ بیہوشی مین مبتلا تھا مگر خیال حضرت
کی جانب لگا تھا جب لوگون نے آپسمین یہ چرچا کیا کہ حضرت کے یہان سے یہ جواب آیا
جہ نے آنکہ کھول کر پوچھا کہ حضرت نے کیا لکھا لوگون نے کلمہ والا کو پیش کیا اوسنے
تہی ہی سر اوٹھایا اور تو کچھ نہ پایا اپنی پان کا اوگال پڑا دیکھا فوراً اوٹھا کر کھا لیا اوسکا
ن کا نیچے اوترنا تھا فوراً صحت کا ہونا تھا فی الحقیقت جو ایسے مرض مہلک سے
ت پائی بیشک حضرت کے تصرف سے عمر گزشتہ پھر آئی سبحان اللہ زبان کرامت بیان
کیا تاثیر تھی راجہ کو بھی اچھی تقدیر تھی عقیدت کا صاف تھا دل کا شفاف تھا
پر لیس و پیش کرتا کہ حضرت نے یہ کیا لکھا کون چیز لیکر کھاؤن جس سے صحت پاؤن
ی حیص و بیص مین رہتا آخر کو مر جاتا کرامت ۱۲ ۔ صاحبزادی والا تبار کو شفا

نقل کرتی ہین کہ ایک مرتبہ حضرت باہر تشریف رکھتی تھی اور لوگ بہت سی جمع تھے
جب وقت کھانی کا آیا آپنے طلب فرمایا حسب اتفاق اوس وقت بجز دال روٹی کی
اور کچھ نہ تہا صاحبزادی والا تبار کرامت شعار کی والدہ ماجدہ نے گھی تلاش کرایا
وہ بھی نہ پایا تھوڑا سا گھی ہاتہ آیا ایک دال کے پیالی مین چھوڑ دیا اور لیجانی والی سے
فرمایا کہ یہ پیالہ حضرت کے سامنے رکھ دیجیو اور کسی کو نہ دیجیو پھر جب لوگ کھانی لگی
اوس مجمع مین مولوی امام بخش بھی آپکے بڑی مقرب خلیفہ حاضر تھے اونکی دل مین یہ
خیال آیا کہ حضرت آپ تو گھی پڑی ہوئی دال کھا رہی ہین ہمکو یون ہی کھلا رہی ہین ہنوز نہین
اونکی دل مین یہ خیال آیا آپنے اپنا پیالہ اوٹھا کر اونکو سامنے پہونچایا اور ارشاد کیا
کہ بھائی یہ ہماری خطا نہین ہے بھیجنے والے کا قصور ہے لو اسی کھاؤ اور کچھ خیال اپنے
دل مین نہ لاؤ مولوی صاحب شرما ہی ہاتہ جوڑ کر حضرت کے سامنے آئے اور عرض کیا
یا حضرت اب مین جاتا ہون تا زندگی نہ آؤن گا صدمہ مفارقت اوٹھاؤن گا
فرمایا کہان جاتی ہو کیون جو حرف زبان پر لائی ہو عرض کیا ہم بشر ہین ہماری دل مین
اگر خیالات آئین گی آپ پر نہین واقف ہو جائین گی واللہ عالم آپ اوس وقت
کیا فرمائین تو ہم کہین سکے نہ رہ جائین آپ سنکر ہنسنے لگے کرامت ۱۳۔ حضرت کے
دوسرے صاحبزادی قبلہ دوجہانی وکعبہ جاودانی مولوی شاہ محمد نورا نے
صاحب بیان فرماتی ہین کہ حسب اتفاق ایک شب کو ہماری گھر مین کچھ کھانی کو نہ تہا اور
حضور دوسرے گھر مین تشریف رکھتی تھی جو پرانی حویلی مشہور ہے اوس حویلی سی کچھ نہین بہت
دور ہی جب بات ہوئی صاحبزادی کی والدہ ماجدہ محترمہ معظمہ نے فرمایا کہ چلو چلکر حضرت
سی حال کہین کھانی کی سبیل کرین یہ کہکر چلے جو ہین کنڈی کھول کر دروازہ کھولا ایک

شخص کو دیکھا کہ ایک ٹوکرا سر پر دہری ہی اوسمین پیڑی ترو تازہ دہری ہین اور کہتا ہی
لو اسی کہاؤ اور حضرت کے پاس جاؤ ہم وہ مٹھائی لیکر واپس آئی اور خوب کہائی جب صبح
کو حضرت نے گہر مین قدم رنجہ فرمایی ہم لوگون کی صورت دیکہتی ہی یہ حرف زبان پر لائی
رات کو تمہاری بیان کچہ کہائی کو نہ تہا تمنی ہمارے پاس آنیکا قصد کیا تہا اللہ تعالے
نی تمہاری واسطی مٹھائی پہونچائی تمنی خوب کہائی وہ جن تہا جو مٹھائی لایا تہا کرامت ۱۴
نقل ہی کہ میر عبد العلی بداونی حضرت کی خدمت فیض درجت مین حاضر ہوی اور
عرض کیا یا حضرت مین مرید ہونی آیا ہون مگر التجا یہ لایا ہون کہ آپ کی برکت سے
اپنی مراد حسب لخواہ پاؤن کسی ملک کا بادشاہ ہو جاؤن آپنے اونکو مرید کیا اور
فرمایا کہ ملک بخارا کی تم شاہ ہوہی مالک تخت وکلاہ ہوہی جاؤ مگر جلدی ہی نکیچو مفت کی
سلطنت کو ہاتہ سی نہ دیجیو پیر صاحب حضرت سی رخصت ہوکر جانب بخارا روانہ ہوی
پہلی منزل سی لوگون کے اژدہام ہولی حاضر خاص و عام ہوی چند روز مین ہزارہا
آدمی کا ہجوم ہوا ہر طرف سی یہی شور غل علی العموم ہوا کہ سید بادشاہ ہوا
سید بادشاہ ہوا چنانچہ مفتی غلام حضرت صاحب گورکہپوری فرماتی ہین کہ مین اون
دنون دہلی شریف مین تہا جس طرف گذرتا تہا ہر مجذوب کی زبان سی یہی سنتا تہا
سید بادشاہ ہوا سید بادشاہ ہوا ابہی صاحب کی خوبی قسمت کا حال سنیی ہنوز بخارا شریف
پہونچنی کی نوبت نہ آئی تہی کہ دفعتاً اونکو اپنی بی بی کا اشتیاق ہوا غلبۂ شوق بالاطلاق
ہوا وسی اشتیاق مین سلطنت سی منہ موڑ کر سب لوگون کو چہوڑ کر تنہا بہاگ گئی ہوی
چند روز مین اپنی گہر آئی پیچہی کو بہت روی اور پچہتائی بنا بنایا گہر مٹایا مدت تک شرم سی
حضرت کو منہ نہ دکہایا کرامت ۱۵ مولوی نوازش علی صاحب فرماتی ہین کہ حضرت

کی نظر کرامت اثر از راہ خاوندی میرے حال پر حد سے زیادہ تر تھی اور آپ کا
دستور تھا کہ جب کوئی چیز آپ کھاتے تو مجھے بھی ضرور کھلاتے اگر میں نہ ہوتا تو میرے
واسطے کچھ چھوڑتے ایک وقت آپ نے دودھ روٹی تناول فرمائی میں اوس وقت
حاضر نہ تھا اوسمیں سے تھوڑی میرے واسطے رکھ چھوڑی مجھے اوس روز گرانی شکم سے
اشتہا نہ تھی جب میں حضرت کے سامنے حاضر ہوا آپ نے وہ دودھ روٹی جو رکھ چھوڑی
تھی لا دی اور فرمایا لو اسے کھاؤ میں نے عرض کیا یا حضرت مجھے بھوکھ بالکل نہیں ہے بلکہ شکم
میں کچھ خلل ہے آپ نے کچھ جواب نہ دیا دولت سرا کے اندر تشریف لے گئے آپ کا تشریف
لیجانا تھا کہ بھوکھ کا غلبہ ہونا تھا اب بھوکھ کے مارے برا حال ہے ضبط کرنا محال ہے
چونکہ مجھے بلا قید محل سرا کے اندر جانے کی اجازت تھی اطلاع کرنے کی ضرورت نہ تھی
حضرت کے سامنے جاکر حاضر ہوا اور عرض کیا یا حضرت اب تو مارے بھوکھ کے برا حال ہے
ایک دم صبر کی نہیں مجال ہے آپ نے مسکرا کر فرمایا پہلے کیوں انکار کیا فقیر کی دی ہوئی چیز
پہ اصرار کیا اگر تم کھاتے تو فوراً اچھے ہو جاتے مولوی صاحب نے عرض کیا کہ میرا مطلب
دونوں طرح حاصل ہے اگر کھاتا تو بھی بہتر تھا جو نہ کھایا تو بھی اچھا ہو گیا جو کچھ شکم
میں خلل تھا جاتا رہا اشتہا کا غلبہ ہوا پھر آپ نے وہ دودھ روٹی مجھے کھلائی اوسکے
کھانے میں جو لذت میں نے پائی اوسکا کیا بیان ہے جسکی حلاوت میری زبان سے کبھی جائیگی
وہ ذائقہ اور مزہ تا زندگی نہ پائیگی کرامت ۱۶ — راوی موصوف سے یہ دوسری
روایت ہے کیا خوب حکایت ہے کہ ایک روز حضرت والا درجت شیر برنج کھاتے تھے میں
دیکھکر للچایا اپنے دل میں یہ خیال لایا کہ اس میں سے اگر کچھ تبرک ملتا تو خوب تھا میرے
دل میں اس خیال کا آنا تھا کہ آپکو فوراً آگاہ ہو جانا تھا وہ پیالہ شیر برنج کا میرے

سامنی رکھدیا اور مسکرا کر فرمایا کہ اگر تم خیال نکرتے تو کیا ہم تمکو دیتی مولوی صاحب
کہتی ہین کہ اوس وقت مجھی ایسی غیرت آئی کہ اگر زمین پھٹ جاتی تو اوسمین سما جاؤن
پھر کسی کو منہ نہ دکہاؤن اب تک جب اوس حرکت کا خیال کرتا ہون بحر غیرت مین مستغرق
ہو جاتا ہون **کرامت** ۲۷ از مولوی امام بخش صاحب سے نقل ہی کہ ایک روز حضرت
واسطی ادای نماز ظہر کے مسجد مین تشریف لائی وضو کرنے کو چبوترہ کے کنارے آئی
دیکہا کہ ایک فقیر برہنہ مادر زاد کہ اوسکی بدن پر مطلق کپڑے کا نام نہین شرم و حیا سی
بالکل اوسی کام نہین نیچی چبوترہ کے پڑا ہی آپ نے فرمایا کہ یہ کیا بیحیائی ہی کیسی بیغیرتی
جیکے دل مین سمائی ہی اوٹھ یہان سی چلا جا اس حالت سی پھر کبھی مسجد کے سامنی
نہ آنا وہ مدہوش تھی وحدت کے نشہ مین سرشار تہا گری معرفت سی بیقرار تہا اچھے
برے کا اوسکو کب خیال تہا ہمارے حضرت کو بھی شریعت کے پاس سے ضبط کرنا محال تہا تیز
رنج و تنبیہ کے واسطے اوس سی فرمایا کہ یہان سی چلا جا وہ کب سنتا تہا آخر کو حضرت
نے اوسکا پاؤن پکڑ کر گھسیٹا اور اپنی کر درخت کے نیچے لا کر ڈال دیا پھر آکر وضو کیا نماز سی
فراغت ہوئی آپ حسب معمول اپنی وظیفے مین مشغول ہوئی اور سب نمازی چلے گئے
مولوی امام بخش صاحب مسجد کی گوشی مین علحدہ لیٹ رہی کچھ غفلت سی آنکھ
لگ گئی ایک مرتبہ جو آنکھ کہلی تو دیکہا کہ ایک بزرگ نہایت پاکیزہ صورت
بہ شان و شوکت بیٹھی ہین اور حضرت اپنی وظیفے مین مشغول حسب معمول ہین اور
وہ بزرگ پشت پر کہڑا یہ کہ رہا ہی کہ یا حضرت مجھکو مولوی نجات اللہ نے قصور
بھیجا ہی واسطے تنبیہ آپکو ملا ہی آپ نصایح کیجیے سیکر وہ اوسکی آپ نے فرمایا
بھی نجات اللہ عاشق اللہ ہی تمھین یہ قصور ہرگز نہین مارا ہی بیشک کچھ قصور تمھارا ہی

اس عرصہ مین حضرت نماز سے فارغ ہوے اٹھکر تسلیمات بجالاے آپ نے فرمایا کہ کیون
تمنے اس فقیر کو بے قصور مارا حضرت نے عرض کی کہ مین وضو کو آیا تھا یہ ننگا مادرزاد سامنے
پڑا تھا مینے ہر چند اس سے کہا کہ یہان سے چلا جا اسنے نہ سنا پس جو کوئی شریعت کے خلاف
ہے مجھے بالکل اوس سے انحراف ہے مینے حالت غصہ مین اسکا پاؤن پکڑا اور گھسیٹ کر املی
کے درخت کے نیچے ڈالدیا آپ نے یہ سنکر فرمایا کیون ہمنے نہ کہا تھا کہ مولوی نجات اللہ نے
بے قصور نہین مارا ہے بیشک کچھ قصور تمہارا ہے یہ سنکر وہ فقیر مسن ہوگیا پھر آپ نے
فقیر کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ بیشک تمہین رتبہ عالی ملا ہے مگر پابندی شریعت
سے مولوی صاحب کا مرتبہ تم سے بڑھا ہے ایسے لوگون سے ہمارے دین کی شریعت قائم ہے خدا
انکا نگہبان دائم ہے یہ فرماکر آپ رخصت ہوے تشریف لے گئے اوس وقت مولوی امام بخش
صاحب نے اوٹھکر حضرت سے پوچھا کہ یا حضرت یہ کون بزرگ آے تھے کیون تشریف
لاے تھے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفیع الامم تھے اس فقیر نے میری
فریاد آپ سے کی تھی اسکی خاطر سے آپ آے تھے ہر چند کہ وہ فقیر بڑا صاحب کمال ہے
لیکن حضرت کو شریعت کا نہایت خیال ہے اسی وجہ سے میری تعریف فرمائی
اوس فقیر سے کچھ نہ بن آئی **کرامت ۱۸** — مولوی نوازش علی صاحب
فرماتے ہین کہ میرے سر مین درد ہوتا تھا مدت سے مجھے یہ عارضہ تھا ایک مرتبہ مین
کرسی شریف مین حاضر تھا حسب معمول درد ہوا مین نہایت تکلیف مین گرفتار تھا گویا
اپنی زندگی سے بیزار تھا حضرت نے مجھے بیتاب دیکھکر پوچھا خیر تو ہے مزاج کیسا ہے مینے
عرض کیا یا حضرت شدت درد سر سے نہایت بیتاب ہون آپ نے فرمایا کہ ادہر آؤ اپنا سر
میرے سامنے لاؤ مین قریب حاضر ہوا آپ نے اپنا دست مبارک میرے سر پر پھیر دیا

اوس وقت سے آج تک کہ اوسکو پچپین سال سے زیادہ عرصہ گذرا پہر کبھی میرے سر مین درد
نہین ہوا **کرامت ۱۹**۔ صاحبزادہ والا تبار کرامت شعار مقبول بارگاہ ربانی حضرت
مولٰنا شاہ محمد حمد انی صاحب نقل کرتے ہین کہ ایک مرتبہ مین لکھنؤ مین تہا ایک شخص میرے
پاس آیا اور اپنی زوجہ کی علالت کا شکوہ کیا اور کہا کہ شاید کسی آسیب کا خلل ہے
آپکے پاس جو عمل ہے اوس سے دریافت کیجیے مجہے اس بلا سے نجات دیجیے مینے کہا کہ ایک دوپٹہ
سفید لاؤ ہم دم کر دین تم لیجا کر اوسے اوڑہاؤ جو کیفیت ہوگی کہل جاے گی پہر اوسکی تدبیر
بہی ہو جاے گی غرض وہ دوپٹہ لایا ہمنے دم کر دیا اوسے لیجا کر اوڑہا یا اوس عورت
پر ایک جن سوار تہا اوسکے حسن پر عاشق زار تہا وہ دوپٹہ جو ہمنے اوسے لیجا کر اوڑہایا
وہ جن فوراً اوس عورت کو چہوڑ کر میرے سامنے آیا مین اوس وقت کوٹہری مین
لیٹا تہا کیا دیکہتا ہون کہ ایک شخص سامنے کہڑا ہے اور سر اوسکا کوٹہری کی چہت مین
لگا ہے ایک پاؤن مین کتے کا منہ ہے اوس سے مجہے ڈر آتا ہے مین کہڑا رہتا تہا اوسے
پامال جانتا تہا مینے دیکہتے ہی للکارا اور لاٹہی لیکر دوڑا وہ مردود بہاگا لیکن
اب حضرت کے بچاؤ کو خیال کرنا چاہیے کہ ادہر وہ جن آیا ادہر حضرت تشریف لاے
اور فرمایا تمنے کچہ ڈر نہین کہا یا مینے کہا نہین بعد اسکے فرمایا کہ مین بہت جلد
آیا ہون اسی وجہ سے نہایت پیاسا ہون تہوڑی شکر لاؤ شربت بنا کر مجہے پلاؤ
ہمنے جلدی سے شربت بنایا آپنے نوش فرمایا پہر حضرت ہوے تشریف لیگئے
کرامت ۲۰۔ حضرت کے منجہلے صاحبزادے قبلہ دوجہانی وکعبہ جاودانی حضرت
مولوی شاہ محمد نورانی صاحب کا یہ مقال ہے چشم دیدہ حال ہے کہ امر سنگہ جو بہرایچ کے
نانگوے اور چہکلہ دار تہے عجب بلا مین گرفتار تہے اونکے گہر مین برہم راکس کا خلل تہا مدت سے

اوسکا عمل تھا تعویذ فلیتہ کام نکرتا تھا کسی طرح آرام نہوتا تھا آخرکار چکلہ دارنی اپنے
مصاحب میان زین علی صاحب کو بندگی نگر کو آپکے پاس بھیجا اور عرض کیا کہ
اگر حضرت ازراہ خداوندی میرے غریب خانہ پہ تشریف لائین اور مجھے سرفراز
فرمائین تو بیشک یہ بلا دفع ہو جاوی ہماری حضرت مین جہان اللہ تعالی نے سب
کمال عطا فرمائی تھی وہان یہ بھی کمال تھا کہ مروت و اخلاق مین بھی شہرۂ آفاق تھے
کسیکی التجا کو رد نہ کرتی فوراً منظور فرماتی چنانچہ حافظ سلیم الدین صاحب خوشنویس
فرماتی تھی کہ مین ایک مرتبہ مقبول بارگاہ یزدان مولانا شاہ عبد الرحمن صاحب
کی خدمت مین حاضر تھا آپنے مجھسی پوچھا کہ تمکو کسی سے بیعت کرنیکی نوبت آئی
ہی یا نہین مینی کہا دعوی مریدی تو نہین کرتا ہون مگر ایک بزرگ کامل کی خدمت
مین غلامی رکھتا ہون فرمایا کہ کون بزرگ ہین فرمایا ہرچند مرشد کا نام مجھ
ناکام کی زبان پر نہ آتا تھا لیکن مجبور نہایت ادب لحاظ سی عرض کیا کہ حضرت
شاہنشاہ محبوبان بارگاہ الہ مولانا مقتدانا شاہ نجات اللہ صاحب صادق قادری
کہتے ہی ایک شخص وہان بیٹھی تھی بولی حضرت شاہ نجات اللہ صاحب بڑی ولی کامل
اور درویش اہل دل تھی لیکن ایک یہ امر البتہ اونکی ذات مین خلاف تھا کہ غریب
و امیر سب کے یہان جاتی تھی یہ سنکر مجھی بڑی زور و شور سی غضب آیا اور نہایت
غصہ سی مین یہ کلام اپنی زبان پر لایا کہ او مردک اگر خدا اپنے بندی کے یہان جاوی
تو ہرگز اوسکی خدائی مین فرق نہ آوی مولانا صاحب میرا یہ کلام سنکر نہایت خوش
ہوئی اور میری پیٹھ ٹھوکی اور تین مرتبہ فرمایا کہ شاباش شاباش شاباش مختصر کہ
جب میان زین علی صاحب نے آستانۂ فیض کا نشانہ چھا تو اور چکلہ دار کی طرف

یہ التجا لائی کہ اگر آپ ازراہ قدردانی ہمارے گھر قدم رنجہ فرمائیں تو سب مقصد حاصل ہو جائیں
آپنے فرمایا بہت اچھا پھر سامان سفر مہیا کرکے روانہ ہوئے آپ کا معمول تھا کہ جب گھر سے
کہیں باہر تشریف لیجاتے تو ازراہ تقویٰ کے پانی دریا کا نوش فرماتے تھے اور کسی کوئیں کا
پانی نہ پیتے تھے آپکی پابندی تقویٰ اور طہارت کی یہ کیفیت تھی کہ آپکے کوئیں پر
کوئی بے نمازی چڑھنے نہ پاتا تھا بلکہ کوئی بے وضو بھی پانی بھرنے نہ پاتا تھا اسی لحاظ
سے خادم لوگ ٹھلیاں یا مشک پانی کی ساتھ رکھتے تھے جہاں دریا ملجاتا پانی بھر لیتے تھے
جب مخدوم پور سے ایک میل آگے بڑھے وہاں ایک درخت پاکر کا عظیم الشان ملا سایہ دار تھا اوسکے
نیچے پہونچے اور بہرایچ بھی وہاں سے قریب پانچ کوس کے تھے فرمایا کہ یہاں ٹھہر کے کچھ ناشتہ
کرلو تب آگے بڑھو لوگوں نے عرض کیا کہ یا حضرت پانی آپکے پینے کا ٹھلیوں میں
بالکل نہیں ہے اور نہ کوئی یہاں دریا ہے کہ جہاں سے لائیں اور حضور کو پلائیں فرمایا
کہ سب ٹھلیاں پانی سے لب بلب بھری ہیں عرض کیا یا حضرت ہم تو خالی لائے ہیں
اور ابھی دیکھتے آئے ہیں آپنے فرمایا پھر جاکر دیکھو کہ گھڑے پانی سے بھرے ہیں
یا ہم یونہیں کہتے ہیں دیکھا تو فی الحقیقت گھڑے پانی سے لبریز بھرے تھے سبحان اللہ
آپکی ذات بابرکات میں عجب ہی فیض کرامت تھا کہ جس وقت جس شی کا خیال آتا
فوراً ہو جاتا پھر لوگوں نے بخوشی تمام کھانا کھایا آپنے بھی برائے نام کچھ تناول فرمایا
بعد اسکے وہاں سے روانہ ہوئے بہرایچ کو پہونچے چکلہ دار کو خبر پہونچی جا بجا بڑے اعزاز و
اکرام سے مکان پر لے گیا میاں زین علی صاحب نے پانی کی حکایت حضرت کی کرامت
چکلہ دار سے بیان کی تمام سرگزشت عیاں کی جس وقت آپنے چکلہ دار کے گھر میں قدم
رکھا وہ بیمار اکثر خود آکر [illegible] گیا آپکو یہ بھی کمال اللہ تعالیٰ نے دیا تھا کہ کوئی

تدبیر کرتے نہ تعویذ فلیتہ لکہتے جہان تشریف لیجاتے آپ کی برکت سے جن دیو بہوت سب
کافور ہو جاتے مریض والے بخوبی صحت پاتے آپ کی ذات سراپا برکت ہو گئی تہی کسی تدبیر کی
ضرورت نہ رہی تہی **کرامت اہ** ۔ بالاتفاق یہ روایت ہے بڑے زور و شور کی
حکایت ہے کہ ایک مرتبہ حاجی عبد العزیز مولوی امام بخش صاحب کے صاحبزادے ایام جوانی
مین چیچک کا آزار ہوا آبلون کا سخت وبال ہوا یہان تک کہ زندگی سے یاس ہوا ہر شخص کو
ہراس ہوا مولوی صاحب نے اوسی حالت مین حضرت کو یاد کیا کہ اگر آپ آجاتے تو یہ
بیشک اچہے ہو جاتے اس خیال کا آنا تہا فوراً آپ کا پہونچنا تہا دیکہتے کیا ہین کہ میان عباد اللہ
آپکے خادم کہڑاؤن اور عصا ہاتہ مین لئے ہوئے چلے آتے ہین معلوم ہوا کہ آپ
تشریف لاتے ہین ایک ساعت نہ گذری تہی کہ آپ میانہ پر سوار تشریف لائے مولوی صاحب
آپ کو دیکہتے ہی باغ باغ ہو کر مارے خوشی کے پہولے نہ سمائے قدمبوس ہو کر مکان کے
اندر جہان عبد العزیز تہے لے گئے اور آپ کی زیارت سے عبد العزیز کو مشرف کرایا اور اونکی
علالت کا سب حال آپ سے عرض کیا مگر آپ نے کچہ جواب نہ دیا مولوی صاحب کی
والدہ بہی آپ کی مریدہ اور خادمہ تہین اونہون نے بکری پالی تہی اوسکا ایک بچہ
سامنے کہڑا تہا آپ نے پوچہا یہ بکری کا بچہ کس کا ہے عرض کیا میرا ہے فرمایا ہمین
دیجیے کہا حاضر ہے لیجیے بعد اسکے آپ رخصت ہوئے اس پار بانس منڈی مین آکر
مدار بخش کی مسجد مین قیام فرمایا برائے نام آرام فرمایا اب آپ کے تصرف کا حال سنیے
کہ نصف شب گذری تہی مولوی صاحب کے گہر والے نہایت بیقرار رنج و مصیبت مین
گرفتار بیٹہی تہی کہ ایک مرتبہ وہی بکری کا بچہ آیا اور تین مرتبہ عبد العزیز کی چارپائی
کے گرد پہرا اور ایک چیخ مار کر مر گیا اوسکا مرنا تہا عبد العزیز کا اچہا ہونا تہا لوگون

کو نہایت حیرت ہوئی کہ یا اللہ یہ کیا معاملہ ہوا عجیب و غریب سانحہ ہوا پھر صبح کو مولوی صاحب
حضرت کے پاس حاضر ہوئے اور سب کیفیت عرض کی آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ اوس بچہ کے
لینے سے ہماری یہی غرض تھی بعد اسکے مولوی صاحب کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر آپ
آج رہجاتے تو ہم غسل شفا بھی کرا دیتے یہ خیال کرکے اپنے دل سے جناب باری میں دعا
مانگی کہ یا اللہ تعالی اگر آج حضرت رہ جائیں تو سب مطلب ہمارے بر آئیں یہ دعا مانگ چکے
آپ کے سامنے آئے آپ نے فرمایا کہ مولوی امام بخش کیا تم سے نہ کراتے تو ہم تمہارے
کہنے سے نہ رہ جاتے پھر اوس روز آپ کا وہیں قیام ہوا غسل کا اہتمام ہوا دوسرے روز
آپ رخصت ہوئے اپنے مکان پر تشریف لائے کرامت ۳۴ مولوی امام بخش صاحب
سے یہ بھی روایت ہے بڑی زور کی حکایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت کا لکھنؤ میں قیام
تھا آخر ماہ صیام تھا کہ اونتیسویں ۲۹ تاریخ عید الفطر کا ہلال ہوا ہر شخص کو سرور کمال ہوا
برسات بہت آئی اور آپ نے نماز عشا اور ورد وظائف سے فراغت پائی فرمایا
کہ مولوی امام بخش اسی وقت ہم گھر سے چلیں گے انشاء اللہ تعالی عید کی نماز مکان پر
پڑھیں گے مولوی صاحب نے عرض کیا یا حضرت ایام بارش کی طغیانی سے گومتی
بڑے زور شور سے بہتی ہے حاکم کی ممانعت سے کشتی رات کو نہیں چلتی ہے فرمایا کہ ہمکو
بہت شدہ ایسا معلوم ہے وہاں پانی بہت کم ہے اوسی راستے سے چلیں گے بہت
حالی سے پہنچیں گے اوسی وقت مولوی صاحب کو ساتھ لیکر چلے جب دریا کے
کنارے بھی ہون گے نیچے پہنچے مولوی صاحب سے فرمایا کہ جلد قدم اوٹھاؤ ہمارے پیچھے
چلے آؤ اور کچھ خوف نہ کھاؤ دل میں ہراس نہ لاؤ پھر آپ نے جوتا اوتار دیا مولوی صاحب
نے لیکر اپنی بغل میں دبا لیا خدا کی قدرت سے آپ دریا کے اندر پانی کے اوپر چلے جاتے تھے

مولوی صاحب آپکے پاے مبارک کو ٹخنے سے زیادہ پانی کے اندر نہ پاتے تھے اور آپ کے
تصرف سے مولوی صاحب بھی پیچھے پیچھے چلے آتے تھے ایک شخص بیچارے پار کے رہنے والے
کسی ضرورت کو شہر گئے تھے دیر کو پلٹ کر آئے تھے کشتی کے لنگر ہو جانے سے بہت
گھبرا رہے تھے جب سمجھا کہ یہ کوئی بزرگ کامل ہیں اس پار سے بے کشتی اوس پار جاتے ہیں
میں بھی انکے پیچھے چلا جاؤں مفت میں گھر پہنچ جاؤں یہ خیال کرکے جو ہیں دریا میں
قدم رکھا آپنے فرمایا میاں امام بخش راستہ دو ہی آدمی کا ہے تیسرا آدمی اگر آوے
اور ڈوب جاوے تو ہم نہیں جانتے ہیں یہ سنکر اون بیچارے کے ہوش جاتے رہے جلدی
سے پھر آئے آپ پار اوتر ے رات ہی کو مکان پر پہونچے صبح کو نماز عید الفطر اپنی مسجد
میں پڑھی **کرامت ۳۳**۔ صاحبزادے والا تبار کرامت شعار فرماتے ہیں کہ ایک
مرتبہ آپ قصبہ موہان میں حکیم فرزند علی خان کے یہاں تشریف لیگئے تھے اوسی قصبہ
میں کوئی صاحب تھے کہ اونکے یہاں ایک جن بڑا زبردست تھا جب کوئی عامل اوسکے
دفعیہ کے واسطے جاتا وہ جن اوسکی گردن پکڑ کر چھت کے نیچے دبا تا صاحب خانہ نہایت
حیران رہتے تھے کچھ اوسکی تدبیر نہ کر سکتے جب حضرت شیخ کے تشریف آوری کی خبر پائی گویا
اونکی جان میں جان آئی حاضر ہو کر یہ عرض کیا یا حضرت از راہ غریب نوازی میرے
غریب خانہ پر چلیے اپنے قدم شریف گھر میں رکھیے میرے گھر میں بھی برکت ہو جاویگی
پھر کوئی مصیبت میرے قریب نہ آوے گی اور جن کا حال مطلق
نہ کہا اور نہ اوسکی حرکات سے آپکو آگاہ کیا۔ آپ اوسکے یہاں تشریف
لے گئے تمام مکان میں قدم مبارک پھیرے جب کوٹھے پر گئے اور وہاں سے
پھرے تب یک کتا آپکے ہمراہ ہوا اللہ اکبر یہ کتا وہی جن تھا جو ظالمون

کو پکڑ کر جیب کے نیچے دبا تا تھا کسی کے قابو مین نہ آتا تھا مولوی امام بخش صاحب بھی آپکے
ہمراہ رکاب تھے وہ کتا مولوی صاحب کو سپرد ہوا ہر وقت ساتھ رہتا تھا عجب عجب چال اور کھات
کرتا تھا آخر کار وہان سے لکھنؤ ہوتے ہوے حضرت آپ تو اپنی مکان پر تشریف لاے اور اوس
کتے کو مولوی صاحب کے پاس چھوڑ آئے پھر تو اوسنے خوب تنگ کیا یہانتک کہ مولوی صاحب
نہایت عاجز آئے جب کھانا کھاتے وہ کتا دسترخوان پر آتا اور پیشاب کر دیتا جب باہر نکلتے
نالی مین گھس جاتا اور غلاظت مین آلودہ ہوکر باہر آتا اور اپنا بدن ہلاتا سر سے پاؤن
تک نجاست مین تر کر دیتا مولوی صاحب نہایت عاجز و مجبور ہوکر حضرت کے حضور مین حاضر ہوے
آپنے صورت دیکھتے ہی فرمایا اس کتے نے تمہین خوب ستایا پھر کتے کی طرف مخاطب ہوکر
فرمایا کہ جدھر تیرا جی چاہے چلا جا مگر خبردار ایسی حرکت نہ کیجیو کسی آدم زاد کو نہ ستائیو
آپکا یہ فرمانا کہ فوراً وہ کتا غایب ہوگیا واللہ عالم کہان گیا کرامت نہم مفتی غلام حضرت
صاحب گورکھپوری یہ بھی حضرت کے بڑے خادمون اور مریدون مین تھے عقیدت اور
ارادت مین اپنا ثانی نہ رکھتے تھے بیشتر لکھنؤ مین تفضل حسین خان نایب نواب سعادت علیخان
کے یہان نوکر تھے اور تفضل حسین خان کا یہ حال تھا کہ علم اور عقل مین اپنا ثانی نہ رکھتے تھے
دہریہ کی مشہور تھے ایک روز مفتی صاحب کے سامنے کہنے لگے کہ ہمنے سنا ہے کہ گھوسی مین کوئی
شخص دعوی فقیری علی العموم کرتا ہے اکثر لوگون کا ہجوم رہتا ہے ہمنے ایسے فقیر بہت
دیکھے ہین لوگون کو دغا و فریب دیتے ہین مفتی صاحب کو اوسکا یہ کلام نافرجام سنکر
نہایت ملال ہوا رنج و غصہ سے برا حال ہوا لیکن بقول شخصی قہر درویش بر جان درویش
اپنے غصہ کو تاب لاے اوسی وقت دوڑے ہوے حضرت کے آستانہ پر آئے جب وقت
شب ہوا حضرت نے اپنی صاحبزادی والا تبار کرامت شعار حضرت ستر بساط بانی

مولینا شاہ محمد حمدانی صاحب سے فرمایا کہ کھانا لیجاؤ مفتی صاحب کو کھلاؤ آپکے جب
ارشاد حضور کو کھانا لائے مفتی صاحب نے کھانا نہ کھایا اور یہ کلمہ سنایا کہ اگر حضرت ہمکو
کھانا کھلائینگے تو البتہ ہم کھائینگے اور نہیں تو مجھے کہاں چین و آرام ہے کھانا پینا
حرام ہے صاحبزادے موصوف نے جاکر حضرت سے عرض کیا جو کچھ مولوی صاحب نے کہا تھا
وہ کہدیا آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا کھانا کیوں نہیں کھاتے ہو ناحق رنج و غم
اوٹھاتے ہو عرض کیا کہ جب تک وہ دہریہ حضور کے سامنے دست بستہ نہ آئیگا یہ غلام
کھانا نہ کھائیگا آپنے فرمایا کہ بھائی ہم فقیر ہیں فقیری میں یہی لطف ہے کوئی عقیدت
اور محبت کا دم بھرتا ہے کوئی رشک و حسد سے ناحق جلا مرتا ہے اپنا بیفائدہ ایمان کھوتا ہے
فقیر کا کیا نقصان ہوتا ہے عرض کیا کہ حضور سچ فرماتے ہیں لیکن وہ منکر کل صبح حاضر
ہو کر اگر آپکے قدم پر نہ لوٹا تو کچھ نہوا فرمایا کہ اپنی طبیعت کو شاد کرو خدا کو یاد کرو
جب آپنے یہ ارشاد فرمایا مفتی صاحب خوش ہوگئے گویا اوسی وقت اپنا مطلب
پاگئے صبح کو پہر دن چڑہے تفضل حسین خان آئے اور آپکے سامنے دست بستہ کھڑے
ہو کر یہ حرف زبان پر لائے کہ یا حضرت تحیات کے معنی بتائیے میری سمجھ میں نہیں آتے
ہیں سمجھائیے آپنے فرمایا کہ تمکو خود ہر علم میں کمال ہے تمہارے نزدیک کوئی کیا
مال ہے تحیات کے معنی تم خوب جانتے ہو ہمسے کیا پوچھتے ہو عرض کیا جو معنی میں پوچھتا ہوں
کوئی نہیں بتاتا ہے ہرگز مطلب سمجھ میں نہیں آتا ہے آپنے فرمایا اوٹھو اندر حجرے
کے چلو آج ہم تمہیں معنے بتادیں خاطر خواہ سمجھادیں پہر آپ اونکو اندر حجرے کے
لیگئے واللہ عالم کیا معنے بتائے خانصاحب نہایت خوش حجرے سے باہر آئے اور کہتے تھے
کہ جو کوئی حضرت صاحب کی ولایت کا منکر ہے وہ بیشک کافر ہے اوسوقت مفتی صاحب

کے سر در کو گیا کبھی خوشی سے پھولی نہ سماتی تھی بار بار خانصاحب کی طرف دیکھکر مسکراتی تھی
پھر خانصاحب رخصت ہوکر شہر کو روانہ ہوے جب مکان پر پہونچے جو شخص پوچھتا تھا کہان
گئے تھے کہتے تھے میری عقل جاتی رہی تھی کہ بیجی شریف الدین گیا تھا، ون روز سے اکثر اوقات
آتے تھے جب مہلت ملتی تھی قدمبوسی کر جاتے تھے ایک روز کا ذکر ہے کہ خانصاحب ؔ ہے
اور ایک فرد معافی قصبہ کرسی کی لاے اور آپکے حضور مین پیش کی آپ نے فرمایا کہ کیا ہے
عرض کیا کہ یہ معافی آپکے خادمون اور مسافرون کا خرچ ہے اسمین آپکا کیا خرچ ہے
آپ نے فرمایا کہ جو عورت ایک خاوند کرے اور پھر اوسے چھوڑ کر دوسرے کو پکڑے
اوسے لوگ ہرجائی کہتے ہین ہرگز اوسکا اعتبار نہین کرتے ہین مین ایک خاوند کر چکا ہون
بڑے زبردست کا دامن پکڑ چکا ہون باقی جو شخص آتا ہے قسمت اپنی ساتھ لاتا ہے جو کچھ
ہو خدا پہونچاتا ہے جب آپنے یہ فرمایا خانصاحب بجز سکوت کچھ نہ بن آیا مولوی
عبد الجلیل صاحب فرماتے ہین کہ تفضل حسین خان کہتے تھے کہ مولوی مبین صاحب
بچاس عالم و فاضل کہ جنکا ثانی شہر مین نہین ہے اگر میرے سامنے آئین تو سوال و جواب
مین ہرگز مجھ سے پیش نہ پائین مگر جب حضرت صاحب کے سامنے جاتا ہون میری زبان
گونگی ہو جاتی ہے حیران ہو جاتا ہون کرامت ۲۵ جناب مولوی عبد الجلیل صاحب
حضرت کی نواسی نقل کرتے ہین کہ شیخ محمد حسن لکھنوی شیخ زادے جو نواب معتمد الدولہ کے
مصاحب تھے مجھ سے بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ تفضل حسین خانصاحب حضرت صاحب کے
زیارت کے واسطے چلے مین بھی اونکے ہمراہ حضرت کی بارگاہ تک پہونچا خانصاحب اندر مسجد کے
گئے اور ہم باہر کھڑے رہے خانصاحب کے خوف و لحاظ سے میرے قدم آگے نہ بڑھے مینے
اپنے جی مین کہا کہ خانصاحب سرکار نامدار کے نائب ہین اور مین نائب کا مصاحب ہون

اگر حضرت اس وقت مجھی بھی بلائین اور بخاطر پیش آئین اور کچھ مجھکو کھلائین تو مین جانون درویش صاحب دل باکمال برگزیدہ درگاہ ذوالجلال ہین شیخ صاحب موصوف کہتے ہین کہ جب یہی میرے دل مین یہ خیال آیا فوراً آپنے مجھکو طلب فرمایا جب مین حاضر ہوا آپ اوٹھے اور بغل گیر ہوے اور نہایت عزت و توقیر فرمائی پھر میرا ہاتھ پکڑکر اپنے ساتھ حجرے مین لیگئے اور طاق پر چھوٹی پھوٹی کھجورین رکھین تھین وہ مجھکو کھلائین اور فرمایا کہ فقیرون کا امتحان بُری بات ہے یہ کون بڑی کرامات ہے مین دست بستہ قدمون پر گرا اور تقصیر معاف کرائی پھر اوس روز سے مجھکو کسی درویش کے امتحان کی نوبت نہ آئی کرامت ۱۶۴ مولوی محمد حمید رصاحب علمای فرنگی محل مین طاق تھے بڑے شہرہ آفاق تھے مولوی صاحب کا معمول تھا کہ قبل مرید ہونیکے اکثر آپ کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے اور صدق دل سے ارادت اور عقیدت رکھتے تھے پھر جس روز بہ نیت بیعت آپ کی خدمت مین حاضر ہوے عرض کیا یا حضرت اب بیعت ہونے آیا ہون مگر تین شرطین لایا ہون اول شرط یہ ہے کہ مرید ہونے کے بعد آپکا تصرف میرے حال پر ایسا رہے کہ تا زندگی ہزار روپیہ کا مشاہرہ رہے سواری پالکی مجھکو ملتا رہے اور دوسری شرط یہ ہے کہ خداوند تعالی مجھکو کثیر الاولاد کرے اور کوئی اولاد میرے سامنے نہ مرے تیسری شرط یہ ہے کہ آپ کی برکت سے خداوند تعالی مجھے دوزخ سے بچائے اور بلا حساب جنت مین پہونچا دے آپنے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی ہزار روپیہ ماہواری پاؤگے اور پالکی نشین بھی ہو جاؤگے اور خداوند تعالی تمھین کثیر الاولاد بھی کریگا اور تمھارا کوئی فرزند تمھارے سامنے نہ مریگا مگر شرط تیسری موقوف باعمال ہے آئندہ مالک خداوند ذوالجلال ہے جب آپنے یہ وعدے فرمائے تب مولوی صاحب

مریدہوی اور خلیفہ ہوکر لکھنؤ مین آئی اور آتی ہی اشتہار دیا اور بڑی کر و فر سی اپنی
خلافت کا اظہار کیا اور بڑی بڑی لوگ معزز و ممتاز آپکے بیعت سی سرفراز ہوی
بعد اسکے خداوند تعالی نے آپ کو سرکار لکھنؤ مین ایسا اعزاز دیا کہ آپنے بہت کچھ
پیدا کیا ہنوز ہزار روپیہ ماہوار کی نوبت نہ آئی اور نہ ابھی پالکی سواری کو پای مگر
خدائی حضرت کی تصرف کا شمہ دیکھایا دروازہ پر ہاتھی بندہایا اس سرکار مین مذہب کا
اختلاف تہا نائب معتمد الدولہ سی انحراف تہا کوئی مسئلہ پر تکرار ہوئی مولوی صاحب
کی طبیعت نہایت بیزار ہوئی اسی وجہ سی یہان کا رہنا پسند نہ آیا بیت اللہ شریف
کا عزم فرمایا جب حج کر کے پہر دکن حیدرآباد مین پہونچی وہان نواب نے بڑی
اعزاز و اکرام سی لیا پہر کہین جانی نہ دیا ہزار روپیہ ماہواری مقرر کی اور پالکی
سواری کو دی جب خدائی وہان پہونچا یا تب حضرت کا فرمانا ظہور مین آیا پہر خدا
کی عنایت سی اولاد کی کثرت ہوئی سب طرح کی عیش و عشرت ہوئی جب تک
مولوی صاحب زندہ رہی سب اولاد بھی سلامت رہی بخوبی راحت سی رہی باقی آپکے
مریدونکی مفصل حالات اور آپکے تصرفات کی حکایات انشاء اللہ تعالی آپکے
خلافت کے ذکر مین چوتھی باب مین آئینگے ناظرین اوراق
بخوبی آگاہی پائینگے

کرامت ٢٦ جناب بہائی

مولوی حاجی ہدایت اللہ صاحب نقل کرتی ہین کہ بھتیجی حضرت کی صاحبزادی اپنی جناب
ماموں صاحب قبلہ مولوی عبد الواحد صاحب سی سنا اقرار کرتی تھی کہ جب حضرت کی تصرف سی
میان خیرات علی شاہ کا زمانہ خوب موافق ہوا تو اونہون نی ایک مکان عالیشان طیار
کرایا اور ایک باغ بھی بہت عمدہ لگایا مگر یہ ایسی اونکی حرکت بیجا وقوع مین آئی

کہ کسی کا قبرستان کھدوا کر مکان یا باغ کی دیوار نہ ڈالی قبرستان کے مالک ہر چند
مانع آئے مگر یہ کب مانتے تھے کسی کو کیا مال جانتے تھے آخر جن صاحب کا قبرستان تھا اونہوں نے
ایسا ذریعہ پہنچایا کہ حکمنامہ شاہی وہاں کے چکلہ دار کے نام اس مضمون کا آیا کہ خیرات علی
کا مکان اور باغ ایسا کھدوا جاوے کہ نام و نشان رہنے نہ پاوے آخر چکلہ دار نے انکو بلا کر
مطلع کیا اور حکم دیا آپ لکھنؤ جائیے اور جس طور سے ممکن ہو سعی و کوشش کرکے اس
پروانہ کی منسوخی کا حکم پہنچائیے اگر دو چار روز کے عرصہ میں حکم منسوخی کا نہ آئے گا تو بیشک
آپ کا مکان اور باغ کھد جاوے گا بموجب فہمائش چکلہ دار کے اونہوں نے بہت کچھ زور
مارا لیکن کچھ بس نہ چلا آخر مجبور ہو کر حضرت کے حضور حاضر ہو کر عرض حال کیا آپ نے اور تو
کچھ جواب دیا دوسرے روز یہ ارشاد ہوا کہ تم چکلہ دار کے پاس جانا اور یہ کہدینا کہ
کہ پروانہ آگیا ہے عرض کیا کہ اگر وہ کہے کہ لاکر مجھے دکھاؤ فرمایا کہدینا کہ تیرے دیکھنے
کے لائق نہیں ہے یہ رخصت ہو کر اپنے مکان پر آئے اور جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا چکلہ دار
کے سامنے وہی تقریر اپنی زبان پر لائے چکلہ دار کا یہ کلام سنکر آتش غضب سے
جل گیا اور اوسی وقت بیلداروں کو بلا کر یہ حکم قطعی دیا کہ آج آدھی رات کے بعد
پہنچو اور کدال لیکر آنا اور صبح تک سب مکان اور باغ کھود کر نیست و نابود کر دینا
اب حضرت کے تصرف کو دیکھیے کہ اوسی شب کو قضا و قدر نے عجب رنگ دکھایا انقلاب زمانہ نے
اپنا نقشہ جمایا یعنی اوسی رات کو بادشاہ کا انتقال ہوا اہلکاروں کا برا حال ہوا سب
اپنی اپنی طرف بھاگے شاہ صاحب کو خدا نے بچایا حضرت کا تصرف بڑے کام آیا

کرامت ۲۴ بالاتفاق یہ روایت ہے پانی برسانے کی حکایت ہے کہ غازی الدین حیدر
بادشاہ کے وقت میں ایک مرتبہ پانی نہ برستا تھا ہر طرف سے شور العطش کا تھا فقرا

لوگ تدبیر سے عاجز آ گئے تھے امرا و غربا سبھی گھبرائے تھے خیرات علی شاہ امیٹھی کے
رہنے والے جو حضرت کے مرید ایک روز دیوان میو آرام کے یہان بیٹھے تھے دو چار
درویش اور بھی جمع تھے پانی نہ برسنے کے مذکور ہو رہے تھے انکے منہ سے بے ساختہ نکل گیا
کہ اگلے جمعہ کو پانی ضرور برسیگا جو یہ فقیر کہتا ہے خدا چاہے تو وہی ہوگا دیوان نے کہا کہ
اگر نہ برسے تو کیا ہو کہا میری ناک اور کان کاٹ لو پھر دیوان نے کہا کہ لکھکر دستخط کر دو
فوراً لکھ دیا دستخط بھی کر دیا دیوان وہ کاغذ لیکر غازی الدین حیدر بادشاہ کے سامنے
گئے اور کہا خیرات علی شاہ نے یہ اقرارنامہ لکھا ہے جمعہ کے روز پانی برسنے پر
دستخط کیا ہے بادشاہ نے کہا کہ اگر پانی برسا تو شاہ صاحب کو انعام اور خلعت دونگا
اور نہین تو ناک و کان کٹا کر بے حرمت کرونگا شاہ صاحب نے کہنے کو تو کہدیا مگر بہت
گھبرائے اپنی اس حرکت سے نہایت پچھتاتے جب ایک روز جمعہ مین باقی رہا
اور پانی برسنے کا کچھ سامان نظر نہ پڑا زیادہ تر گھبرائے دوڑے ہوئے کرسی شریف
مین آئے اور حضرت کے آستانہ فیض کاشانہ پر لوٹنے لگے گریہ و زاری کرنے لگے حضرت کے
چھوٹے صاحبزادے مقبول بارگاہ الٰہ حضرت مولوی محمد حبیب اللہ صاحب فرماتے ہین کہ ہم لوگ
جب نماز ظہر پڑھکر باہر آئے شاہ صاحب کا یہ حال دیکھکر بہت گھبرائے پھر شاہ صاحب
سے پوچھا کہ آپ کیون اس قدر بیقرار ہین حالت اضطرار مین گرفتار ہین اور نہین چاہیے
جو کچھ حال ہے حضرت سے عرض کیجئے کہا جب حضرت صاحب ہمین بلائینگے جب ہی ہم
اوٹھکر جائینگے پھر حضرت نے بلایا اور صورت دیکھتے ہی یہ فرمایا جیسا کہا ہے ویسا
کرتے کیون نہین ہو بدون حکم خدا پانی برساتے کیون نہین ہو شاہ صاحب
ہاتھ باندھ کر گریہ و زاری عرض کیا کہ بیشک خطاوار ہون سزا ہی عنایت کا سزاوار ہون

لیکن حضور ہی کا غلام کہلاتا ہون ہر جگہ آپ ہی کا نام لیتا ہون آپنے فرمایا خیر اب
جاؤ اگر خدا چاہیگا تو آج ہی پانی برسیگا لیکن خبردار اب ایسی حرکت نکیجیو کبہی خدا کے
کارخانہ مین دخل ندیجیو شاہ صاحب یہ سنکر خوش ہوگئے اوسی وقت سوار ہوکر لکہنو چلے
اثناء راہ ہی مین تہے کہ یکایک ابر گہر آیا خدا کی خوب پانی برسایا سب تالاب بہر گئے کہیت خشک
سیراب ہوگئے درخت پژمردہ شاداب ہوگئے شاہ صاحب نہایت خوشی سے لکہنو پہونچے دیوان سے
ملاقات کی اظہار اپنی کرامات کے پہر شاہ صاحب کے کمال کا کیا کہنا تہا ہر کوئی ولی کامل جانتا تہا
بادشاہ بہی نہایت خوش ہوئے اور بہت انعام واکرام دیے

کرامت ۴۸ جناب بہائی حاجی ہدایت اللہ صاحب ہمارے حضرت کے نواسے نقل کرتے ہین
کہ مینے اپنے حضرت ماموں مولوی عبد الواحد صاحب کی زبانی یہ بہی سنا فرماتے تہے کہ خیرات علی شاہ
نے پہلے حضرت کے امتحان کیے پہر مرید ہوئے چنانچہ ایک مرتبہ حضرت صاحب لکہنو مین تشریف
رکہتے تہے اور میان خیرات علی شاہ اس فکر مین رہتے تہے کہ جس وقت آپ یہان سے کہیں کو
چلیں تو ہم آپکا امتحان کریں چنانچہ جس وقت حضرت اپنے مکان کو چلے میان خیرات علی شاہ
دریا کے کنارے ہو اوسی پار جاکر جہنگی بیٹہہ رہے جس وقت آپ کی سواری پل پر سے اوتر کے
اوس پار پہونچی شاہ صاحب نے آپ کو آواز دی کہ یا حضرت یہ فقیر آپ کی قدمبوسی
کے واسطے آیا تہا مگر سامنے دریا طغیانی پر ہے کیونکر پار آؤن اور اگر پل پر جاؤن تو
بڑا پہیر کہاؤن آپ اونکا مطلب سمجہے اور فرمایا کہ اگر میری ملاقات کو آئے ہو تو اسی
دریا مین ہوکر چلے آؤ اور کچہ خوف نہ کہاؤ جب آپ نے یہ فرمایا تو اونہون نے دریا کے
اندر قدم بڑہایا مگر حضرت کے تصرف سے کہین ٹخنے سے زیادہ پانی نہ پایا آپکا یہ تصرف
دیکہکر اپنے تئین آپ کے قدمون پر گرا دیا اسکے بعد مرید ہوئے کرامت ۴۹ برادر صاحب

مشفقی جناب شیخ محمد تقی حضرت صاحب کے نواسے بیان کرتے ہیں کہ مولوی محمد کامل صاحب
سرسوی ہمارے حضرت کے مرید نقل کرتے تھے کہ ایک شخص حضرت کے مریدوں میں سے
نہایت آوارہ اور بدکردار تھے ایک عورت نابکار سے گرفتار تھے آپکو بظاہر اسکا امر کا
بڑا ملال تھا لیکن باطن میں کچھ نہیں خیال تھا اگر ذرا بھی تصرف آپکا اونکے حال پر
ہوتا تو اوسکا دفع ہونا کیا محال تھا مولوی صاحب کہتے ہیں کہ ایک روز اونہیں
صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ اب میں اوس عورت مردار سے دست بردار ہوں اوسکی
صورت سے بیزار ہوں آپ میری سعی فرمایئے حضرت سے میرا قصور معاف کرایئے ایک دفعہ
حضرت اندر سے باہر تشریف لائے املی کے درخت کے نیچے مسجد کے سامنے ٹہلنے لگے
میں نے موقع پاکر عرض کیا کہ یا حضرت فلانے صاحب کا قصور معاف فرمایئے اب وہ اوس
عورت سے دست بردار ہیں سب بری کاموں سے بیزار ہیں مولوی صاحب کا یہ کہنا تھا
کہ دفعتاً آپ کو جذب آگیا اور نہایت غصہ سے چہرۂ مبارک پر جلال پیدا ہوا اور مولوی صاحب
کے مونڈھے پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ دیکھ سامنے کیا نظر آتا ہے فقیر سے کیوں مکر کرتا ہے
مولوی صاحب نہایت ڈر گئے گویا جیتے جی مر گئے نظر اوٹھاکر جو دیکھا تو معلوم ہوا
کہ نہ مسجد ہے اور نہ مکان ہے عجب خدا کی شان ہے کہ وہ صاحب اوسی عورت نابکار سے
ہمکنار ہیں مولوی صاحب یکبہک نہایت شرمندہ ہوئے اور حضرت کے قدموں پر گرے
پھر جب حضرت کا جلال کم ہوا فرمایا کہ بھائی وہ فقیر کیا جو حاضر وغائب کو برابر
نہ دیکھے اور مشرق ومغرب کی خبر نہ رکھے **کرامت ۳۰** مولوی امام بخش صاحب
نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت لکھنؤ میں تشریف رکھتے تھے کسی شخص نے آپ کی
دعوت کی جس وقت کھانے کا آیا صاحب دعوت نے بلایا بہت لوگ آپکے ہمراہ تھے

منجملہ مولوی منعم بخش اور ہم بھی ساتھ تھے اثناء راہ مین ایک گلی نہایت تنگ ملی
اوس گلی مین کسیکے یہان خدائی رات تھی لوگ اندر گانے بجانے نکلے مولوی صاحب پیچھے
دل مین کہنے لگے کہ ہمارے حضرت بہت پرہیز کرتے ہین گانا بجانا نہین سنتے ہین اب اس وقت
کیا کرینگے کیونکر نکلینگے مولوی صاحب کے دل مین اس خیال کا آنا تھا کہ دفعتاً ایک شخص
اون لوگون مین سے گر پڑا سامان خدائی رات کا درہم برہم ہوگیا سب لوگ اوسی شخص کی
طرف متوجہ ہوے گانا بجانا بھول گئے اس عرصہ مین آپ آگے بڑھے اور فرمایا کہ میان امام بخش
سنتے ہو جو شخص نہین سنتا ہے اوسے خدا نہین سنواتا سبحان اللہ عجب آپ مین کشف و کمال
تھا کہ جب کبھی کسی کے دل مین کچھ خیال آتا آپ فوراً آگاہ ہوجاتے اوسی وقت اوسکا جواب
دیتے **کرامت ۱۴۲** مولوی منعم بخش صاحب کہ سہی شریف کے رہنے والے آپکے مرید اور
خلیفہ بھی تھے نقل کرتے ہین کہ مین ایک روز شاہ چھڑا صاحب کے پاس حاضر تھا ایک صاحب
لکھنؤ کے باشندے شاہ صاحب کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یا حضرت محلہ پیر جلیل العبد نامی بندہ بھی
اوسی محلہ کا باشندہ ہے عنقریب میرا بھی گھر کھد جاویگا پھر کہین رہنے کا ٹھکانا ہاتھ نہ آویگا
امیدوار ہون کہ حضور ایسی دعا فرمائین کہ ہم سب محفوظ رہین گھر بچ جائین مولوی صاحب
فرماتے ہین کہ یہ سنکر شاہ صاحب نے مجھسے فرمایا کہ تم اوس محلہ پیر جلیل مین جاؤ وہان ایک
بہت ہی درویش رندانہ کیش بظاہر صورت مجذوب بنشۂ وحدت مین مشغول رہتے ہین اون سے
ہمارا سلام کہنا اور یہ پیغام دینا کہ بس مولوی صاحب اوس محلہ مین گئے شاہ صاحب کو
تلاش کیا اوسی حیثیت مین پایا پہلے آپ سلام کیا پھر شاہ صاحب کا سلام و پیام کہا مجذوب شاہ
نے سنتے ہی تین مرتبہ یہ لفظ فرمایا کہ بس بس بس پھر تو یہ حال ہوا شاہ صاحب کا ظاہر
کمال ہوا کہ ہر در و دیوار سے یہی صدا نکلتی تھی کہ بس بس بس اوسی وقت حاکم کا بھی حکم
یہی پہونچا کہ بس کرو جہانتک کھدا ہے وہین سے چھوڑ دو مولوی صاحب کہتے ہین کہ جب

یہ کرامت مجذوب شاہ صاحب کی بچشم خود دیکھی تو اکثر اوقات اونکی خدمت میں
حاضر ہوتا تھا ایک روز میں نے کہا کہ یا حضرت اب رخصت ہوتا ہوں اپنے پیر و مرشد کے
یہاں جاتا ہوں فرمایا کہ اچھا جاؤ ہمارا بھی سلام کہنا لیکن ہم طرف تمہیں یہ کہکر چپ
ہو رہے مولوی صاحب رخصت ہوکر سے پہونچے حضرت کی ملازمت سے مشرف ہوئے
مجذوب صاحب کا سلام کہنا بھول گئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ یوں نہیں کسکا سلام و پیام
پہونچاتے ہیں آپ تو خوب بھول جاتے ہیں مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضور پر
سب روشن ہے بوجہ حسن ہمہ ہیں ہی فلانے شاہ صاحب نے آپ کو سلام کہا تھا آپنے فرمایا
کہ ہمارا بھی سلام اونکو پہونچانا اور یہ پیام کہنا کہ تمنے یہ کیسا چلن نکالا ہے جو خلاف
شریعت قدم مارا ہے تہ بند باندہو شریعت پر قدم مارو مولوی صاحب کہتے ہیں کہ
جب میں لکھنو گیا شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی پوچھا کہ ہمارا سلام اپنے مرشد سے کہا تھا
کیا فرمایا کہا کہ آپ کو بھی سلام کہا ہے اور یہ فرمایا کہ تہ بند باندہے شریعت پر قدم
مارے فرمایا کہ بھائی ہم نے پہلے ہی کہا تھا کہ ڈرتے ہیں ایہ کہکر اوسی وقت تہ بند
منگوا کر باندہا سبحان اللہ تعالی کیا مرتبہ اور بزرگی ہمارے حضرت کو
عطا فرمائی تھی کہ ایسے صاحب ولایت سیف زبان دل و جان سے اس قدر لحاظ
و پاس کرتے تھے جیسا کچھ کہ اس روایت سے ظاہر و باہر ہوا کرامت ۳۸ نقل ہے
کہ جب حضرت سید احمد صاحب شہید طریق فقر میں کامل و رشید بڑے زور و شور سے لکھنو
میں تشریف لائے اور مولانا محمد اسمعیل شہید اور مولوی عبد الحی اور مرزا حسن علی محدث
وغیرہم بڑے بڑے اکابر و ابرار مقبول بارگاہ کردگار ہمراہ رکاب تھے اور ان بزرگواروں کا
یہ حال تھا کہ سید صاحب کی نعلین اپنی نعلوں میں دبا کر پالکی کا پایہ پکڑ کر آپکے

ستانہ دوڑتی اور اپنا فخر سمجھتی تھی مختصر یہ ہی کہ سید صاحب کے یہان حلقۂ توجہ ہوا کرتا تھا جو
اوس حلقہ مین آتا تھا سید صاحب کی نظر توجہ سے بیخود ہو جاتا تھا اور اوس پر ایک کیفیت
وحالت طاری ہو جاتی تھی جب یہ خبر کرامت اثر سید صاحب کی گوش زد خلائق لکھنو ہوی
اکثر لوگ آتی تھی اور آپ کی فیض نظر سے بہرہ یاب ہو جاتی چنانچہ ہماری حضرت کے خادمون
مین ایک شخص میر امید علی نام اون دنون شہر لکھنو مین قیام رکھتی تھی یہ بھی سید صاحب
کی اوصاف حمیدہ اور صفات پسندیدہ سنکر ملازمت کے واسطے گئے حسب اتفاق اوس وقت
لوگ حلقہ کیے بیٹھے تھی اور سید صاحب نظر توجہ کر رہی تھی جسکی طرف نظر توجہ کرتی تھی وہ
حالت ذوق شوق مین بیخود ہو جاتا تھا عجب کیفیت اور لطف پاتا تھا ہماری سید صاحب
موصوف بھی باین نظر کہ اس نظر فیض اثر کی کیفیت دیکھنا چاہیے اوس حلقے مین حضرت
سید صاحب معمول انکی طرف بھی مشغول ہوے اور نظر ڈالی مگر کچھ اثر پذیر نہ ہوئی پھر چند
چاہا کہ یہ شخص بیخود ہو جاے کسی طرح کی کیفیت اوٹھاے جب کوئی تدبیر اثر پذیر نہ ہوئی
تب ناچار ہو کر میر صاحب سے پوچھا کہ آپ کہان کے رہنی والے اور کون بزرگ کے دیکھنی والے
ہین کہا حضرت شہنشاہ محبوبان بارگاہ اِلہ مولانا شاہ نجات اللہ صاحب صادق قادری
کے سوالی کے ادنی غلامون مین ہون یہی سبب ہے کہ آپ کی نظر توجہ مجھ پر اثر نہین کرتی ہے
ہر چند کہ سید صاحب کو پیشتر سے ہماری حضرت کی زیارت کی تمنا تھی جب یہ کیفیت اونکی خادم
کی دیکھی ایک سے سو حصہ زیادہ مشتاق ہو کر واسطی ملازمت کے آمادہ ہوئی پھر ایک روز
بڑی ذوق شوق سے کرسی شریف کو چلی تیس چالیس آدمی ہمراہ رکاب فیض ارتکاب
ہوی از انجملہ مولانا محمد اسمعیل مولوی عبد الحی اور مرزا حسن علی محدث وغیرہم ہمراہ تھی
جب کرسی مین حضرت کے آستانہ فیض کا شانہ پر پہونچی آپ اوس وقت سے مکان کے اندر

تشریف رکھتے تھے اور طبیعت ناساز تھی جب آپ کو خبر پہونچی میانہ پر سوار ہو کر مسجد مین تشریف لائے سید صاحب ملاقات کے واسطے آئے اور حضرت کو پانچ روپئے نذر دیے آپ نے لیکر زانو کے نیچے رکھ لیے پھر جب بخوبی ملاقات ہو چکی فرمایا کہ آج یہیں قیام کیجیے شب کو آرام کیجیے بعد اسکے جب صاحب رخصت ہوئے آپ نے وہ روپیے حوالے کیے اور فرمایا کہ مینے لیا اس نظر سے تھا جو نہ لیتا تم رنجیدہ خاطر ہوتے اور دیتا اس وجہ سے ہون کہ تم صاحبزادے ہو سید صاحب نے وہ روپئے اپنے ایک خادم کو دیے اور فرمایا کہ یہ روپیہ تبرک کا علیحدہ رکھنا اونکو کسی کام مین صرف نہ کرنا پھر جب سید صاحب مسجد سے نیچے تشریف لائے فرمایا کہ ہم بہت پھرے مگر آج ایک یہ بزرگ دیکھنے مین آئے سب کمالات ظاہری او باطنی آپ کی ذات مجمع صفات مین پائے سبحان اللہ وبکرمہ ہمارے حضرت کی ذات بابرکات ایسی مجمع کمالات تھی کہ ایسے ایسے بزرگان دین صلاح اور ثنا خوان تھے اور زیارت کی تمنا رکھتے تھے **کرامت ۳۴** طریقت و شریعت دستگاہ جناب حضرت مولوی محمد حزب اللہ دام ظلہ اللہ تعالے نقل کرتے ہین کہ ایک مرتبہ حضرت کے یہان کسیکی شادی تھی آپ نے لکھنؤ کے بنسی دہر مہاجن کی معرفت کچھ زیور طیار کرایا تھا جب وہ بن چکا میر امید علی اپنے خادم کو اوسکے لینے کے واسطے بھیجا چنانچہ میر صاحب موصوف وہ زیور لیکر رات کے وقت لکھنؤ سے چلے بسبب وقت چلنے کے ایک اہیرن نے انکا پیچھا کیا تاک اور گھات ڈھونڈھتا رہا جب نکل ایک ندی پر جو درمیان کرسی اور لکھنؤ کے بہتی ہے پہونچے اور میر صاحب اوسکے اندر اترے اہیرن نے موقع پاکر چاہا کہ ایک ضرب برچھی کی انکو سر پہ لگاوے قریب تھا کہ میر صاحب بیچارے کی جان جاوے دفعتاً گر پڑا اور مر گیا میر صاحب نے جب یہ کیفیت دیکھی خدا کا شکر ادا کیا پھر کرسی کا رستہ لیا صبح کو حضرت کے پاس پہونچ کر تمام نے صورت

دیکہتی ہی یہ فرمایا کہ میر امید علی آج رات کو تمتی ہمین خوب ڈرایا پہر جو سرگزشت تہی
میر صاحب نے لوگون سی بیان کی اظہار آپکے کشف و کرامات کی **کرامت ۵۲** نقل ہے
کہ ایکمرتبہ ایک چور آپکے مکان مین نقب دیکر گہس آیا مگر کچہ اسباب نہ پایا ایک برتن مینا
کتہا بہیگتا تہا اوسی پہینککر چلا گیا ہماری حضرت کی قوم جنات سے بہی بہت لوگ مرید تہی
منجملہ ایک جن میان غلام حسین تہی آپنے اونکو حفاظت مکان کے واسطے مقرر کیا تہا اوس روز
خدا جانے کیا اون سی غفلت ہوئی جو چوری اس طرح کی حرکت کی صبح کو آپنے غلام حسین کو بلایا
اور اونکی غفلت سی ناراض ہوکر عہدہ پاسبانی سی موقوف فرمایا پہر آپنے اپنی کشف و
کرامات سی دریافت کرکی اوس چور کو بلوایا اور نہایت غصہ سی یہ فرمایا کیون صاحب یہ
کیا شرارت ہی ہماری گہر مین نقب دینا یہ کیسی بیجا حرکت ہی اوسنے کہا یا حضرت مجہسے
قسم لیجیے اگر میری شرارت ثابت ہو جو چاہی سزا دیجیے اوسکا یہ کہنا تہا کہ آپکے پاس
لوٹا پانی کا رکہا تہا اوسمین سی تہوڑا پانی لیکر اوسکے بدن پر مارا جہان کہین وہ
پانی پڑا ابرا ابلی پڑگئی تمام جسم مین آگ لگ گئی واویلا کرتا ہوا آپکے قدمون پر گرا
اور اپنی قصور کا اقرار کیا **کرامت ۵۳** نقل ہی کہ جب لوہی غلام حیدر صاحب کن
شیخپور متصل فتح اباد ہماری حضرت کے پاس مرید ہونیکو آئے اور دو امر کی التجا لائی
ایک یہ کہ اونہین اشتہا مطلق نہ تہی دو چار پیسہ بہر کہانا کہاتی تہی منظور یہ تہا کہ اشتہا
خوب کہل جاوی پیٹ بہر کر کہانا کہائین بدن مین طاقت آئی دوسری تمنا یہ
تہی کہ سرکار انگریزی مین بعہدہ جلیل القدر نوکر تہی منظور تہا کہ نوکری سی خود بخود
میرا دل برخاستہ ہو جاوی فکر دنیا میرے خیال مین نہ آوی جب آپنے مرید کیا فوراً
یہ دونون مطلب حاصل ہوگئی یعنی کہ یا یہ حال تہا کہ جب کہانا کہاتی تہی اگر کوئی

دو سیر رکھدیتا بلا تامل کہا جاتی اور اگر کہانا تہوڑا ہوتا تو بہی بخوبی آسودہ ہو جاتے
نوکری کا یہ حال ہوا کہ اوس فرسی پہر کبہی اوسکا خیال نہوا تہ بند باندہ کر فکر دنیا سی فارغ البال
ہوی حضرت کی توجہ سی صاحب کمال ہوی **کرامت ۴۶** نقل ہی کہ حکیم فرزند علی خان
موہانی کی اولاد نہین ہوتی تہی اکثر درویشون اور بزرگون کے پاس جاتی تہی مگر کہین
اپنی مراد نہ پاتی تہی جب ہماری حضرت کے پاس آہی اور عرض کیا کہ یا حضرت آپ ایسی دعا
فرمائین کہ ہم سرسبز ہو کر اپنی مراد کا پہل پائین خدا ہمکو فرزند عطا فرماوی آپ کی برکت
سی ہماری امید بر آوی آپنے فرمایا کہ جاؤ خدا تمہین اسی سال مین بیٹا عطا فرماوی گا
اوسکا نام محمد علی رکھنا ہرگز اسکے خلاف نہ کرنا پہر چند روز کے بعد بموجب ارشاد حضور
کے بخوبی ظہور مین آیا حکیم صاحب نے خدا کی فضل سی بیٹا پایا ہر چند کہ حکیم صاحب شیعہ مذہب
تہی لیکن ہماری حضرت سی نہایت عقیدت رکہتی تہی جب محمد علی سن تمیز کو پہونچی اپنی باپ
کی طریقہ سی انکار اور مذہب اہل سنت وجماعت کا اختیار کیا **کرامت ۴۷** عبد اللہ
حضرت کے بڑی صاحبزادی کے مرید نقل کرتی ہین کہ مین ایک مرتبہ حضرت کی زیارت کے
واسطی اپنی مکان سی چلا اثنا راہ مین ایک مقام پر پہونچا وہان سی ایک شخص حضرت کی
زیارت کے مشتاق ہو کر میرے ہمراہ ہوی جب حضرت کے مکان پر پہونچی بباعث تمازت
آفتاب اور حرارت سفر کے اونکو غلبہ تشنگی کا بہت تہا لیکن حضرت کے لحاظ سی کچہ کہہ نہین سکتی تہی
آپنے فرمایا تمکو پیاس بہت معلوم ہوتی ہی کہتی کیون نہین ہو ہمین لحاظ اور پاس کا
کیا کام ہی شرم وحیا کا یہ کیا مقام ہی پہر آپنے پانی منگایا اور اونکو پلوایا **کرامت ۴۸**
ایک معمار قوم ہنود ہٹی بلیت گنج کا رہنی والا جو کرسی شریف سی دو میل ہی نقل کرتا ہے
کہ ہم حضرت کا مکان بناتی تہی ایام برسات مین چار پانچ گہڑی دن رہی چہٹی ایکر اپنی

مکان کو چلی جاتی تہی اکثر اوقات یہ اتفاق ہوتا تہا کہ جب ہمنی قصد اپنی مکان کے جانی کا
کیا اور بڑی زور شور سی پانی اوٹہا ہمنی جاکر حضرت سے عرض کیا کہ یا حضرت ہمارے جانیکا
وقت قریب آپہونچا ہی اور پانی بہی بڑی زور سی اوٹہا ہی آپ فرماتی تہی کہ تم جاؤ جبتک
اثنا راہ مین رہو گی پانی نہ برسی گا جب اپنی مکان کی چوکہٹ پر پاؤن رکہو گی برسنا شروع
ہوگا پہر ایسا ہی ہوتا تہا جبتک ہم اثنا راہ مین رہتی ایک قطرہ پانی کا نہ پڑتا جس وقت
اپنی مکان کی دہلیز پہ قدم رکہتی فوراً برسنا شروع ہوتا **کرامت ۳۹** حضرت کے چہوٹے
صاحبزادی مقبول بارگاہ الہ مولوی محمد حزب اللہ صاحب نقل کرتے ہین کہ ایک مرتبہ حضرت
لکہنؤ مین تشریف رکہتی تہی مولوی قدوس صاحب بہی آپکے پاس موجود تہی کچہ لوگ مقام کہوہی
کے رہنی والی آپکے حضور مین آئی اور عرض کیا یا حضرت عرصی سی پانی نہین برستا ہے
ہر شخص اسی فکر مین رہتا ہی زراعت خشک ہوئی جاتی ہی کوئی تدبیر پیش نہین آتی ہے
آپنے فرمایا کہ اچہا خدا چاہی گا تو اچہی طرح پانی برسی گا مولوی امام بخش صاحب بہی
آپکے پیچہی بیٹہی تہی مولوی قدوس صاحب نے انکی طرف اشارہ کرکے کہا کہ دیکہیے آپکے
پیر پانی برساتی ہین مولوی صاحب کا یہ کہنا تہا کہ خدا کی فضل وکرم سی ایک ٹکڑا ابر کا
نمودہوکر پانی برسنا شروع ہوا اس قدر پانی برسا کہ تمام کہیت اور تالاب سیراب ہوگئی
مولوی صاحب یہ تصرف دیکہکر حیرت مین آگئی **کرامت ۴۰** مولوی نوازش علی
صاحب بیان کرتی ہین کہ ایک مرتبہ مین لکہنؤ مین تہا جب وہان سی گہر سی شریف کا
قصد کیا تو ایک لبادی کی واسطی ایک تہان چہیٹ کا مول لیا جب گہر مین آیا
درزی کو قطع کرنی کے واسطی بلایا جب اسنے حساب لگایا ایک ہاتہ کپڑا کم پایا کہا کہ اگر ایک گز
کپڑا اور ہی تو البتہ لبادہ ہو جاوی پہر تین چار درزیون کو بلایا سبنے یہی جواب سنایا

ہمارے حضرت کے گھر مین مستورات کو بھی کپڑے کی قطع و برید مین خوب دخل تھا سبھون نے
حساب لگایا ایک گز کپڑا کم پایا حسب اتفاق اوس وقت حضرت تشریف لائے اور مجھسے فرمایا
کہ یہ کیسا کپڑا ہے اور کیا حساب ہوتا ہے مینے عرض کیا یا حضرت تھان چھینٹ کا لبادے کے واسطے
لایا تھا ایک گز کم ہوتا ہے کسی طرح لبادہ نہین ہوتا ہے آپنے فرمایا کہ اگر ہمکو ایک ٹوپی کے
لائق کپڑا دینے کا وعدہ کرو تو ابھی ایک لبادہ اور شلوکہ ہو جاے جو یہ فقیر کہتا ہے انشاء اللہ تعالی
اوسمین ہرگز فرق نہ آئے مینے عرض کیا یا حضرت یہ سب کپڑا آپ ہی کا ہے جس قدر چاہیے
لیجیے اور جتنا جی چاہے مجھے دیجیے آپنے فرمایا اب تو حساب لگاؤ پھر جو حساب لگایا تو ایک ٹوپی
اور شلوکہ کا کپڑا زیادہ پایا سبحان اللہ کرامت اور تصرف اسکا نام ہے بڑے بزرگون اور
کاملون کا یہ کام ہے کرامت ۱۴ نقل ہے کہ ایکمرتبہ نواب سعادت علیخان کا لشکر
کرسی شریف مین آیا قندہاری لوگ بھی ساتھ تھے عبدالباقی خان صاحب سے اور قندہاریون
نے کہا کہ پھر تیون کو اللہ عالم کدہر سے جائین چلو آج ہی حضرت کی زیارت کر آئین خانصاحب
نے کہا کہ حضرت بڑے عامل ہین فن عمل مین بڑے کامل ہین پھر جس وقت وہ سب لوگ
آپکے حضور مین آئے آپنے صورت دیکھتے ہی فرمایا کہ کس بات سے میرے عامل ہونیکا
گمان تمہارے دل مین آیا فقیرون کی نسبت یہ بیجا خیال ہے عمل و عملیات کیا بلا
ہے جب آپنے یہ کلمہ ارشاد فرمایا سب شرمندہ ہوئے اور اپنا قصور معاف کرایا کرامت ۱۵
پیشواے مجتہدین مولانا محمد معین روشن چراغ دار العلم و عمل فرنگی محل فرماتے ہین کہ ایکدفعہ
ہم تینون بھائی حضرت صاحب کی ملازمت کے واسطے چلے اور کئی طالب علم ہمارے ہمراہ تھے
اونمین سے ایک طالب علم کو مٹھائی کا بڑا شوق تھا اوسنے اپنے دل مین کہا کہ اگر حضرت
ہمکو مٹھائی کھلائین تو ہم جانین کہ بڑے کامل ہین ایکنے کہا اگر ہمکو متنجن کھلائین تو ہم

جاتین کہ بڑی اہل دل ہین ایک نے کہا کہ اگر حضرت اپنی لنگی ہمکو اوڑہا ئین تو ہم آپکے معتقد ہو جائین پہر جس وقت ہم لوگ پہونچے اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوے آپنے تہوڑی مٹھائی اوس طالب علم کو عنایت فرمائی اور فرمایا کہ تمکو مٹھائی سے بڑا ذوق ہے اسے کہاؤ پہر تہوڑی دیر کے بعد دوسرے طالب علم سے فرمایا کہ تمہین کی کیا حقیقت ہے لیکن دیہات مین اوسکے سامان کی بڑی دقت ہے پہر اسی طرح تیسرے طالب علم سے فرمایا کہ میان لنگی کیا مال ہے لیکن فقیر کے پاس ایک ہی لنگی فی الحال ہے اگر تمکو دیدون تو نماز مین تکلیف اوٹہاؤن جب طالب علمون کو آپ کی کشف و کرامات کی یہ کیفیت نظر آئی بہت محجوب ہوے اور سخت ندامت اوٹہائی کرامت ۴۳ راقم اثم کی پہوپہی یعنی حضرت کی صاحبزادی بیان کرتی ہین کہ ایک دفعہ ہم کئی لڑکیان اور لڑکے حضرت کے سامنے حاضر تہے ہم مین سے کسی نے عرض کیا کہ بابا صاحب ہمنے آج تک اشرفی نہین دیکہی کسی وقت مین آپکے پاؤن پر کسی چیز کا زخم لگا تہا اوسکا داغ بنا تہا یہ سنکر آپنے اپنا پاؤن پہیلا دیا ہم سب کو وہ داغ ہو بہو اشرفی کی صورت نظر آیا ہم دیکہکر حیرت مین آئے آپ خوش ہوئے اور مسکرائے کرامت ۴۴ حضرت کے چہوٹے صاحبزادے حقیقت و معرفت آگاہ مولوی محمد حزب اللہ صاحب بیان فرماتے ہین کہ مینے اپنی اخ معظم برادر مکرم مقبول بارگاہ صمدانی حضرت مولانا شاہ محمد حسین صاحب سے سنا فرماتے تہے کہ ہمارے حضرت کے مریدون مین ایک شخص میان الٰہی بخش نام قوم کے نورباف نواب گنج بارہ بنکی کے رہنے والے بہت سیدہے اور بہولے بہالے تہے ایک دفعہ حضرت سے عرض کیا کہ یا حضرت کوئی شغل بتائیے کچہ پڑہنے کی اجازت فرمایئے آپنے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ سے بہتر کوئی شغل نہین بجز نفع ضرر کو اسمین دخل نہین عرض

کہا کہ ترک حیوانات کرون یا یوہنین پڑہون فرمایا کہ ترک حیوانات نکرنا
یوہین پڑہنا پہر میان جی مذکور حضرت کے حضور سے رخصت ہوکے اپنے گہر پہنچ گئے مگر بیچا
ہاری ترک حیوانات کرکے پڑہنے لگی ایک روز اونکی گہر مین گوشت پکا انکی کہانے مین
بہی کسی طرح اوسکا اثر پہونچا موکل نے فوراً گلا دبایا قریب المرگ ہوگئی گہر والون کی
ہوش و حواس اوڑگئے میان کالے کندی گر کی بی بی مسمات نتہی یہ بہی حضرت کے
مرید تہین انکا حال سنکر دوڑی آئین اور کہا جلد حضرت کے پاس آدمی بہیجو اور اسکی
اطلاع کرو الہ بخش کی بی بی نے اوسی وقت حجام کو بلایا اور حضرت کی خدمت مین پیغام
پہونچایا کہ الہ بخش کا یہ حال ہے بدون توجہ حضور کے بچنا محال ہے غرضکہ وہ حجام نہایت
تیز گام حضرت کے حضور مین پہونچا ہنوز اوسے سلام کرنے کی نوبت نہ آئی تہی کہ آپنے
یہ خوشخبری سنائی کہ الہ بخش کو فرصت ہوگئی بخوبی صحت ہوگئی اب اون سے کہدینا کہ
گالی کا گوشت کہایا کرین اور جس عمل کو جی چاہے پڑہا کرین جب وہ حجام آپ کا
کلام فرحت التیام سنکر نواب گنج مین واپس آیا میان الہ بخش کو بخوبی صحت مین
پایا **کرامت ۵۸** منشی عبد المجید خوش نویس ہماری حضرت کے بہن کی نواسی جو
ابتک زندہ اور موجود ہین خوش نویسی اور پیری مین انکا بڑا نام ہے ایک مدت سے لکہنو شہر
مین قیام ہے اپنے مرید ہونے کی کیفیت بیان کرتی ہین حضرت کی کرامت عیان
کرتی ہین کہ بارہ تیرہ برس کی عمر مین ایک روز میری والدہ ماجدہ نے مجہسے فرمایا
کہ تو اس وقت حضرت کے پاس جاکر عرض کر کہ یا حضرت آج ہی مجہے مرید کیجے اپنی غلامی
مین لیجیے مجہسے یہ کہکر آپ اپنے گہر کی کہڑکی پر جو حضرت کی مسجد کے متصل تہی آکر کہڑی
ہوئین اور مین حضرت صاحب کے پاس حاضر ہوا آپ مسجد مین تشریف رکہتے تہے اور

۱۹۹۹۶

اور منشی امام علی جیلہ دار آپکے پاس بیٹھی تھی کثرت آدمیوں سے تمام مسجد بھری تھی رعب کے
مارے مین کچھ عرض نہ کرسکا ایک گوشہ مین علیحدہ بیٹھ گیا تھوڑی دیر کے بعد مین اوٹھا
کہ اس وقت حضرت سے کچھ کہہ سکون کا والدہ سے کوئی حیلہ کردونگا جیسے ہی میرے دل مین
یہ خیال آیا آپ میری طرف مخاطب ہوے اور مجھے اپنے نزدیک بلا کر فرمایا کہ آج جاؤ کل
جمعہ کو ہم تمہین مرید کرینگے یہی اپنی والدہ سے کہدیجو اور کوئی حیلہ نہ کیجیو مین یہ سنکر
بہت خوش ہوا اور اپنے مکان مین آیا والدہ صاحبہ کو اوسی جگہ کھڑکی مین پایا مجھے
دیکھکر پوچھا کہ تو نے کہا یا نہین مینے کہا کہ حضرت نے مجھے خود اپنے نزدیک بلا کر یہ ارشاد
فرمایا والدہ کو میرے کہنے کا ہرگز یقین نہ آیا اور کہا جس وقت حضرت یہان تشریف
لائینگے مین خود عرض کرونگی اور جو تو کہتا ہے یہ بھی پوچھونگی پھر اوسی روز
آپ بعد نماز عصر کے ہمارے گھر مین تشریف لائے مگر والدہ صاحبہ آپکے لحاظ اور
رعب سے کچھ عرض نکر سکین چپکی بیٹھی رہین پھر آپنے میری والدہ کی طرف مخاطب
ہوکر فرمایا کہ کل جمعہ کو ہم اسے مرید کرینگے اور یہی ہمنے اس سے بھی کہدیا تھا اسنے تمسے کہا
یا نہین عرض کیا ہان کہا تھا مگر مجھے باور نہوا تھا پھر دوسرے روز بعد نماز جمعہ کے
حضرت نے مجھے بلایا اور شرف بیعت سے مشرف فرمایا **کرامت ۶۴** منشی صاحب
موصوف بیان کرتے ہین کہ مین ایک روز نواب عنایت علیخان نواب آصف الدولہ
بہادر کی ملاقات کو گیا اونہون نے اپنا یہ قصہ مجھ سے نقل کیا کہ بہائی آصف الدولہ
کا معمول تھا کہ اکثر سیر و شکار کے واسطے بہوآل کو جایا کرتے تھے ہاتیوں اور آدمیون
کو کیسی میں آیا کرتے تھے ایک مرتبہ حسب دستور نواب صاحب کو واسطے سیر و شکار کے
ہمراہ لیکر اکثر عزیز و اقربا دوست و احباب انکے ساتھ ہو گئے انمین ہم اور نواب

سعادت علیخان بھی بہر کاب تھی جب کرسی شریف مین پہونچی حضرت کی یہ شہرت
تھی کا جو امیر یا فقیر کرسی مین جاتا یہ کیا مجال تھی جو آپ کے آستانہ فیض کاشانہ
پر حاضر نہ ہوتا علاوہ بزرگی اور کمالات باطنی کے آپ مین اخلاق محمدی اس قدر
تھا کہ جو شخص آپ کی ملازمت کے واسطی جاتا دل اوسکا اوٹھنی کو ہرگز نہ چاہتا مین اوسروز
باعتقاد اور بغرض اپنی منتقادکی آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا آپنے نہایت تپاک اور
اخلاق سی مجھی اپنی پاس بٹھایا اوس وقت مجھ کمبخت کے دل مین یہ خیال آیا کہ حضرت کا
اخلاق ایسا ہی کہ یہان سی اوٹھنی کو دل نہین چاہتا ہی اگر حضرت ہمارا ہاتھ پکڑ کر اوٹھا دیوین
تو ہماری مطلب دلی بر آوین تخت سلطنت مجھی مل جاوی پھر سوا میرے اور کوئی نہ پاوی
یہی خیال کرکے عرض کی کہ یا حضرت میرا ہاتھ پکڑ کر اوٹھا دیجیے آپنے فرمایا نواب صاحب
بیٹھی رہیے کئی مرتبہ یہی عرض کیا کہ میرا ہاتھ پکڑ کر اوٹھا دیجیے آخر آپنے بموجب میرے
اصرار کے میرا ہاتھ پکڑ کر اوٹھا دیا اور یہ کلمہ فرمایا کہ آپ بھی بڑی عقلمند ہین جسکا ہاتھ
پکڑ کر فقیر اوٹھا ہی اوسی کون تخت سلطنت پر بٹھا ہی مین یہ سنکر بہت گھبرایا پھر ہر چند
عرض کیا مگر آپنے کچھ نہ فرمایا مین بے شعور اپنی قسمت سی مجبور رہا پس رنجور حضرت
کے حضور سی رخصت ہوکر اپنی فرودگاہ پر آیا اور بھائی نواب سعادت علیخان سی
یہ سب کیفیت بیان کی وہ مرد نہایت ہوشیار بکمال عقلمند اور صاحب اقبال تھی فورا
حضرت کے حضور مین حاضر ہوکر نہایت ادب سے آداب بجا لاکر دست بستہ سامنی کھڑی
ہوئی حضرت کے صاحبزادے والا تبار کرامت شعار مقبول بارگاہ ربانی مولانا شاہ محمد اسحق
صاحب فرماتی ہین کہ جس وقت نواب سعادت علیخان حضرت کے حضور مین آئی اوس وقت
آپ مسجد کے چبوترہ پر جا نماز پہ بیٹھی تھی جب آپنے نواب کو دیکھا فرمایا کہ آئیے نواب صاحب

تشریف لائے عرض کیا کہ اگر آپ ارشاد فرمائینگے تو ہم نواب کہلائینگے پھر آپ نے
فرمایا میرے نزدیک آؤ کھڑے کیوں ہو بیٹھ جاؤ نواب نے موقع پاکر عرض کیا کہ اگر
حضور ہمکو بٹھلائیں تو ہم بیٹھ جائیں آپ مسکرائے اور ہاتھ پکڑکر بٹھلایا پھر اپنے نزدیک
جانماز پر بلایا ادب سے جانماز کے کنارے بیٹھے جب حضرت نے بہت اصرار فرمایا تب یہ
نصف زانو اپنے جانماز پر لائے پھر کئی مرتبہ آپ نے آگے بڑھنے کو فرمایا مگر اونہوں نے
ادب ولحاظ سے آگے زانو نہ بڑھایا تب ناچار ہوکر آپنے یہ کلمہ فرمایا کہ ہم تو چاہتے تھے
کہ کل ریاست تمہارے ہاتھ آئے مگر تمنے نصف زانو سے آگے نہ بڑھایا اب نصف ریاست
تمہارے ہاتھ آئیگی اور نصف دوسرے جگہ جائیگی جب نواب نے یہ کیفیت سنی
بہت پچھتائے اور حسرت کی پھر اپنی جیب سے کچھ اشرفیاں نکالیں اور حضرت کے سامنے
گذرانیں بعد اسکے جب نواب حضرت سے رخصت ہوکر اپنی قیام گاہ پر آئے سب دوست
واحباب نے مجتمع ہوکر نذریں گذرانیں اور مبارکباد کی شور مچائی اس خبر کا چرچہ بعینہ
نواب آصف الدولہ کے ملاحظہ میں گذرا اون سے بلاکر استفسار کیا اونہوں نے اپنی
لاعلمی کا اقرار کیا بعد اسکے جب نواب آصف الدولہ کا انتقال ہوا اس سلطنت کا
عجب حال ہوا کہ چھ مہینے وزیر علیخان تخت نشین برائے نام رہا اور اس عرصہ میں نواب
وزیر سعادت علیخان کا بنارس میں قیام رہا جب وزیر علیخان سے اکثر حرکات ناشائستہ
وقوع میں آئے اور انتہا درجہ کو افعال شنیع میں گرفتار ہوا تب یہ امر نواب آصف الدولہ
کی بیگم کو جنکی باعث اسنے سلطنت پائی تھی بہت ناگوار ہوا پھر یہانتک نوبت آئی
کہ بیگم نے انگریزوں کو بلاکر یہ بات فرمائی کہ تم کسی تدبیر سے وزیر علیخان کو گرفتار
کرو ہم سعادت علیخان کو بنارس سے بلائینگے اور تخت سلطنت پر بٹھائینگے اب دیکھیے

حضرت کا فرمانا ظہور مین آتا ہی انقلاب پیا نزدیک جاتا ہی اگر وزیر علی خان قید
نہ کئی جاتی تو نواب سعادت علیخان ہرگز سلطنت نہ پاتی جب بیگم اور انگریزون سی صلاح
اور مشورہ ہو چکی تب انگریزون نے یہ چالاکی کی کہ نواب سعادت علیخان سی کہا کہ اگر ہم
تمکو سلطنت دلائین تو اودہ کے سلطین کیا پائین نواب نے کہا کہ اگر ایسا کیجیی تو نصف ملک
لیجیی کہا لکہا کر مہر کر دیجیی نواب نے فوراً مہر کر دی تب انگریزون نے کہا کہ چلیی تخت پر بیٹہیی مختصر
یہ ہی کہ آخر کو وزیر علیخان گرفتار ہوی نواب سعادت علی خان نصف ملک پر قابض اور
برقرار رہی جب خدا نے یہ تماشا دکہایا تب کرامت لا ولیا حق کا معاملہ وقوع مین
آیا کرامت ۴۴ ایک مرتبہ حکیم فرزند علیخان مہانوی کی مکان مین چوری ہو گئی
اونہون نے حاضر ہو کر حضرت سی عرض کیا آپ نے ایک رقعہ نواب سعادت علیخان کے نام
لکہدیا اور فرمایا کہ یہ رقعہ لیجاؤ اور مولوی فضل عظیم خان کی معرفت نواب کے پاس
پہونچاؤ جس وقت مولوی صاحب نے رقعہ پیش کیا نواب نے پہلی وضو کیا پہر ہاتہ مین لیکر
بوسہ دیا اوس وقت حضرت کا یہ تصرف تہا کہ نواب کے بدن مین رعشہ پڑا تہا ہاتہ پاون
قابو مین نہ تہی بدشواری رقعہ کو پڑہا اور کوتوال شہر کو بلا کر حکم دیا کہ اسی وقت یہ چوری
منگا دیو ابہی پہونچا دیو چنانچہ اوسی وقت کوتوال نے بجنسہ مال منگا دیا اللہ اکبر
ایسی حاکم جلیل القدر کا اس تعظیم و تکریم سی پیش آنا اور بدن مین رعشہ پڑجانا اور
بجنسہ چوری کا ملجانا بیشک یہی کرامات ہی ایسی امور خلاف معمول کا کسی کے تصرف سی
وقوع مین آنا یہی خوارق عادات ہی کرامت ۴۵ حضرت اپنی گہر کی صحن مین
لیٹی تہی اور بہت سی لوگ آپکی پاس بیٹہی تہی ایک غول چڑیون کا جاتا تہا جو ایام سرما
اور گرما کی شروع فصل مین آیا کرتی تہین کبہی پچہم سی پورب اور کبہی پورب سی پچہم کو جایا کرتی

جب آپنے اونکی یہ باتین تبسم فرماکر اون سے یہ کہا کیا علیحدہ علیحدہ چلی جاؤگی ہماری
ملاقات کو نہ آؤگی جیسے ہی آپنے یہ فرمایا وہ سب چڑیان آپکے سر کے برابر آئین اور
اورکئی مرتبہ طواف کرکے چلی گئین دیکھنے والے حیرت مین آئے خدا کی قدرت کا تماشا
دیکھکر گھبرائے کرامت ۴۵ راجہ موتی سنگہ جو نواب آصف الدولہ کے مصاحب تھے اونکے
بیٹے گنجن سنگہ بیان کرتے ہین کہ مین حضرت کے کی خدمت بابرکت مین نہایت عقیدت اور
ارادت رکھتا تھا اور اکثر آپکی قدمبوسی مین حاضر رہتا تھا آپ کی برکت اور فیضان صحبت سے
مجھے اپنے مذہب باطلہ سے بالکل نفرت ہوگئی تھی ایک روز چند لوگ قوم ہنود سے جمع تھے اور
ہنومان کی تعریف کرنے لگے مینے کہا کہ اوس شیطان کی تعریف کیا کرتے ہو کیون بیہودہ
بکتے ہو اور بہت باتین ذلت اور حقارت کی اوسکی نسبت مینے بیان کین اوسی شب کو
جب مین سونیکو لیٹا وہ شیطان میرے سینے پر آکر چڑھ بیٹھا اور خوب زور سے
میرا گلا دبایا مین خوف کہا کر نہایت گھبرایا اور کہنا چاہتا تھا کہ مین قصوروار ہون اور
تیرا تابعدار ہون دفعتہً کیا دیکھتا ہون کہ حضرت صاحب میرے سامنے کھڑے ہین
اور مجھسے یہ فرما رہے ہین کہ اے گنجن سنگہ خوف نہ کہا بسم اللہ لاحول پڑھ کر اوس مردود
کو مار بمجرد فرمانے اس کلمے کے وہ شیطان ایسا بہاگا کہ پہر پیچہا پہر کر نہ دیکھا مجھے حضرت کے
تصرف نے اوس شیطان سے ایسا بچایا گویا گیا ہوا ایمان پہر آیا بعد اسکے مجھے حضرت
کی خدمت بابرکت مین ایک سال حاضری کی نوبت نہ آئی بدقسمتی سے حضرت
کی زیارت نہ پائی پہر جب مین آپکے حضور مین آیا آپنے میری صورت دیکھتے فرمایا
کیا وہی گنجن سنگہ تم گھبرا نہ جایا کرو اپنے دل مین ایسا خیال نہ لایا کرو لیکن کہ اوس
بات کو عرصہ بہت گزرا تھا اس وجہ سے وہ بات مجھے یاد نہ تھی اور ہرگز کچھ خیال مین

نہ آیا کہ حضرت نے یہ کیا فرمایا پھر ارشاد کیا کہ اگر اوس وقت ہم نہ پہونچتے تو تم اوس شیطان
سے کیونکر بچتے تب وہ کیفیت شیطان کی شرارت سمجھ میں آئی میں یہ سنکر قدموں پر گر پڑا
پھر آپ نے مجھے اوٹھایا اور آپ حجرہ کے اندر چلے اور مجھے بھی بلایا جب آپ حجرے کے اندر
تشریف لیگئے میں باہر کھڑکی کے پاس بیٹھ گیا پھر آپ ایک پیالہ شربت کا اندر سے لائے اور
مجھے عنایت فرمایا اور کہا کہ اسے پی جاؤ کسی طرح کا وسوسہ اپنے دل میں نہ لاؤ ہر چند
کہ مجھے دولت و ایمان بیشتر سے حاصل ہو چکی تھی مگر آپ کی کوئی چیز کبھی کھائی نہ تھی میں
ڈر گئی تھی پیالہ میں نے اپنے ہاتھ میں لیا اور دل میں یہ خیال کیا کہ اگر اسے پیتا ہوں تو اپنے
مذہب سے جاتا ہوں اور اگر انکار کرتا ہوں تو ابھی آپ کے عتاب میں گرفتار ہو کر خراب
ہوتا ہوں حضرت صاحب کا یہ دستور تھا کہ جو شخص قوم ہنود سے آپکے پاس آتا اور
درخواست بیعت کی کرتا تو آپ اوسے پہلے دین میں لاتے اور کچھ کھانا اپنے گھر کا کھلاتے اوسے
کہلاتے تب مرید کرتے تھے اور میں تو پہلے سے مسلمان ہو چکا تھا ایمان کا ذائقہ چکھ چکا تھا
فوراً پیالہ شربت کا پی لیا اور اپنے مقصد کو پہونچا حاصل کلام آخر کو گنیش سنگھ بڑے
نمازی اور قرآن خوان ہوئے مگر ظاہر میں صورت اور وضع بگاڑے رہے پھر نیپال کے
پہاڑ پر چلے گئے اور وہیں قضا کی انا للہ وانا الیہ راجعون **کرامت ۵** نقل ہے
کہ ایک مرتبہ ایام برسات میں آپکے چھوٹے بھائی حضرت شیخ امیر اللہ نور اللہ مرقدہ کے
صاحبزادے کی طبیعت نہایت علیل ہوئی اونکی والدہ ماجدہ نے علاج کے واسطے لکھنؤ لیجانے کا
قصد کیا مگر بارش نے جانے نہ دیا کئی روز سے متواتر پانی برستا تھا ایک دم کی مہلت نہ دیتا تھا
شدت عارضہ سے اونکی والدہ کو نہایت اضطراب تھا غم و رنج سے دل بیقرار تھا ایک روز
جاکر حضرت سے عرض کیا کہ یا قبلہ کی یہ کیفیت ہے لڑکے پر بیماری سے نہایت شدت ہے آپ نے

فرمایا کہ اچھا کل تم انکو لیکر جانا پانی برسنے کا خوف نہ کرنا پہر دوسرے روز میانہ پر
سوار کرکے لے چلے جس وقت مکان سے باہر نکلے کچھ ترشح ہوتا تھا جب ایک کوس کے قریب
مقام امرینڈی تک پہونچے جب تک خوب شدت سے چاروں طرف پانی برستا تھا مگر خدا کی
قدرت سے ایک قطرہ میانہ پر نہ آتا تھا کرسی سے لکھنؤ تک یہ کیفیت تھی دیکھنے والوں کو
عجب حیرت تھی شہر لکھنؤ کے دوکان دار کہتے تھے کہ عجب قدرت خدا ہے چاروں طرف ہوا اور
پانی برستا ہے مگر میانہ پر ایک قطرہ نہیں گرتا ہے بیشک یہ کسی درویش کی دعا ہے سبحان اللہ
تصرف و کرامت اسکا نام ہے بڑے کامل شاہ اکمل کا یہ کام ہے کرامت ۵۱ سید بہادر علی لطیف
کے دوست مقام ابراہیم پور کے رہنے والے بیان کرتے ہیں کہ میاں شبیر علی صاحب
کی والدہ مجھ سے بیان کرتی تھیں کہ ایک دن ہم حضرت کے مکان میں چند مستورات جمع
تھیں ادہر ادہر کے مذکورات ہو رہے تھے اتنے میں حضرت تشریف لائے اور ہمارے پاس
بیٹھ گئے ہمنے کہا یا حضرت اس وقت دل یہ چاہتا ہے کہ تازی مٹھائی اور گرما گرم حلوا پوری
کہائیں آپنے فرمایا کہ اس وقت کہاں سے لائیں جو تمہیں کہلائیں عرض کیا یا حضرت
نہایت جی چاہتا ہے اگر آپ چاہیں تو ابھی آتا ہے یہ سنکر آپ اٹھے اور اپنے حجرے میں
جاکر ایک ساعت کے بعد تشریف لائے ایک ٹوکری بانس کی بنی ہوئی اوسمیں ایک طرف
مٹھائی تازی نہایت عمدہ اور دوسری جانب حلوا اور پوری رکھی ہوئی تھی ہمکو عنایت
فرمایا اور کہا کہ لو اسے کہاؤ اب اگر کوئی کہے کہ وہ مٹھائی اور حلوا پوری عملیات کے
زور سے یا کسی موکل یا جن سے منگایا ہوگا تو یہ کہاں بزرگوں کی خلاف شان ہے
جو لوگ کہ صاحب نسبت اور باکمال ہیں انکے نزدیک عمل عملیات کیا مال ہیں ۔
اولیا را هست قدرت از اله تیر جسته باز آرندش ز راه کرامت ۵۲ جناب الٰہی

عبد الجلیل صاحب نے اسی حضرت کے نقل کرتے ہین کہ ایک مرتبہ کرسہاجی اور سیٹھ سہاے
چکلہ دار نے خاص کرسی شریف کے چودہری محمد امام کو کسی جرم مین گرفتار کرا دیا اور
وہ جرم ایسا تہا کہ تو اپنے اوسکے مواخذہ مین گردن مارنیکا حکم سنایا چودہری مذکور
نے اپنا خدمت گار فوراً حضرت کے حضور مین بہیجا اور کہا کہ بعد نیاز اور قدمبوسی عرض
کرنا کہ ہم تو کل صبح کو گردن مارے جاینگے شاید آپکی زیارت اب حشر مین پاینگے
آپ نے اوس آدمی سے فرمایا کہ جب چلو سے ہو تو ابہی پہونچا اور کہدینا کہ ہمارا دل تمہارے
دیکھنے کو بہت چاہتا ہے یہ دن حکم خدا کون کسی مارتا ہے جس وقت خدمت گار نے پہونچکر
حضرت کا ارشاد سنایا چودہری صاحب کو قرار نہ آیا فوراً پابزنجیر اوٹھے اور دروازے
پر پہونچے کسی پہرہ والے نے یہ بہی نہ پوچہا کہ کون ہو کدہر سے آئے ہو کہان جاتے ہو جہان
یہ قید تھے اوسی مکان کے قریب ایک نالہ بہتا تہا برسات کی وجہ سے بڑے زور شور پر
تہا یہ اوسمین کود پڑے وہ فوراً پایاب ہوگیا اب خدا کی قدرت دیکہیے کہ چودہری
صاحب نالہ سے نکلے راستہ بہول کر اوسی اپنے حریف کے دروازے پر پہونچے اوسے پکار کر
بلایا وہ آواز سنکر باہر آیا جب چودہری صاحب کو دیکہا اور پہچانا تو نہایت خوشی سے
اپنے مکان کے اندر کوٹھی پر لیجاکر بٹھایا تین روز اوسکے یہان رہے چوتھے روز رخصت ہوکے
حضرت کے حضور مین آئے اور آپکے قدم مبارک اپنی آنکہون سے لگائے کرامت ۵۱
بدلو شاہ کرسی شریف کے تکیہ دار اس ناچیز گنہگار سے بیان کرتے ہین کہ ایک مرتبہ اس قصبہ
مین کسی کے یہان چوری ہو گئی تہی قصبہ مذکورہ کے پاسبانون اور چوکیدارون
نے خدا کے فقیرون کو متہم کرکے بے قصور گرفتار کرا لیا مین یہ حال سنکر بہت گہبرایا
دوڑا ہوا حضرت کے پاس آیا جب حضرت کے مکان کے متصل پہونچا اتفاقاً چکلہ دار سے

دوچار ہوا اونسی مجھ سی پوچھا کہاں جاتا ہی حضرت صاحب کا مکان بہی جانتی ہو مینی کہا
وہین جاتا ہون اسی ارادی سی آتا ہون پہر جس وقت چوکیدار مذکور آپکے حضور مین
آیا سلام کرکے سو روپیہ نقد اور ایک رومال بطور نذر آپکے سامنی لایا آپنے اوسے
للکارا اور وہ رومال مع روپون کے اوسکے سامنے دے مارا اوسنے ہاتہ باندہ کر عرض
کی کہ یا حضرت مجھ سی کیا قصور ہوا جو ہدیہ میرا نامنظور ہوا آپنے فرمایا کہ تو نی ہمارے یہان
کے فقیرون کو گرفتار کرایا ہی روپیہ اور رومال لیکر ہمارے سامنی آیا ہے اوسنی
عرض کیا یا حضرت عامل کو یہ بیجا حرکت ہے چوکیدارون کی شرارت ہے ابھی مین جاتا ہون
سب کو چہوڑ آتا ہون بدلو شاہ کہتے ہین کہ حضرت نے میری طرف مخاطب ہوکے فرمایا
کہ اب انکی چہوڑانیکی حاجت نہین خدا نی اپنی فضل سی سب کو چہوڑا دیا ہی ہر ایک فقیر
اپنی گہر آیا پہر جب حضرت سے رخصت ہوکر آیا تو سبہون کو اپنی اپنی گہرون مین پایا

کرامت نمبر ۵ سید عاشق علی حضرت کے صاحبزادی کی نواسی بیان کرتی ہین کہ مدار بہنا
مقام کہیولی کا رہنیوالا مجہ سی نقل کرتا تہا کہ مجہی ایکبار میر امام علی کہیولی کی زمیندار نی
حضرت کے حضور مین کسی ضرورت کے واسطی بہیجا جس وقت مین آپکے دروازی پر پہونچا
آپنی اندر سی باہر قدم رنجہ فرمایا آپ کی صورت دیکہتی ہی میرے دل مین یہ خیال
آیا کہ حضرت تو خوب فربہ اور طیار ہین مینی سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اور فوراً
اندر واپس گئی پہر اپنی ہاتہ مین کہانا لیکر باہر آئی اور مجہی اپنی سامنی کہلایا جب مین
کہانی لگا تب آپنی یہ فرمایا کہ بہائی اللہ تعالی نے اس فقیر کو بہت کچہ دیا ہے
نعمات دین و دنیا سی مالا مال کیا ہی پہر یہ فقیر کیونکر نہ جسیم ہو جسکا معالج ایسا حکیم
مدار کہتا ہی کہ یہ سنکر میرے بدن مین رعشہ پڑ گیا کثرت ندامت سی گر گیا جہپٹ کر

آپکے قدمون پر گرا پہر اوٹھکر حضرت کے گرد پہرا اور اپنا قصور معاف کرایا آپنے
میری خطا سے درگزر کرکے تبسم فرمایا **کرامت ۵۵** راقم آثم کی جناب والدہ ماجدہ
مدظلہا نقل کرتی ہین کہ ایک مرتبہ حضرت نے کسی شخص کی دعوت بڑی طیاری سے
کی تہی مکان کے صحن مین کہانا پکتا تہا کہ دفعتہً ایک آندہی بڑی زور وشور سے اوٹہی
کہانا پکانے والے گہبراے دوڑے ہوے حضرت کے پاس آے اور حال عرض کیا آپنے اوٹھکر
آندہی کی طرف دیکھکر یہ حکم دیا کہ ہمارے مکان مین نہ آنا اوہر اودہر سے نکل جانا
پہر وہ آندہی ایسی زور سے آئی کہ اوسے دیکھکر تمام خلقت گہبرائی مگر حضرت کے مکان
مین ہوا کا ایک جہونکا بہی نہ آیا جیسا آپنے کہا تہا ویسا ہی خدا نے دکہایا **کرامت ۵۶**
برادرم سراپا اعزاز والکرم مولوی محمد نعیم بن مولانا ابو البقا محمد عبد الحکیم عالم وفاضل
بے بدل رونق افروز دار العلم فرنگی محل نقل کرتے ہین کہ مجہسے حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ
فرماتے تہے کہ ایک مرتبہ ہم ردولی شریف کو حضرت شاہ احمد عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف
مین گئے ملاپ کر کشتی شریف مین حضرت کی زیارت کے واسطے آے ہمارے ساتہ ایک
ولایتی طالب علم تہا کسی درویش سے ارادت اور عقیدت نہ رکہتا تہا اوسنے کہا
کہ بسبب ایام گرما کے دہوپ شدت سے ہوتی ہے لو کثرت سے چلتی ہے آج ہی شب کو
جب کہانا کہانے چلیگا تو اوسی وقت حضرت سے رخصت ہولیگا تاکہ کچہ رات
رہے سے چلین ٹہنڈے ٹہنڈے مکان پر پہونچین کہا کہ حضرت خود جب رخصت
کرتے ہین تب ہی جاتا ہون مین اپنی طرف سے حرف رخصت زبان پر نہین لاتا ہون
جب سب کو کہانے کا وقت آیا آپنے بلاکر سبہون کو کہلایا جب فراغت ہوئی
میری طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ آج کل دہوپ کی شدت ہوتی ہے گرمی بکثرت

ہوگئی ہے اگر دن چڑھے جاؤگے تو نہایت تکلیف اوٹھاؤگے ابھی وقت رخصت ہو
سویرے سو ہو کچھ رات ہی چلے جاؤ تا دھوپ و گرمی کی تکلیف نہ اوٹھاؤ تا نیچے طالب علم
کی طرف اشارہ کرکے کہا دیکھو حضرت کیا فرماتی ہیں ذرا سمجھے جب آپکا یہ کشف ظاہر ہوا
تب طالب علم حقیقت ولایت سے ماہر ہوا **کرامت ۵** راوی ممدوح سے اس
دوسری روایت کا بیان ہے حضرت کی کشف و کرامت کا اعلان ہے کہ مجھسے
حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ والغفران اپنی زبان فیض ترجمان سے بیان فرماتے تھے
کہ جب حضرت نے مجھے مشرف بہ بیعت فرمایا تو اوسی وقت خلعت خلافت کا بھی
مرحمت فرمایا جب میں رخصت ہوکر اپنے مکان پر آیا تو سارا حال اپنے پیر و برادر مکرم
ابن العم مولوی محمد عبد الواحد کو کہہ سنایا آپنے بڑی خوشی کی اور اپنے سلاسل کی
بھی مجھے اجازت دی اور اپنی بی بی صاحبہ و شیخ عبد اللہ اپنے بھتیجے کو مجھسے بیعت
کرنے کا حکم دیا اور مجھ سے فرمایا اب تم طریقہ بیعت جاری کرو پہلے اپنی بھاوج صاحبہ
کو مرید کیجئے پھر عبد اللہ کو مرید کرو میں نے کہا ابھی کسی قدر کتب درسیہ باقی ہیں
جب تحصیل علم سے فراغ حاصل کرونگا تب یہ کام بھی بجان و دل کرونگا ابھی حضرت
صاحب موجود ہیں بھاوج صاحبہ کیسی شریف تشریف لیجائیں وہیں سے مشرف ہوا کریں
پھر جب دو بارہ میں حضرت کے حضور میں آیا آپنے مجھ سے یہ فرمایا کہ میاں تمہاری یہ
کیا عادت ہے کہ جو شخص التجا کرتا ہے اوسے نامراد رکھتے ہو میں سمجھا کہ شاید آپ بھاوج
کو فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا حضرت جو کوئی میرے پاس بیعت آتا ہے اوسے میں بیعت سے
انکار نہیں کرتا ہوں آپنے میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لیکر خوب ہلایا اور فرمایا کہ
میاں ہم اوسے نہیں کہتے ہیں اسے کہتے ہیں تب میں سمجھا کہ جو بھاوج صاحبہ کے مرید

مرید کرلینے سے مینے انکار کیا ہے اوسی کا اس وقت حضرت نے اظہار کیا ہے اسکی مفصل
حالات انشاءاللہ تعالی چوتھے باب مین آئینگی ناظرین اوراق واقف ہوجاینگی
کرامت ۵۷ راوی موصوف سے یہ تیسری روایت ہے حضرت کی نسبت
بڑے بڑے علما کی امتحان کرلینے کی حکایت ہے فرماتے ہین کہ مینے اپنے حضرت والد ماجد
پیر مرشد مولانا ابوالبقا محمد عبد الحکیم قدس سرہ العزیز سے سنا فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ
ہمارے حضرت شہر لکھنؤ کے پورے ٹولہ مین درگاہ پرشاد کی مکان پر تشریف رکھتے تھے
ایک روز سرغنا سے علماء دین ومفتین مولوی محمد معین اور انکے بہنوئی برادر مولوی
محمد مقتدر صاحب نے آپسمین کہا کہ چلو آج حضرت کی زیارت کو چلین اور کچھ امتحان
بھی کرتے ہیں پھر تجویز کرکے ایک صاحب نے فرمایا کہ ہمکو حلوا پوری کھلائین دوسرے صاحب نے
فرمایا کہ مجھکو شیرمال وکباب عنایت فرمائین یہ تجویز کرکے دونو صاحب آپکے پاس
پہونچے خدا کی عنایت سے اوسی وقت ایک شخص حلوا پوری لیکر آیا دوسرا شخص
خدا جانے کہ وہ کون تھا شیرمال وکباب لایا آپنے دونون صاحبون کو علیحدہ علیحدہ
عنایت فرمایا جنہون نے جو امتحان کیا تھا وہی پایا کرامت ۵۸ اس
چوتھی روایت کا بھی راوی ممدوح سے اعلان ہے حضرت شاہ مینا صاحب
قدس سرہ کی زیارت کا بیان ہے کہ حضرت والد ماجد فرماتے تھے کہ ایک ہندو
اوسی پورے ٹولہ کا رہنے والا مجھسے کہتا تھا کہ ایک مرتبہ حضرت میرے مکان
پر فروکش تھے ایک شب کو جب وقت تہجد کا آیا مینے پانی لیکر آپ کو وضو کرایا
اوس وقت کچھ ذکر حضرت شاہ مینا صاحب کا بھی آیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا
شاہ صاحب کی زیارت کو تمہارا جی چاہتا ہے مینے کہا نہایت تمنا ہے فرمایا کہ

اسی وقت جاؤ اپنی مزار کے سرہانے بیٹھے ہیں زیارت کر آؤ میں نے عرض کیا کہ پہاٹک تمہارا راہ
مزار کی اس وقت سب بند ہونگی فرمایا تمہیں اس بات سے کیا کام ہے جاؤ زیارت
کر آؤ میں اوسی وقت گیا فی الحقیقت سب پہاٹک کہلے پایے اور جیسے طور سے آپنے فرمایا تہا
حضرت شاہ مینا صاحب اوسی طرح اپنے مزار کے سرہانے بیٹھے نظر آئے میں نے اوس وقت
حضرت شاہ صاحب کی زیارت سے بڑا حظ اوٹھایا اور خوشی خوشی اپنے گھر واپس آیا
کرامت ۵۹ بالاتفاق یہ روایت ہے شب قدر و کہانے کی حکایت ہے ایک روز
آپنے یہ کلمہ باعلان فرمایا کہ جس قدر سنن پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفی علیہ التحیۃ والثنا
کی مجھے معلوم ہوئی میں بجا لایا اور جناب کبریا میں یہ بہی عرض کیا کہ مجھے عمر بہی موافق
عمر حضرت کے دیجیو یہ بہی سنت عنایت کیجیو چنانچہ دعا میری قبول ہوئی آپکے
اتباع سنت کا یہ حال تہا کہ سرامد علماء دین متین مولانا محمد معین ایک روز ارشاد
کرتے تہے کہ ہم ایک مرتبہ کسی میں حضرت کے پاس تہے دو تین روز برابر یہ دیکہتے تہے
دیکہا کہ حضرت بعد نماز عصر کے پہلے اپنے بہائی کے گہر جاتے ہیں پہر اپنی بہن کے یہاں
آتے ہیں ہمنے اپنے دل میں کہا کہ حضرت یہ کیا کرتے ہیں ہم سب لوگ آپکے اشتیاق
میں بیٹہے رہتے ہیں اور آپ بے وقت اوٹہکر چلے جاتے ہیں اور یہ بہی دیکہا کہ آپ
دوہری ٹوپی سے نماز پڑہتے تہے عمامہ سر پر کمتر رکہتے تہے پہر ایک روز ہمنے ایک کتاب
معتبر اور صحیح خبر میں دیکہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تہا کہ آپ
بعد نماز عصر کے اپنے عزا و اقربا کے گہر جاتے جو کام اونکا مثل خرید و فروخت کے
ہوتا اوسکو کر آتے اور یہ بہی دیکہا جیسے سر پر دوہری ٹوپی ہوتی تہی اوسی عمامہ کی
ضرورت نہیں رہتی ہے تب ہمنے معلوم کیا کہ اسے بجا آوری سنت کے واسطے حضرت

بھی اپنے عزیز و اقارب کے یہان جاتی تہی اور یہی باعث تہا کہ عمامہ کے بدلے دوہرے
ٹوپی سے نماز پڑہتی تہین غرض کہ جب آپ کے والدۂ ماجدہ نے سنا کہ میرے فرزند ارجمند نے
عمر بہت کم پائی تو اسکا رنج و غم نہایت اوٹھایا اسی حزن و ملال مین ایک روز یہ خیال
آیا کہ جو کوئی تجلی شب قدر کی دیکھتا ہے اوس وقت جو مانگتا ہے وہی پاتا ہے اگر مجھے
کیفیت شب قدر نظر آے تو یقین ہے کہ اوس وقت کی دعا میرے فرزند کی عمر بڑہا دے
اور یہ بھی خوب جانتی تہین کہ میرا فرزند دلبند صاحب کرامات اور مستجیب الدعوات
بھی ہے یہی خیال کرکے ایک روز فرمایا کہ اے بیٹا مجھے تجلی شب قدر کی زیارت کرا دو نہایت
تمنا ہے جلدی دکھا دو آپ نے سنکر کچھ جواب نہ دیا جب والدہ ماجدہ نے بہت مبالغہ کیا
تب فرمایا کہ آج شب کو باوضو سوئیے گا اگر خدا نے چاہا تو شب قدر کی زیارت
پائیگا پہر شب کو جب سوئین تو زیارت شب قدر سے مشرف ہوئین مگر مقدمہ تعداد
عمر کا حرف زبان پر نہ آیا حالت اضطرار اور عجلت مین فقط اسی قدر فرمایا کہ میرے
فرزند ارجمند کی عمر بڑہی ہو اب دیکھیے کہ حضرت کا معمول تہا کہ ہر روز صبح کو جب
نماز اور وظائف سے فراغت پاتے تو سلام کرنے والدہ صاحبہ کے خدمت مین
آتے اوس روز جب آپ اپنے قدم گہر مین لاے مسکراتے ہوے والدہ شریفہ کے
سامنے آے فرمایا کہ آپ نے شب قدر دیکھی اگر ہزار برس کی عمر کے واسطے دعا کرتین
تو قبول ہوتی لیکن جب مینے آپکے قدر دیکہنے کے واسطے دعا کی تہی تو یہ بھی
عرض کر دیا تہا کہ حرف تعداد زبان پر نہ آے جسمین عمر میری بہت زیادہ نہ
بڑہ جاے خدا نے میری دعا بھی قبول فرمائی اور آپ کی امید بھی بر آئی پہر آپنے
نو اسی برس چھ مہینے کی عمر پائی کرامت ۱۲ قبلۃ المحققین کعبۃ المدققین جناب

بھائی امام المتقین صاحب فرماتے ہین کہ منشی مہنڈو لال ہمارے حضرت کے مرید ایک شخص
کہتے تھے کہ ہمنے اپنے حضرت کی بہت کمالات اور خوارق عادات دیکھی ہین ازانجملہ
ایک یہ ہے کہ مین ایک بیبی بازاری پر عاشق زار تھا اوسکے حسن دلفریبکے دام مین
گرفتار تھا حسب اتفاق نواب جعفر علی خان پسر نواب سعادت علی خان نے اوسے
اپنے گھر مین ڈال کر نکاح کر لیا پھر باہر نکلنے نہ دیا مین یہ خبر سنکر اوسکے اندوہ
فراق مین بیقرار رہتا ہر دم آہ و زاری سے ہمکنار تھا جان میری زندگی سے عاری
تھی عجیب حالت دل پر طاری تھی کھانے کے عوض لخت دل کھاتا تھا پانی کی جگہ
خون جگر پیتا تھا صبر و تحمل کا نام نہ تھا شرم و حیا سے کام نہ تھا اسی حالت بیقراری
و گریہ و زاری مین مینے سنا کہ حضرت آئے ہین کسی ضرورت کو شہر مین تشریف
لائے ہین مین فوراً حاضر ہوا اور ضبط نکر سکا عرض کیا کہ یا حضرت اب تو
یہ احوال ہے صبر کرنا محال ہے آپنے فرمایا کہ اچھا اپنے گھر جاؤ مگر خبردار نگاہ بدسے
ندیکھنا اور کچھ خیال فاسد اپنے دل مین نہ لانا جب آپنے یہ ارشاد فرمایا مینے اپنے
گھر کی جانب قدم بڑھایا لیکن اپنے دل مین یہ خیال کرتا تھا کہ وہ تو نواب کے
گھر مین ہے کیونکر آئیگی حضرت کی توجہ کیا رنگ کہاویگی اسی خیال مین جب
اپنے مکان پر آیا فوراً آدمی اوس طوائف کا یہ پیغام لایا چلو تمکو بی بی نے بلایا ہے
بہت جلد طلب فرمایا ہے مینے پوچھا کہان آئین ہین کہا گھر مین تشریف لائین ہین
مین یہ خبر سنکر باغ باغ ہو گیا خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا مژدہ وصل سے غنچہ دل
مثل گل کھلا جاتا تھا جب اس خوشی اور فرحت سے اوسکے پاس جانے کی نوبت آئی
تب اپنے دل مین کچھ محبت اوسکی نہ پائی پھر تھوڑی دیر کے بعد چلا آیا خدا نے حضرت کے

تصرف سے کیسا مجھے بچایا کرامت ۹۱ جناب بھلے چچا صاحب قبلہ دو جہانی و
کعبہ ہادو دانی مولوی حضرت شاہ محمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ ہم ہنگام
جوانی مین ملازم بزمرہ سواران سلطانی تھے ایک روز مولوی جمیل الدین صاحب
ہمارا گھوڑا مانگ کر اپنے چیلہ کی برات مین موہان کو لے گئے جب وہ گھوڑا وہان سے
پھر کر آیا تو تھوڑے دن کے پاؤن مین لنگ پایا ہر چند دوا علاج کیا مگر لنگ نہ گیا جب ہم
تنخواہ لینے کچہری سلطانی مین جاتے شاہی اہلکار تکرار کرتے تھے ایک روز حضرت صاحب نے
ہمسے فرمایا کہ جب تنخواہ لایا کرو اوسمین سے دو روپیہ ہمکو دیا کرو پھر جب تم تنخواہ
لینے جایا کروگے تو اوس وقت تمہارا گھوڑا لنگ نہ کریگا کوئی کچھ نہ کہیگا ہمنے کہا
بہت اچھا اوس روز سے یہ معمول تھا کہ جب مین تنخواہ لینے کچہری مین جاتا اہلکار لوگ
تکرار سے گھوڑا دوڑاتے تھے مگر خدا کی عنایت سے نام کو بھی لنگ نہ پاتے تھے
جب مین تنخواہ لیکر کچہری سے باہر آتا تھا پھر گھوڑا بدستور لنگڑا ہوجاتا تھا اوس روز
سے جب ہم تنخواہ پاتے تھے سب روپیہ لاکر آپ کے سامنے رکھ دیتے تھے آپ اوسمین سے
دو روپے لیتے تھے باقی واپس کردیتے تھے جب تک اوس گھوڑے نے زندگی پائی
حضرت کے تصرف کی یہی کیفیت دیکھنے مین آئی کرامت ۹۲ حضرت کے صاحبزادے
قبلہ دکعبہ برحق حضرت مولوی عبدالحق صاحب فرماتے ہین کہ ایک روز حضرت صاحب
عشا کی نماز پڑھکر اپنے حجرے کے اندر جاچکے تھے کہ مولوی عبدالسلام آپکے مرید
گروہ بھی کرسی شریف کے رہنے والے تھے اوسی وقت لکھنؤ سے آئے تھے حضرت نے
حجرے کے اندر سے آواز بلند پکار کر فرمایا کہ میان عبدالسلام اب تم آپ بڑی
بڑی دور پہنچنے لگے اگر ہمسے کہتے تو کیا ہم دعا نہ کرتے مولوی صاحب نے عرض

کیا کہ حضرت پر سب روشن اور ہویدا ہے آپ سے کچھ نہیں پوشیدہ ہے میں بہرحال خطاوار
ہوں آپ کا خادم اور فرمان بردار ہوں صاحبزادے ممدوح فرماتے ہیں کہ ہماری
خیال میں یہ کچھ نہ آیا کہ حضرت صاحب نے ارشاد کیا اور مولوی صاحب نے کیا جواب
دیا جب یہ راز و نیاز ہو چکے مولوی صاحب مجھ سے اپنے گھر چلے تب میں نے پوچھا کہ یہ
کیا بات ہے کہا بھائی صاحب حضرت کی عجب کشف و کرامات ہے آپ سے کسی امر کا چھپنا
محال ہے اگر کوئی چھپا دے کیا مجال ہے آج میں لکھنؤ سے آتا تھا اثنا راہ میں میں نے اپنی
ایک غرض کے واسطے حضرت پیران پیر کی طرف رجوع کر کے کہا کہ یا حضرت آپ
میرے مطلب کے واسطے خدا سے دعا کیجیے اگر میرا مطلب ہو جاوے گا تو سوا روپیہ کی
شیرینی لاؤں گا اور آپ کی فاتحہ دلاؤں گا تو اس وقت مجھ سے حضرت وہی
فرمانے لگے کہ اب تو تم بڑی بڑی دور پہونچنے لگے اگر ہم سے کہتے تو کیا ہم دعا نہ کرتے
کرامت ۴۶ حضرت کے منجھلے صاحبزادے قبلہ و جہانی و کعبہ باوجدانی حضرت
شاہ مولوی محمد نورانی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہماری حضرت کے حقیقی بھتیجے حضرت
شیخ عبد الغنی صاحب کی برات مقام بارہ بنکی کو گئی تھی آپ بھی اوس برات
میں گئے تھے جب وہاں سے مراجعت کی تو تھوڑی دیر اثنائے راہ میں آرام و راحت
کی ایک مرتبہ آپ نے دفعتاً اپنے کہاروں سے فرمایا کہ ہمارا میانہ اوٹھاؤ اور
ہمیں جلدی ہمارے مکان پہ پہونچاؤ اور ہم لوگوں سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ
ہم تو جاتے ہیں اب تم جاؤ اور تمہارا کام جانے یہ فرما کر آپ روانہ ہوے
بہت جلد داخل خانہ فیض کاشانہ ہوے ہم سبھوں نے کہا کہ یہ کیا حضرت نے
فرمایا ہماری خیال میں کچھ نہیں آیا پھر جب ہم وہاں سے اوٹھے اور تھوڑی دور

پہونچی کہ ایک مرتبہ بڑی زور وشور سی پانی اوٹھا اور برسنا شروع ہوا نہایت تکلیف
اور مصیبت اوٹھاتی مکان پر پہونچے تب سمجھی کہ یہی مضمون تہا جو حضرت نے فرمایا تہا۔
کرامت ۶۴ ہماری حضرت کے خویش شیخ نور محمد سلمہ اللہ الاحد قصبہ سنترک کے
قاضی زادی امیٹھی کے مخدوم صاحب کے نواسی انکی خاندان مین کئی پشتون سی
یہ دستور چلا آتا تہا کہ جب کوئی شخص خواہ مرد ہو یا عورت پچاس برس کی عمر
سی تجاوز کرتا تو بہت جلد نابینا ہو جاتا ایک روز شیخ صاحب ممدوح نے عرض کیا
یا حضرت ہماری خاندان مین کئی پشتون سی یہ کیفیت ہی مجھی اپنی واسطے نہایت
دہشت ہی کہ کہین میرا بھی نہ یہی حال ہو جیسی جینا میرا وبال ہو آپ نے فرمایا
کہ تم خاطر جمع رکھو جبتک زندہ رہوگے تمہاری آنکھون کی بینائی مین فرق
نہ آویگا جو یہ فقیر کہتا ہے انجام اسکا خدا دکھاویگا پہر جیسا حضرت نے فرمایا
تہا ویساہی خدا نے دکھایا شیخ صاحب ممدوح انشی برس کی عمر کو پہونچی اور
ابہی زندہ موجود ہین کیسا فضل معبود ہی دیکھنی والون کی عقل حیران ہے
کہ بڑہاپی سی کمر مثال کمان ہی مگر ہنوز بینائی کا یہ حال ہی کہ گویا برس چودہ
یا پندرہ کا سن وسال ہے اونکو نزدیک سوئی مین تاگا پیرونا کیا بات ہے یہ
صرف حضرت کا تصرف اور کرامات ہی کرامت ۶۵ میر ابو الفیض بدوانی
جو ہماری حضرت کے مرید تہی اونکی صاحبزادی جناب بہائی امام المتقین صاحب نے
مقام بانس بریلی مین نقل کرتے تہی کہ ہماری والد ماجد دہلی شریف کی انگریزی کچہری
مین عہدہ جلیل القدر پر مقرر تہی حسب اتفاق اونکا حاکم بالادست کسی مقدمہ
عدالت مین اون سی بہت عداوت ہو گیا اور اوسی منظور ہوا کہ حکام کے حضور

انکا وجود ایسا ثابت ہو جاتی کہ جس سے یہ شخص پہانسی پاتی یا بقید شدید دریا کو
کو جاتی یہ بیچارہ بہت گھبرائی بدحواس دوڑے ہوئے حضرت کے حضور میں حاضر
ہوئی اب میر صاحب کہتی ہیں جس وقت میں آپکے مکان پر آیا تو آپکو تنہا
دروازے پر پایا میں موقع پاکر فوراً اپنا حال عرض کیا آپنے سنکر یہ جواب
دیا کہ تم اپنے مکان کو جاؤ کچھ نہوگا خدا تعالیٰ تمکو اپنی قدرت سے بچاوے گا ظالمون
کے پنجے سے چہوڑاوے گا اوس وقت میرے دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت نے
نہ تو آپ کچھ دعا کی اور نہ مجھی کچھ پڑہنی کو بتایا اسی سوچ میں آپکے پیچھے پیچھے
چلا جس وقت آپنے دہلیز کے اندر قدم رکھا منہ پہیر کے میری طرف دیکھا اور فرمایا
کہ فقیر کی یہ عادت نہیں کہ بدون حکم پائے کوئی کلمہ اپنی زبان پر لاوے جس قدر
حکم خدا پاتا ہون اوسی قدر اپنی زبان پر لاتا ہون جب آپنے یہ فرمایا میں
مطمئن خاطر ہوکر اپنے مکان پر آیا اب سنیے کہ اوس انگریز نے بسبب عداوت
کے مقدمہ مذکور کو نہایت دار و گیر صدر الہ آباد کو حکام کے حضور بھیجا جب
وہان سے میری طلبی ہوئی میں روانہ ہوا پیچھے پیچھے وہ انگریز بہی پہونچا اور خود
مدعی ہوگیا پھر جب روز پیشی کا مقرر کیا گیا اور مجھے حکم حاضری کا دیا گیا
اور وہ انگریز ظالم اور صدر کے بڑے بڑے حاکم اپنی اجلاس پر بیٹھی اور
ہم بہی جاکر کچہری کے باہر پہونچے ہنوز نوبت روبکاری کی نہ آئی تہی کہ
ایک مرتبہ دفعتاً آسمان کڑکا اور بجلی گری سب حاکم جلکر خاک سیاہ ہوگئے
ہمکو خدا نے حضرت صاحب کے تصرف سے ظالمون کے پنجہ سے چہوڑایا بخیر
خوبی ہمیں ہمارے گھر پہونچایا کرامت ۶۶ راوی مذکور سے یہ دوسری

کرامت

روایت ہی حضرت کے کشف وکرامت کی یہ بہی حکایت ہی کہ جب بریلی اور
بداؤن مین نواب آصف الدولہ کا ظلم حد سی زیادہ گزرا تو آٹہہ سات آدمی
معزز و مکرم وہان کی کہ اکثر اونمین مرید بہی حضرت کے تہی آپکے پاس حاضر
ہوی اور عرض کیا کہ یا حضرت اب تو نواب کے ظلم نے نہایت ستایا ہی
اس عملداری سی ہمارا جی بہت گہبرایا ہی آپ ہماری واسطی دعا فرمایئے
اور اس رنج وغم سی چہوڑایئے آپنے فرمایا کہ تم لوگ اب گہبراؤ خوشی سی
اپنی اپنی گہرون کو جاؤ عنقریب انکی عملداری وہان سی جاتی ہی اور وہ
قوم آتی ہی کہ جنکی لوگ پوشاکین تنگ پہنتی ہین اور اپنی گہوڑون کی دمین
کاٹتی ہین اور بیچ کی ڈاڑہیان مونڈاتے ہین پہر سب لوگ بموجب ارشاد
کے رخصت ہوی اور اپنی مکانون پر پہونچی تہوڑی روز نہ گزرے تہے
کہ خدا نے سبکو رنج ومصیبت سی چہوڑایا یہ ملک نواب سے منتقل ہوکر انگریزان
کے قبضہ مین آیا کرامت حکیم محمد حسن صاحب کرسولی والمہو نوی غفر اللہ
ذنوبہ شاہ عبد الرحمان صاحب کے مرید تہی لیکن ہماری حضرت سے نہایت
عقیدت اور ارادت رکہتی تہی اور اپنے مرشد سی زیادہ سمجہتی تہی نقل
کرتے ہین کہ ایک مرتبہ مین حضرت صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا آپ
مسجد مین تشریف رکہتی تہی مین مودب ہوکر آپ کے سامنی بیٹہہ گیا آپنے
میری صورت دیکہتی ہی فرمایا کہ جاؤ غسل کر آؤ مین عجب حیرت مین
آیا کہ حضرت نے یہ کیا فرمایا کس واسطی کہ میری وہم وگمان مین بہی نہ تہا
کہ مجہی نہانی کی حاجت ہے یا کسی طرح کی بدن پر نجاست ہی لیکن ماری

غیرت کے میرا برا حال ہوا اوسکی شرح حضرت سے پوچھنا محال ہوا چپکے اوٹھا
اور اپنے مکان پر چلا آیا مگر اپنے دل میں یہی خیال کرتا تھا کہ حضرت صاحب کا
فرمانا بیکار نہیں خالی از اسرار نہیں اسی خیال میں ایک مرتبہ وہ لنگی جسے
باندہ کر شب کو سوتا تھا جو اوٹھا تو سراسر نجاست سے آلودہ پایا اوس وقت
مجھکو بہی شرم و حیا آئی کہ حضرت نے مجھے حاجت احتلام میں پایا تھا تب
یہ کلام فرمایا تھا کرامت ۹۸ مولوی نوازش علی صاحب مدظلہ
فرماتے ہیں کہ ہمارے حضرت کے یہاں فاتحہ اور نیاز کیا اکثر بڑی
کر و فر سے ہوا کرتی تھی بہت سے لوگ جمع ہو کر پڑہا کرتے تھے اور یہ معمول
تھا کہ جس دن کوئی نیاز ہوتی جب اوس سے فراغت ملتی تب کہانے کی
نوبت آتی ایک دن ایک نیاز ہو رہی تھی آٹھ سیر گیہوں پر لوگ پڑہتے تھے
اور آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے میں آپکے پاس حاضر تھا کسی وجہ سے
اوس نیاز میں شریک ہونے سے قاصر تھا ایک مرتبہ آپ مسجد سے اوٹھے
اور جہاں نیاز ہو رہی تھی وہاں تشریف لائے میں بھی آپکے ساتھ آیا
بہت سے گیہوں دیکھکر گھبرایا اور میرے دل میں یہ خیال آیا کہ دیکھا چاہیے
آج کس وقت اسکا اہتمام ہوتا ہے کب طعام ملتا ہے ہم بہوکون کی مارے
مرتے ہیں پڑہنے والے نہایت سستی سے پڑہتے ہیں پہر آپ اوس جلسہ کے
گرد دو مرتبہ گہومے خدا کی قدرت سے ایک آنًا فانًا میں وہ سب گیہوں
ختم ہو گئے پڑہنے والوں نے فرصت پائی بہت جلد ہی کہانے کی نوبت
آئی تب آپنے میری طرف دیکھکر فرمایا کیوں صاحب سبھی بہت جلد

کہانا پایا مینے عرض کی یا حضرت جب میرے دل مین یہ وسوسہ آیا تب تو
آپکے تصرف سے بہت جلد کہانا پایا آپ سنکر ہنسے اور دیکہنے والے حیرت
مین آئے کرامت ۶۹ مفتی غلام حضرت صاحب گورکہپوری کی ایک فرزند
ارجمند کہ دو برس کا سن تہا بیمار ہوئے بی بی صاحبہ نے اپنے فرزند دلبند کے
پاؤن کے کڑے اوتارکر ایک آدمی کو دیئے اور کہا کہ یہ کڑے میری طرف
سے آپکے نذر کرنا اور لڑکے کی علالت کا حال عرض کرنا وہ آدمی جس وقت
کڑے لیکر آپکے حضور مین آیا آپنے صورت دیکہتے ہی فرمایا کہ جسکے
کڑے تو لایا ہے وہ نہین ہے ہم نہ لین گے جب وہ آدمی واپس گیا تو
معلوم ہوا کہ حضرت کے پاس پہونچنے کی نوبت نہ آئی تہی کہ صاحبزادے نے
انتقال کیا کرامت ۷۰ بالاتفاق یہ روایت ہے راز نہفتہ کی حکایت
ہے کہ آپکے صاحبزادے والا تبار کرامت شعار مقبول بارگاہ ربانی حضرت
مولانا شاہ محمد حمد الٰہی رحمۃ اللہ علیہ جب بہت صغر سن تہے ایک روز حضرت
مسجد مین کلام مجید کی تلاوت کرتے تہے اونہون نے مسجد کے اندر جاکر پیشاب
کر دیا فوراً آسمان سرخ ہو گیا اور عجیب شور وغوغا پیدا ہوا آپ جلدی
اوٹہے اور صاحبزادے موصوف کو اپنی گود مین اوٹہا لیا اور مسجد کے
صحن مین لیکر کہڑے ہوے اور کچہہ پڑہنے لگے دو تین گہڑی کامل یہی
کیفیت اور حالت رہی جب وہ سرخی آسمان کی بالکل زائل ہوئی تب
آپنے اونکو اپنی گود سے علحدہ کیا اور فرمایا کہ اگر مجہہ مین اس قدر قوت
اور طاقت نہوتی تو خدا جانے آج کیا آفت آتی مگر اس سے زیادہ نہ کوئی

صرف آپنے فرمایا اور نہ کچھ کسیکے خیال مین آیا کہ یہ کیا معاملہ تہا کیسا سانحہ تہا کرامت ا‍ے حضرت کے صاحبزادے قبلہ وجہانی کعبہ روحانی حضرت مولوی شاہ محمد نورانی صاحب فرماتے ہین کہ ایک بار ہمارے حضرت میانے پر سوار لکہنؤ سے آتے تہے ہم اور ہمارے چہوٹے بہائی مولوی محمد حضر الہی اپنی اپنی گہوڑون پر آپکے رکاب فیض انتساب کے ہمراہ جاتے تہے جب مقام بیگم مؤ مین جو کرسی شریف سے تین کوس ہے پہونچے ایک سانپ نہایت کالا آتش زہر کا پرکالا اپنا سر زمین سے دو بالشت اوٹہاکر میانے کے سامنے آکر کہڑا ہوا کہارون نے خوف سے میانہ روک لیا جب آپنے اپنا سر باہر نکالا میانے سے تب سانپ کو دیکہکر فرمایا او موذی دور ہو سامنے سے جیسے آپکے زبان سے یہ کلمہ نکلا سر زمین پر ڈالکر جنگل کی طرف بہاگا وہ کالا کرامت ۲ے نواب سعادت علیخان کے زمانہ مین ایک شخص رامی رتن چند نام ملک اودہ کے تمام اخبار کا داروغہ تہا اوسکے بیٹی پر ایک جن سوار تہا نہایت عاشق زار تہا جو عامل اوسکے اوتارنے کے واسطے جاتا تہا اوس جن کے ہاتہ سے زندہ پہر کر نہ آتا تہا جب کئی عامل اوس جن نے مارے تب بہت حیران اور پریشان ہوے رامی رتن چند بیچارے آخر کو جب عاملون کے عمل و عملیات تمام ہو چکے اور دعا و تعویذات سے مایوس ہوکر گہبرا گئے تب تمام قلمرو کے اخبار نویسون کو لکہا کہ جس شہر یا قصبہ یا دیہات مین کوئی ولی کامل یا درویش اہل دل ہو تو ہمکو فوراً اطلاع دینا بہت جلد اوسکا سراغ

لگاتا چنانچہ کرسی کے اخبار نویس نے ہمارے حضرت کے حالات اور کشف کمالات
سے اطلاع دی اور لکھ بھیجا کہ اگر ذری بھی توجہ حضرت کی ہو جاوے پھر
کیا مجال کہ کوئی بیماری اور آسیب رہ جاوے جب راجی رتن چند نے
آپکا تمام سنا بہت خوش ہوا اور کہا کہ اب ہمارا کام بنا پھر چار پانچ آدمی
معزز باوقار ایک میانہ اور کہار آپ کی خدمت میں روانہ کیا اور کہا
کہ میری طرف سے قدمبوسی کے بعد عرض کیجیو کہ اگر حضور ازراہ خداوندی
میرے گھر میں قدم رنجہ فرمائیں تو ہم اس بلا سے نجات پائیں عرض کہ جس وقت
وہ لوگ آپ کے حضور میں آئے کہار اور میانہ بھی ہمراہ لائے اور سب کیفیت
عرض کی آپ نے اپنے خادم گنگا پرشاد سے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی فقیر کے یہاں
آوے مناسب ہے کہ نامراد نہ جاوے تم جاؤ اور اوس آسیب کو دفع کر آؤ بموجب
ارشاد فیض بنیاد میاں گنگا پرشاد اوسی وقت لکھنؤ کو روانہ ہوئے
لیکن یہ بہت کم رو بد صورت نہایت پست قامت تھوڑی ڈاڑھی مونچھیں
منڈائے عجب حیثیت بنائے داروغہ کے مکان پہ پہنچے جس وقت داروغہ نے
انکی صورت دیکھی کہا صاحب آپ اپنے گھر تشریف لے جائیں مفت آپکی
جان جاوے گی ناحق بدنامی ہمارے ہاتہ آئیگی گنگا پرشاد نے کہا آپ
میری حیثیت پر نہ جائیے اگرچہ میری صورت بھیڑ کی ہے پر میں بچہ شیر کا
ہوں بلا تکلف مجھے اوسکا سامنا کرائیے آپ ہرگز کچھ خوف نہ کیجئے
کہا بہتر ہے چلیے جس وقت یہ اوسکے سامنے پہنچے وہ جن انکی صورت
دیکھتے ہی ایسا بھاگا کہ پیچھا پھر کر نہ دیکھا لڑکی اوٹھکر اندر چلی گئی ا

ہوش و حواس مین آئے پوشاک مانگ کر پہنی بخوبی صحت پائی فی الحقیقت
جسکا مخدوم ایسا زبردست سیف زبان ہو پھر اوس خادم کی کیونکر نہ
ہیبت اور شان ہو **کرامت ۷۳** احمد خان صاحب نقل کرتے ہین
کہ مولوی منعم بخش صاحب ہمارے حضرت کے خلیفہ فرماتے ہین کہ ایک روز ایک
شخص ہمارے حضرت کے حضور مین آئے اور امتحاناً بے فصل گلاب کے پھول کی
فرمایش لائے آپ نے نہایت ملال سے اپنے مرید غلام حسین سے ارشاد کیا کہ اس
شخص کا ایمان لاؤ اور لاکر اسے سونگھاؤ حکم کی دیر تھی غلام حسین نے فوراً
تر و تازہ گلاب کے پھول لاکر پیش کئے آپ نے لیکر اون صاحب کے سامنے رکھدئے
تب انہون نے نہایت ندامت سے عرض کیا کہ میری خطا معاف کیجیے
اور مجھے اپنی غلامی مین لیجیے مگر آپ نے اونکی بدقسمتی سے مرید نہین کیا —
کرامت ۷۴ یہ حکایت بالاتفاق مشہور ہے اکثرون کی زبان سے سنا
مذکور ہے کہ مکان مقام چھپی پور مین نظام علیخان کے گھر مین ایک بدروح
رہتا تھا انواع طرح کی ایذا اور تکلیفات دیتا تھا خصوصاً اونکی صاحبزادی
کو زیادہ ستاتا تھا ہر چند تدبیر کرتے تھے باز نہ آتا تھا جب اوس لڑکی
کی شادی ہوئی مدت تک یہ حال رہا کہ اوس آسیب کے خلل سے حمل نہ ٹھہرتا
تھا کوئی بیٹا بیٹی نہوتا تھا آخر خانصاحب گھبرائے اوس لڑکی کو لیکر
حضرت کے حضور مین آئے آپ نے اوس بدروح کو بلایا وہ حاضر ہو کر
آپ کے سامنے آیا آپ نے فرمایا خبردار آج سے اسکے پاس نہ آنا اور کبھی
کسی کو نہ ستانا اوس نے عرض کیا یا حضرت ستاؤنگا نہین مجھے لیجیے مگر اوس

مکان مین مجھے رہنے دیجیے اگر مین آج سے کبھی کسی کو ستاؤن تو اپنی خطا کی
خوب سزا پاؤن آپنے فرمایا کہ اچھا اوسی مکان مین رہنے کی اجازت
ہے مگر ستانے کی قطعی ممانعت ہے جب آپنے اوس سے یہ عہد فرمایا تب خانصاحب
حضرت سے رخصت ہوکر اپنے گھر آئے پھر اوس روز سے اوس بیرم رہ کسی
نے کبھی کو نہ ستایا کبھی خواب مین بھی نظر نہ آیا پھر جب خدا کی عنایت شامل
حال ہوئی وہ لڑکی بار حمل سے خوش حال ہوئی جب خدا نے یہ دن دکھائے
اور ستواسے کے ایام قریب آئے خانصاحب بہت خوش ہوئے اور بانٹنے کو
لڈو اور بہت کچھ تقسیم کے واسطے بنوائے اور بہت کچھ سامان خوشی کے طیار
کرائے عین خوشی مین آفت کا آنا دیکھیے رنج و غم کا افسانہ سنیے
کہ ایک روز کسی شخص نے خانصاحب سے تذکرہ کیا کہ وہ آسیب حضرت
شاہ صاحب نجات اللہ کی توجہ سے خوب دفع ہوا اونکے منہ سے بے ساختہ نکلا
کہ شاہ نجات اللہ صاحب کیا دفع کرتے تھے جب دہرا دہر بہت کچھ تدبیر کرائی
تب وس بلا سے نجات پائی ہے وہ بیرم رہ کہیں اوس مکان مین تو موجود
ہی تھا یہ کلمہ سنکر آگ بگولا ہوگیا اور فورا آ اونکے سامنے آکر کہا دیکھو
تو اسے ناشکری اور احسان فراموشی کا مزہ کیا چکھاتا ہون یہ کہکر
دونون آنکھین لڑکی کی نکال کر دیوار پر مارین پھر اوسکے شکم مین ہاتھ
ڈال کر حمل کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے شکم سے نکال کر پھینک دیا دو چار گھڑی
مین وہ لڑکی تڑپ تڑپ کر مرگئی اوسکی قسمت مین یہی لکھا تھا اگر
اونکا باپ یہ کلمہ نہ کہتا تو کیون اوس خوشی مین یہ برا دن دیکھنا سننا لگے

خان مذکور نے کسی برہمن کو اپنی گھر مین زمین کھودکر زندہ دفن کردیا تھا
وہی برہم راکس تھا جو برہمن مرکر آسیب ہوجاتی ہین وہ برہم راکس
کہلاتے ہین کرامت ۷۵ میان رمضانی آپکے مرید قوم کے جولاہ
قصبہ فتح پور کے رہنے والے اپنی بیٹی سے نقل کرتے تھے کہ ایک مرتبہ بقرعید
کے روز اپنے حضرت صاحب کی زیارت کے واسطے چلے چند لوگ اور بھی ہمارے
ساتھ ہولیے اونمین سے ایک شخص نے اپنے دل مین امتحانا یہ گمان کیا کہ
آج بقرعید کا روز ہے ہر شخص قربانی کرتا ہے اور وہی گوشت پکاتا ہے
اگر حضرت صاحب آج ہمکو مرغ کا گوشت کھلائین تو سبحان اللہ کیا
کہنا ہم بڑا لطف پائین اور اس امتحان کو اپنے دل ہی مین رہنے دیا
ہم لوگون مین کسی پر ظاہر نہ کیا آخر کار ہم سب لوگ آپکے حضور مین
پہونچے اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے پھر جب وقت کھانیکا
آیا آپ نے حسب دستور طلب فرمایا اور اپنے ہاتھ سے ہر شخص کے سامنے
پہلے قربانی کا گوشت رکھنا شروع کیا اور صاحب امتحان کو نہ دیا کوئی
شخص بولے کہ گوشت کا پیالہ ابھی انکے سامنے نہین آیا تب آپنے یہ
فرمایا کہ بھائی یہ قربانی کا گوشت نہین کھاتے ہین مرغ کا گوشت
کھاتے ہین یہ فرماکر آپنے مرغ کا گوشت منگایا اور اونکو کھلایا اون
بیچارے نے بڑی ندامت اوٹھائی اس حرکت سے نہایت ذلت پائی۔
کرامت ۷۶ قبلہ و کعبہ دوجہانی حضرت مولوی شاہ محمد نورانی
صاحب فرماتے ہین کہ تلسی پور کا راجہ ہمارے حضرت سے اعتقاد غایبانہ

رکہتا تہا ایک مرتبہ والد عالم کیا ہوا کہ نواب سعادت علیخان اوس سے بیزار
ہوی راجہ بیچارہ بڑی مخمسی اور اندیشی مین گرفتار ہوی یہان تک نوبت
آئی کہ نواب نے لکہنو سے اونکی طلبی فرمائی آخر کو یہ مجبور ہو کر افتان وخیزان
چلے جب مقام دریاباد مین پہونچے صاحبزادی موصوف فرماتی ہین کہ ہم اون
دنون دریاباد مین ایک چکلہ دار کی ہمراہ تہی راجہ یہ خبر پاکر ہماری پاس
آئے اور اپنا ہاتہ سامنے کیا اور کہا کہ آپ ہماری دستگیری کیجیے ہمنے تامل
کیا اوسنے نہ مانا آخر جب بہت اصرار کیا تب ہمنے ہاتہ پکڑلیا تب کہا
کہ آپ ہماری سے کیجیے ایک عریضہ حضرت کو لکہ دیجیے کہ اوسکے ذریعہ سے
حضرت کے پاس جاؤن اور آپ کی توجہ سے اس مخمصہ عظیم سے نجات
پاؤن مینے ایک عریضہ لکہدیا راجہ اوسے لیکر حضرت کے حضور مین آئے
آپ صورت دیکہتے ہی مسکرائے اور فرمایا کہ دستگیری آپ کرین
اور پاس ہمارے بہیجین جب راجہ نے آپکا یہ ارشاد سنا اوسکے دل مین اور
بہی اعتقاد جما پہر راجہ نے اپنا حال عرض کیا آپنے اوسی وقت
رخصت کیا اور فرمایا کہ جاؤ نواب کے عتاب سے کچہ خوف نہ کہاؤ جب
راجہ نواب کے سامنے پہونچے نواب انکی صورت دیکہتے ہی مسکرائے اور سرفرازی
کا خلعت دیا اور نہایت خندہ پیشانی سے رخصت کیا سبحان اللہ حضرت کے
تصرف سے کیا خوف انگیز بچایا جرم شدید کے معاوضہ مین خلعت
سرفرازی کا پایا کرامت سے مولوی قادربخش صاحب کسولی
بیان کرتے ہین کہ مولوی محمد کامل حضرت کے اس کرامت کی جہہ سے ناقل تہے

کہ میرا یہ حال تھا کہ جب کبھی کسی دریا کے کنارے جاتا تو پانی کو دیکھکر میرے
بدن میں رعشہ پڑتا میں اپنے ہوش و حواس میں نہ رہتا ایک مرتبہ حسب اتفاق
بضرورت مالایطاق اوترکو میرا جانا ہوا جب دریا کے کنارے پہونچا پانی کو
دیکھکر میرا ابتر احوال ہوا اوس پار جانا محال ہوا جو لوگ میرے ہمراہ تھے وہ
بہت گھبرائے مجھے زبردستی پانی کے کنارے لائے تب ناچار ہوکر مینے کہا کہ
میری آنکھوں میں ایک رومال باندہ کر کشتی پر چڑہا دو اس ترکیب سے
مجھے اوس پار پہونچا دو ہنوز رومال باندھنے کی نوبت نہ آئی تھی سامنے
سے کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت صاحب چلے آتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ ای
محمد کامل گھبراتے کیوں ہو چلو ہم تمہارے ساتھ کشتی پر چلتے ہیں دیکھو کیسے
آرام سے تمہیں پار اوتارتے ہیں جب حضرت صاحب تشریف لائے اور تسلی
فرمائی تو گویا میری جان میں جان آئی پھر میں آپ کے ہمراہ کشتی پر سوار
ہوا وہ خوف و خطر جاتا رہا جب تک میں کشتی پر رہا آپ بھی میرے
ساتھ رہے جب میں خشکی میں آیا پھر آپ کو نہ پایا سبحان اللہ پیر دستگیر
روشن ضمیر ایسے ہی مرشدوں کا نام ہے حاضر و غائب خبر لینا بڑے کاملوں
کا کام ہے **کرامت ۷۸** میاں نبی بخش صاحب وثیقہ کرسی خاص کے
چودھری نقل کرتے ہیں کہ دو شخص شہر لکھنؤ کے باشندے آپس میں نزاع
اور فساد کرتے حضرت کے حضور میں آئے اونمیں سے ایک شخص نے عرض
کیا کہ یا حضرت مینے اپنا کچھ مال اس شخص کے پاس امانت رکھوایا تھا
اب طلب کرتا ہوں نہیں دیتا ہے جب مدعی نے یہ اقرار کیا تب آپ نے

مدعی علیہ سے اظہار لیا اوسنے عرض کیا یا حضرت مین دیکہا ہون یہ مجہپر تہمت کرتا ہے آپ وس وقت وضو کرچکے تہے لوٹا مٹی کا سامنے رکہا تہا فرمایا کہ تم دونون صاحب علحدہ علحدہ اپنا ہاتہ اس لوٹے مین ڈالو جو سچا ہوگا اوسکا ہاتہ سلامت نکل آویگا جو جہوٹہا ہوگا وہ جل کر ندامت اوٹہاویگا جیسے ہی آپنے یہ فرمایا مدعی نے اپنا ہاتہ لوٹے مین ڈالا اور سلامت نکالا مدعی علیہ نے لوٹے کے اندر جسمین آگ اور گرمی کا نام نہو ہاتہ کا جلنا خلاف قیاس سمجہ کر فوراً اپنا ہاتہ اوسمین ڈال دیا ہاتہ کا ڈالنا تہا کہ سارے بدن مین آگ کا پڑنا تہا اب واویلا مچانے لگے مین جلا مین جلا کرنے لگے جب عذاب نار مین گرفتار ہوئے پہر تو بہت نادم اور شرمسار ہوے اور کہا یا حضرت اب مجہے نجات دیجیے مین خطاوار ہون امانت لیجیے سبحان اللہ آپکے تصرف سے جہوٹہے کو کیسی ندامت اوٹہائی اور سچے نے اپنی امانت پائی کرامت ۷۹ صاحبزادے والاتبار کرامت شعار بیان کرتے ہین کہ نواب سعادت علیخان کے وقت مین ایک مرتبہ حضرت لکہنؤ مین تشریف رکہتے تہے ہم اور دونون طالب علمی کرتے تہے ایک روز آپنے مجہے رات کو بلایا اور یہ فرمایا کہ ہم اس وقت کرسی چلتے ہین تم بہی ہمارے ساتہ چلو اور سو روپیے مجہے دیے کہ اسے اپنی کمر مین رکہ لو مینے عرض کیا کہ یا حضرت آپ پیادہ پا سوار ہین اپنی پاس رکہ لیجیے سرکار کا حکم ہے کہ جو اسقدر روپیہ لیکر باہر جاوے وہ روپیہ ضبط ہوکر سرکار مین آوے وجہ اسکی یہ تہی کہ نواب سعادت علیخان کا یہ حکم تہا کہ جو شخص پاپیادہ ہو

وہ پانچ روپیہ اور سوار پچیس روپیہ سے زیادہ لیکر شہر سے نکلنے نہ پاے اگر اس سے زیادہ لیجاے تو سرکار مین ضبط ہو جاے آپ نے فرمایا کہ تمھین اس سے کیا کام ہے تم لے چلو کچھ خوف نہ کرو میں جبر آ اپنی کمر مین وہ روپیے رکھ لیے آپ پاپیادہ سوار ہو کر آگے نکل گئے ہم تنہا پیچھے رہ گئے جب ناکہ پر پہونچے چوکیدار نے روکا اور کہا کہان جاتے ہو کیا تمہارے پاس ہے کہان لیے جاتے ہو ہمنے بلا تکلف کہدیا کہ ہمارے پاس سو روپیے ہین چوکیدار نے کہا تمنے کبھی سو روپیے دیکھے ہین ہمنے کہا ہم سچ کہتے ہین اوسنے کہا کہ اگر ہوتے تو کبھی نہ کہتے پھر کسی نے کچھ نہ پوچھا حضرت کے تصرف سے بخوبی خدا نے بچایا بخیر و خوبی گھر پہونچایا کرامت ۸۰ جناب والدہ صاحبہ معظمہ تحریر فرماتی ہین کہ سونا و جمعیت تحفہ اور زینت یہ چار بہنین حقیقی قوم طوائف مقام کہیولی کے رہنے والے تھین انکے یہان ایک برہم راکس آیا کرتا تھا اکثر اوقات ستایا کرتا تھا ایک روز اوس نے عجب تماشہ دکھایا سونا کی شکم مین حلول کر کے بڑی شدت کا درد اوٹھایا جب درد نے بہت ستایا اوسکا آدمی دوڑا ہوا حضرت کے حضور مین آیا آپنے اوس آدمی سے فرمایا کہ جاکر اوس سے کہدے کہ اگر صدق دل سے توبہ کرے خدا کے حکم سے درد جاتا رہیگا فوراً صحت پاے گی پھر کوئی بلا نہ ستاے گی جب اوس آدمی نے جاکر آپ کا ارشاد سنایا فریب شیطانی سے اوسے توبہ کرتا بہت دشوار نظر آیا جب حضرت کا فرمانا اوسنے نہ مانا تب درد نے اور زیادہ ستایا بیتاب ہو کر پھر آدمی آپکے حضور مین دوڑایا آپنے پھر وہی کلمہ ارشاد فرمایا

کہ اگر حرف توبہ زبان پر لاوی انشاء اللہ تعالی ابہی صحت پاوی پہر وہ آدمی
آیا اور وہی حکم سنایا اوسنے پہر بہی توبہ کا اقرار نہ کیا پہر تو درد نے یہان تک
ترقی پائی کہ نوبت ہلاکت کی نظر آئی جب تیسری بار آپکے حضور مین آدمی
آیا آپ نے بہت غصہ اور عتاب سے فرمایا کہ جاکر کہدی کہ اگر توبہ نکرے گی
تو نہین تڑپ تڑپ کر مریگی کوئی تدبیر کام نہ آویگی کسی طرح آرام نہ پاویگی
جب چوتہی مرتبہ یہ حکم آیا اور بدون توبہ چارہ نہ پایا پہر تو صدق دل سی
توبہ کی اور کلمہ پڑہا فوراً درد جاتا رہا اسی طرح سی تین بہنون کی کیفیت
ہوئی توبہ کی بعد سب کو صحت ہوئی پہر تینون بہنین آپ کی مرید ہوئین
دو نی اپنی شادی کی اور ایک نے اپنی تمام عمر حیرخہ زنی مین نباہ دی
چوتہی بہن کی شامت سی آسیب نے نہ ستایا اوسنے اپنی بدقسمتی سی توبہ کا
حصہ نہ پایا کرامت ۸۱ شیخ غلام جعفر صاحب قصبہ کرسی خاص کے رہنی والے
جو ہماری حضرت کے مرید تہی اونکی بیٹی شیخ غلام سرور صاحب بیان کرتے ہین
کہ ہماری اخ معظم برادر مکرم شیخ سالار بخش صاحب مرحوم ایک مرتبہ ایام
صغر سن مین نہایت بیمار ہوی سخت عارضہ مہلک مین گرفتار ہوی جہان تک
نوبت آئی کہ قریب بہ ہلاکت پہونچی تب دادی صاحبہ نے ہماری والد ماجد
سے فرمایا تم شرماتی ہو اسی حضرت کے پاس نہین لیجاتے ہو اب اپنی شرم و
حیا کو بالای طاق رکہو اور اسی لیجاکر حضرت کے قدمون پر ڈالو آخر کار
والد ماجد بہائی صاحب کو حالت نزع مین حضرت کے حضور مین لائی اور
عرض کیا یا حضرت اسکے واسطے دعا کیجیے کہ یہ اچہا ہو جاوی آپ کی برکت

سے دوبارہ زندگی پائی آپنے فرمایا کہ یہ مری یا جیتی ہیں نہیں جانتا اسے لیجاؤ
میرے پاس نہ لاؤ والد آپ کا یہ کلام سنکر نہایت ملول خاطر ہوے اور عرض
کیا یا حضرت واہ واہ غیر لوگ آکر برابر اپنی مرادیں پائیں اور ہم خادم ہوکر
محروم واپس جائیں یہ لکہکر مایوس ہوکر چلے جیسے ہی مسجد کے زینے کے نیچے
آئے آپ یہ حرف زبان مبارک پر لائے کہ میاں غلام جعفر دیکھو تمہارا بیٹا
اچھا ہوگیا خدائی تندرست کرے یا غلام جعفر کہتے ہیں کہ جب آپنے یہ فرمایا
میں اپنی بیٹی کو بخوبی صحت میں پایا پہر حضرت کو دعائیں دیتا خوشی خوشی
اپنے گہر پہونچا کرامت ۸۲ سنتی غلام حضرت صاحب کے صاحبزادے
مولوی محمد حبیب اللہ خانصاحب بہادر صدر الصدور رئیس الاعظم شہر گورکہپور
کے حضرت کے صاحبزادے والاتبار کرامت شعار مقبول بارگاہ ربانی حضرت
مولانا شاہ محمد انی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید بیان کرتے ہیں کہ حقیقت و
معرفت آگاہ مولوی شاہ مراد اللہ صاحب بڑا ہچی کے خلیفہ شاہ علا رسول
صاحب کانپوری جو درویش با کمال بڑے نیک خصال تھے وہ مجہ سے خود
بیان کرتے تھے کہ میں ایک مرتبہ شہر بریلی میں تہا وہاں اوس سال پانی
نہ برستا تہا بشدت خشک سالی تھی لوگوں کو نہایت پریشان حالی تھی
یہاں تک کہ شہر کے لوگ نماز استسقا پڑہنے کے واسطے شہر کے باہر آئے
اتفاق کار بفضل کردگار دہلی سے پہر کر حضرت صاحب بہی وہاں تشریف
لائے لوگوں نے آپ ہی کو امام کیا آپنے چند اشعار فارسی بکریہ وزاری
پڑہے مجہے ایک ہی شعر یاد ہے مگر شاہ صاحب کئی شعر پڑہتے تھے

شعر قاضی نظلم راضی باران چہ گونہ بارد ٭ مفتی بحیلہ سازی باران
چہ گونہ بارد ٭ بعد فراغت نماز و دعا کے جب لوگ شہر کو چلے اثناء راہ میں
تھے اس قدر بارش ہوئی کہ لوگ پانی جھیلتے ہوئے اپنے اپنے مکانوں پر پہونچے

کرامت ۸۳ راوی موصوف سے دوسری روایت ہے بڑی
معتبر حکایت ہے کہ سردار علماء دین متین مولوی زین العابدین ساکن
کٹرہ مانک پور جو بڑے سچے اور دیندار مشہور تھے الہ آباد کی جامع مسجد کے
مدرس تھے ہم بھی کچھ اون سے پڑھتے تھے ایک وقت ہم سے فرمانے لگے کہ حضرت
صاحب کی اس کرامات کی شہر لکھنو میں بڑی شہرت تھی کہ جو شخص
آپ کے یہاں سے روٹی لیکر حج کو جاتا ہے اوسے ہرگز زاد راہ کے واسطے
سوال کی ضرورت نہیں ہوتی ہے خدا کی قدرت سے روزی پہونچتی ہے
مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ میں اون دنوں جوان تھا جب آپ کا یہ شہرہ
سنا حج کی نیت سے روٹی لینے میں بھی آپ کے حضور میں گیا آپ نے فرمایا
کہ تمکو ابھی جانا ضرور نہیں ہے راقم کے خیال میں یہ آتا ہے کہ مولوی صاحب
نے شاید اوس زمانہ تک تحصیل علوم سے فراغت نہ پائی تھی یہ ظاہر ہے
کہ حاصل کرنا علوم دینیہ کا ہر فرد بشر پر فرض ہے اور حج بدون
کے فرض نہیں پس آپ کے ارشاد کا یہی مطلب ہوگا کہ فرض کو ترک کرکے
نفل کے واسطے جانا ضرورت نہیں فائدہ واضح ہو کہ مولوی زین العابدین
صاحب کا واسطے لینے پارہ نان کے آپ کے پاس آنا اور آپکا نہ دینا
آپ کی کوئی کرامت کا اظہار نہیں ہے مگر مطلب اس بیان سے یہ ہے

کہ جو شخص بہ مقصد بیت اللہ شریف وا سطی لینی پارچہ نان کے آپ کی خدمت
مین حاضر ہوتا تہا اور آپ اپنی دست مبارک سی ایک ٹکڑا روٹی کا اوسی
عنایت کرتے تہی تو وہ شخص تمام سفر مین زاد راہ کا محتاج نہوتا اور نہ
سوال کرنے کی نوبت آتی تہی پس کیسی بڑی کرامت ہے کہ ایک ٹکڑہ روٹی
کی برکت سی ایسے سفر دور دراز مین خداوند تعالے بلا تردد و مشقت پونہی
پہونچای اور سوال کی نوبت نہ آئی کرامت ۸ راوی موصوف
یہ تیسری کرامت بیان کرتے ہین کہ زمانی سابق مین ہماری حضرت والدکا
سکالی خان کو کہ مرید اوسی آستانہ فیض کا شانہ کے تہی کرسی شریف
بہیجا کرتے تہی چنانچہ ایک دن کالیخان ہم سی بیان کرتے تہی کہ ہم ایک
مرتبہ کرسی شریف جاتی تہی کچہ روپیہ ہماری ہمیانی اور کمر مین بندہی تہی
جب کرسی شریف کے متصل مقام کہیولی کے جنگل مین پہونچی تو آٹہ دس
راہزنون نے آکر ہمکو گہیر لیا ہمارا قدم آگی بڑہنی نہ دیا ہر چند ہم منع
کرتی تہی مگر وہ کب مانتی تہی آخر ایک راہزن نے لاٹہی چلائی وہ ہماری
کمر پر پڑی وہان سی روپیہ کی آواز آئی تب ہمنی اپنی دل مین خیال
کیا کہ روپیہ کی آواز انکی کان مین پہونچی ہے اب یہ کسی طرح
نہ چہوڑین گے بے لیے ہرگز منہ موڑین گے تب ہمنی ہمیانی کہول کر زمین پر
ڈال دی اور پکار کر کہا کہ اسمین روپیہ ہے جسکا جی چاہے اوٹہا لے یہ
کہکر سیف کہینچ کر ہلانی لگے اوس وقت آپ کے تصرف باطنی سی اون سب
راہزنون کے دل مین ایسا خوف آیا کہ سبہون نے یہ غل مچایا ارے بہاگو یہ

بڑا اہلکٹ ہی اس سی ہرگز روپیہ نہ پائینگے مفت مین مارے جائینگے یہ کہکر
وہ سب چلے گئے ہم روپیہ لیکر اوسی طرح سی ننگی سیف ہلاتی ہوئی کرسی شریف
مین پہونچے دیکھا تو حضرت صاحب جلدی جلدی مسجد کے صحن مین ٹہلتے ہوئے
اور باہر کی طرف دیکھتے تہے جیسے ہمکو دیکھا فرمایا کہ کالیخان تم خیریت سی
پہونچے مینے عرض کیا کہ حضور کی توجہ سی پہنچے کرامت ۸۵ نقل ہے
کہ نواب معتمد الدولہ آغا میر غازی الدین حیدر بادشاہ کے وزیر جب
بہت ظلم کرنے لگے آخر کو قید ہو گئی ایک شخص عبد الکریم خان سوار دستہ
مین نوکر تہے اونکو نواب نے اپنی رہائی کے واسطے حضرت کے حضور مین
بہیجا پہلے انہون نے بہت عرض و معروض کیا مگر آپنے کچھ جواب
نہ دیا آخر کو جب بہت منت و سماجت کی تب فرمایا کہ اچھا ہمکو ایک مچلکا
لکہدو کہ نواب کسی کو نہ ستائین ظلم و تعدی سی اپنا ہاتھ اوٹہائین
خان مذکور نے فوراً مچلکا دیا آپنے نواب کی رہائی کا حکم دیا پہر
جس وقت یہ آپ سے رخصت ہو کر لکھنؤ پہونچا اور نواب سے عرض حال کا
تہوڑی دیر نہ گذری تہی کہ بادشاہ نے نواب کو طلب کر کے پہر خلعت
وزارت کا دیا پہر تو نواب آپکے بڑے معتقد ہوئے اور تین سو روپیہ
ماہوار عبد الکریم خان کا مقرر کر کے بہت خلعت و انعام دیا پہر وقتو فوقتو
سی خان مذکور نواب کی طرف سی ہمیشہ آپکے حضور مین آتے تہے
جو مطلب ہوتا تہا اوسی عرض و معروض کرجاتے تہے کرامت ۸۶
جناب بہائی مولوی عبد الجلیل صاحب حضرت کے صاحبزادہ والا تبار

کرامت ہمشیرہ بیان کرتی ہین کہ مولوی تقی اور خان صاحب رئیس
قصبہ سانکری جو شہر گورکہپور مین صدر الصدور تہی ایک مرتبہ شہر مذکور سے
مرید ہونیکے واسطے ہمارے حضرت کے حضور مین حاضر ہوے اور یہ امتحان
کیا کہ جس وقت ہم حضرت کے حضور مین پہونچین اوسی وقت آپ ہمکو
تلی ہوئی مچہلی کہلائین تو ہم فوراً مرید ہوجائین پہر جس وقت آپکے
حضور مین آے آپ تلی ہوئی مچہلی اونکے سامنے لاے اور فرمایا کہ یہ بات
کیا خلاف شان ہے جو فقیرون کا امتحان ہو مولوی صاحبنے نہایت
شرمندہ ہوکر عرض کیا کہ میری خطا معاف کیجیے اور مجہے بہی اپنی غلامی
مین لیجیے آپنے فرمایا کہ پہلے ہم تم سے ایک بات پوچہتے ہین تم اوسکا جواب
دے لو پہر تمکو مرید کرین عرض کیا بہت اچہا آپنے فرمایا کہ اگر کوئی
شخص ایک باغ بڑی محنت و مشقت کرکے اپنے ہاتہ سے طیار کرے
اور جب پہلنے کا وقت آوے تب کوئی شخص آکر اوسے کاٹ جاے
تو جس شخص نے اوسے طیار کیا تہا اوسکا کیا حال ہوگا عرض کیا کہ
نہایت صدمہ و ملال ہوگا فرمایا ایسا ہی معاملہ پیری اور مریدی
کا ہے کہ جو شخص اپنے خاندان آبائی کو چہوڑکر کہین دوسری جگہ مرید
ہوتا ہے تو اوس مرشد کو ایسی ہی رنج و ملال ہاتہ آتا ہے یہ فرماکر آپنے
اونکو واپس کیا اور خاندان قدیم مین مرید ہونے کا حکم دیا کرامت ۸۷
جناب مولوی نوازش علی صاحب فرماتے ہین کہ مینے اپنے ماموں جناب
مفتی غلام حضرت صاحب سے سنا فرماتے تہے کہ صاحبزادے والاتبار کرامت شعار

صاحبزاد

مقبول بارگاہ ربانی حضرت مولانا شاہ محمد حمدانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے
پہلے نکاح میں جو برات مقام سندیلی کو گئی تھی اوسمین لوگون کا بڑا
اژدہام تھا اور وہان کہانے کا بہت ہی کم انتظام تھا اوس برات مین
حضرت صاحب بھی تشریف رکھتے تھے جب لوگون نے یہ کثرت دیکھی تو
بہت گہبرائے اور دوڑے ہوے حضرت کے پاس آئے اور عرض کیا یا حضرت
آدمیون کی بڑی کثرت ہے اور کہانے کی نہایت قلت ہے آپ ہی کے
ہاتھ عزت اور حرمت ہے آپ نے اپنی ہمراہی کی ایک چاندنی عنایت
فرمائی اور یہ ارشاد کیا کہ پہلے کہانا نکلوا کر حسب دستور یکجا رکھو اور پھر
چاندنی اوس کہانے پر ڈال دو اور اوسکے اندر ہاتھ ڈال ڈال کر حصے نکالتے جاؤ
اور لوگون کو کہلاتے جاؤ چنانچہ ایسا ہی کیا کئی ہزار آدمی تھے سب کو
بخوبی کہانا پہونچا کوئی متنفس باقی نہ رہا جب چاندنی اوٹھائی تو سب
حصے بجنسہٖ موجود تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک حصہ بھی نہیں اوٹھا ہے
جس قدر تھا ویسا ہی رکھا ہے سبحان اللہ کیا تصرف کیا کرامت کیا برکت
تھی سراسر خدا کی عنایت و رحمت تھی کرامت ۸۸ برادرم دینی
چودہری مہدی حسن چودہری نبی بخش صاحب مرحوم کے بیٹے جو
صاحب ادب والا تبار کرامت شعار مقبول بارگاہ ربانی حضرت
مولانا شاہ محمد حمدانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہین بیان کرتے ہین
کہ شاہ علی حسن صاحب الہ آبادی درویش خاندانی پٹی ضلع بارہ بنکی شاہ رسولپور
کے سلسلہ ارادت سے ہین ایک روز ذکر کرتے تھے کہ ہمارے حضرت والد ماجد

عالم و فاضل اور درویش کامل تہی ایک مرتبہ حسب اتفاق حضرت صاحب نے
شہر الہ آباد مین قدم رنجہ فرمایٔ والد ماجد آپکے تشریف آوری کی خبر
پاکر آپکے پاس ملاقات کو آئی بعد سلام علیک اور دریافت مزاج کے
آپ نے فرمایا کہ کس ارادے سے آئی ہو کیا ضرورت لائی ہو کہا صرف آپکی
ملاقات کو آیا ہون کوئی غرض نہین لایا ہون فرمایا کہ جس مطلب کے لیے
آئی ہو اوسی بتاؤ فقیر سے نہ چھپاؤ عرض کیا تو پہر سے اظہار کی
کیا ضرورت ہے آپ پر تو ہویدا سب کیفیت ہے بعد اسکے آپ نے ایسی
توجہ فرمائی کہ والد ماجد کو حالت وجد اور بیخودی کی نظر آئی پہر جب
اوس بیخودی سے ہوش آیا تو اپنے تئین نعمات باطنی سے مالامال پایا
پہر عرض کیا یا حضرت میری دعوت قبول فرمایٔے کہا بہت اچھا کھانا
پکا کر یہین لائی پہر دو ایک روز آپ کی دعوت رہی جبتک آپ یہان
رہے والد ماجد کے حال پر بڑی شفقت و عنایت رہی کرامت ۸۹
برادرم مذکور سے یہ دوسری روایت ہے خانہ نشینی کی حکایت ہے
کہتے ہین کہ ہمارے بڑے چچا چودہری علی بخش صاحب نے چودہری
امام بخش صاحب چچازاد بہائیون مین تقسیم علاقہ کی بابت نزع و فساد
ہوا بڑا انقباض ہوا آخر کو جب چودہری امام بخش سے کچھ نہ بن آئی
تو علی بخش کی ہلاکت کے واسطے پیچھے پڑا ہی وہ بیچارے بیمار رہے ہی بڑی
مرض شدید مین گرفتار رہے ہی ایک روز کہا کہ ہمکو کرسی لے چلو ہم حضرت
کے یہان ہو آئین ایسا نہو کہ جی ہی پہر رہ جائین اور یہ بہی خیال تھا

کہ اگر آپ ہماری واسطے دعا فرماینگے تو ہم اچھی ہی ہو جاینگے پہر جب آپکے
حضور مین پہونچے اور ملازمت سے مشرف ہوے تو عرض کیا یا حضرت مجہہ پر
دم کر دیجیے آپنے دم نہ کیا باتون مین ٹال دیا سیفی کا فقط حیلہ تہا
اونکی بیماری کی اجل آچکی تہی بموجب آیۃ شریفہ کے فاذا جاء اجلہم
لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون جس وقت اجل آتی ہے پہر ایک
ساعت کا توقف نہین کرتی ہے آپکو اپنی کشف سے معلوم ہو چکا تہا
کہ انکی حیات کا پیالہ لبریز ہو چکا ہے اسوجہ سے آپنے دم نہ کیا تب
چودہری صاحب اپنی زندگی سے مایوس ہوکر مرید ہوے پہر ایک تعویذ
کے واسطے عرض کیا اوسکے دینے مین بہی آپنے تامل فرمایا جب بہت
مبالغہ کیا تب ایک تعویذ لکہوا دیا جب حضرت سے رخصت ہوکر مکان پر
آئے تو تعویذ کو نہ پایا ہر چند تلاش کرایا مگر ہاتھ نہ آیا پہر دو چار
روز کے بعد انتقال کیا انا للہ وانا الیہ راجعون **کرامت ۹۰**
مولوی نوازش علی صاحب نقل کرتے ہین کہ ایک بار رباڑہی کی قاضی
پالکی پر سوار ہماری حضرت کی تمنائے زیارت مین بیقرار آئے آپ انکی
صورت دیکہتے ہی اپنے حجرہ مین لے گئے اور کواڑ بند کئے ہم
متعجب ہوکر دراز سے دیکہنے لگے کہ حضرت نے ایکبار گی ضرب الا اللہ کی لگائی کہ
ضرب کے ساتہ ہی تمام حجرہ نور علی نور ہو گیا اور در و دیوار وجد کرنے لگے
قاضی صاحب نشہ معرفت سے بیہوش ہو گئے جب ہوش مین آئے آپنے
فرمایا کہ بہائی اب ہم بوڑہے ہوے ہمکو طاقت نہین رہی بموجب ہماری

خواہش دل کے ہمنی ایک ضرب لگائی اوسکی کیفیت ہمکو دکھائی پھر اوسی وقت
آپنے اونکو رخصت کیا ایک دم ٹھہرنے نہ دیا مولوی صاحب فرماتی ہین کہ جب
حضرت حجرہ سی مسجد مین تشریف لائی مینی عرض کیا کہ یا حضرت قاضی صاحب
کہان آئی تھی فرمایا ہمارے پاس کچھ سیکھنی آئی تھی اونکی کہنی کی نوبت نہ آئی
ہمنی ایک ضرب لگائی قاضی صاحب اپنی مراد پا گئی پھر رخصت ہو کر اپنی گھر گئی

کرامت ۱۹ مولوی ذوالفقار علی صاحب خلف مولوی محمد کامل حضرت
کی اس کرامت کے ناقل ہین کہ ہم جب اپنی اوستاد مولوی غلام طٰہٰ سے پڑہتی تھی
تو حضرت کی یہ کرامت اونکی زبان سی اکثر سنتے تھی اور وہ جب موقع
پاتی تھی تو اسی فخریہ بیان کرتے تھی کہ ہم جس پلٹن شاہی مین نوکر تھی وہ پلٹن
قصبہ باڑھی مین تعینات تھی وہان حضرت کی کشف کرامات کا ذکر اکثر
رہتا تھا ایک روز کئی سپاہی آپسمین آپ کا کچھ ذکر کر رہے تھی اور ہم سن رہی تھی
ہمنی کہا کہ فی الحقیقت ہماری حضرت ایسی ولی زبردست ہین کہ جس وقت
جس بات مین اگر کوئی آزمائی تو اوسی وقت اوس آزمایش کا جواب
پائی یہ سنکر چار سپاہی نوجوان اوٹھ کھڑے ہوئی اور مجھ سی کہا کہ چلیی
اسی وقت ہم چلتی ہین ہم تو مدتون سی ایسا ہی پیر ڈہونڈتی ہین مینی
کہا بسم اللہ اوسی ابہی چل کر جو جی چاہی امتحان کیجیی پھر چارون شخص
میرے ساتھ چلے اثناء راہ مین ایک صاحب بولی کہ ہمارا یہ امتحان ہی کہ
جس وقت حضرت کے حضور مین جائین تو آپ اوسی وقت ہمکو شہد کی
پکی ہوئی گاجرین کھلائین دوسرے بولی کہ ہمکو ملاقات کے ساتھ ہی کوئی

حلوائی کی دکان کے تازی پوریان کہلائین تیسری بولی کہ حضرت ایسا
تصرف باطنی فرمائین کہ جس وقت ہم آپکے حضور مین جائین تو آپ ہمکو
تازی شیرینی چکہائین چوتہی بولے کہ ہمارا تو جی گرما گرم شیر مال و کباب
کہانی کو چاہتا ہے بندہ تو یہی امتحان کرتا ہے مختصر یہ ہے کہ جب کرسی
کے کنارے عیدگاہ مین پہونچے تو مجہسی کہا کہ تم یہین ٹہرو ہم حضرت کے
پاس جاتی ہین مینے کہا ہم بہی تمہاری ساتہ چلتے ہین کہا نہین اگر تم ہماری
ساتہ چلوگے تو کسی نہ کسی طرح ہماری امتحان کی حضرت کو اطلاع ہو جاویگی
تم یہین ٹہرو ہم جاتی ہین جب اپنی مطلب کو پہونچین گے تب تمکو بلا بہیجینگے
یہ کہکر مجہی عیدگاہ مین بیٹہا چہوڑ کر چارون صاحب حضرت کے حضور
مین پہونچے آپ مسجد مین تشریف رکہتی تہی اور چارون چیزین سامنے
رکہی تہین آپنے صورت دیکہتی ہی فرمایا کہ آؤ تمہاری حسب خواہش
چارون چیزین موجود ہین کہاؤ آپکا یہ ارشاد سنکر اور اپنی امتحان
کے موافق چارون چیزین موجود دیکہکر چارون شخص نہایت حیرت
مین آئے اور اپنے امتحان کرنے سے بہت شرمائے اور آپکے قدمون پر
گرکے اپنا قصور معاف کرایا اور ایک آدمی دوڑا کر مولوی صاحب کو
عیدگاہ سے بلوایا بعد اسکے اپنی تمنا کے موافق مرید ہوئے اور رخصت
ہوکر پلٹن کو گئے مولوی صاحب فرماتی تہی کہ پہر تو جب مین پلٹن کو گیا
ہر جگہ حضرت کی کشف و کرامات کا ذکر تہا کرامت ۹۲ جناب
مولوی عبد الجلیل صاحب فرماتی ہین کہ ایک شخص ٹہاکر داس نامی ہمارے

سا کن لکھنؤ ایسی محتاجی اور افلاس مین گرفتار تھی کہ گویا اپنی زندگی سی بیزار تھی ایک مرتبہ بہ نیت اپنی بہبود اور فراغت کے حضرت کی خدمت فیض درجت مین حاضر ہوی آپ اونکی خبر پا کر ایک ٹکڑا روٹی کا اپنی دست مبارک مین لیے برآمد ہوی اور فرمایا کہ اسی لو اونہون نے بڑی خوشی سی اوس روٹی کو لیکر اپنی دامن مین رکھ لیا اور اوسی وقت رخصت ہو کر عرض کیا کہ جس مطلب کے واسطی مین آیا تہا وہ مراد میری حاصل ہو گئی پہر تو ہاکر اوس روٹی کے ٹکڑی کی بدولت ایسی بڑی مہاجن ہوی کہ جسکا نکلنا بڑی نمود اور کروفر کا سر چشمہ اب تک موجود تہا اوس ٹکڑہ روٹی کو زندگی بہر اپنی پاس رکہا کبھی جدا نہ کیا کرامت ۹۳ بہائی صاحب موصوف بیان کرتی ہین کہ برادرم مولوی نصیر الله حضرت میاں صاحب کے حقیقی پوتے مرض صرع مین مبتلا تھی ہر چند کہ دوائی مگر صحت کی صورت نظر نہ آئی اور آپنے کچھ توجہ نہ فرمائی ایک روز گھر مین کسی نے عرض کیا کہ جب تک آپ توجہ نہ فرمائین گے یہ صحت نہ پائین گے کسی طاق پر ایک خط پڑا تہا اوسمین سی ایک پرچہ آپنے پہاڑ کے دیا اور فرمایا کہ اسی بجائی تعویذ اسکے گلی مین باندہ دو جیسی ہی اوس پرچہ کو باندہا خدا نے صحت کامل وشفاء عاجل عنایت فرمائی پہر اوس روز سی وہ بیماری قریب نہ آئی اور یہ بہی سنا ہی کہ جب لوگون نے آپسے عرض کیا تو آپنے یہ حکم دیا کہ حضرت سید صاحب کا حلوی پہ فاتحہ مانون ابہی آرام ہو جائیگا جب فاتحہ مانا گیا خدا تعالی نے فوراً صحت عنایت فرمائی

ن آتا تھا اوسکے اوٹھانیکا حکم دیتی لوگ سمجھ جاتے کہ آج چاند نکلیگا اور
یسا ال آپ اونتلیون کو اسباب اوٹھانیکا حکم نہ دیتی تو لوگ سمجھ جاتی آج چاند
نکلیگا کرامت ۹۶ جناب والدہ صاحبہ مدظلہا فرماتی ہین کہ ایک روز
پ باہر تشریف رکھتی تھی اور لوگ بہت جمع تھی جب وقت کھانیکا آیا آپنے
ب فرمایا جب کھانا آچکا تو فرمایا کہ تھوڑا دودھ بھی لاؤ اور جلدی آؤ
نے ایک بھینس پالی تھی اوسکا دودھ بکثرت ہوتا تھا ایک بڑی مٹکی مین
ا رہتا تھا جس وقت آپنے طلب فرمایا وہ مٹکی چولھے پر رکھی تھی اور بڑی
ت سے جلتی تھی اور دودھ خوب جوش کھا رہا تھا بی بی صاحبہ اسی تردد مین
ین کہ کون تدبیر کرون جو اس جلتی دودھ کو اونڈیلون جب دیر ہوئی آپ خود
ریف لائی اور فرمایا کہ دودھ کیون نہین بھیجا عرض کیا کیونکر اوتارون
اپنا ہاتھ جلالون آپنے کٹورہ اوٹھا لیا اور اوسی طرح جوش کھاتی ہوئے
دہ مین اپنا ہاتھ ڈالدیا اور دودھ بھرا ہوا کٹورہ اوسی طرح ہاتھ پر رکھ لیا
فرمایا کہ ہمارا ہاتھ تو نہین جلتا ہے یہ دودھ تو فقط ٹھنڈا ہے یہ فرماکر
چلی دیکھنیوالے حیرت مین رہی کرامت ۹۷ شیخ حمید الدین ابن نصیر الدین
ن احمدپور ضلع بارہ بنکی نواحی زیدپور بیان کرتے ہین کہ ہمارے دادا شیخ محمد علی
ہوی غفر اللہ ذنوبہ اور ہماری دادی اور دادی کی ہمشیر حقیقی یہ سب
رت صاحب قدس سرہ العزیز کے مرید تھی اور دادا صاحب کے حال پر آپ کی
یت کلی نہایت تھی اور دادا صاحب کی اولاد نہین ہوتی تھی ہمیشہ کے
رہتی تھی ایک روز حضرت صاحب نے ہمارے جد امجد کو دو آم پکے ہوئے فصل

کے عنایت فرمائی اور یہ ارشاد کیا کہ ایک تم کھالینا اور ایک اپنی بی بی کو کھلا دینا خداوند تعالیٰ تمکو دو بیٹے عطا فرمائیگا جو تمہارا مطلب دلی ہے وہ بر آئیگا دادا صاحب آم لیکر مکان پر آئے اور ایک آپ کھالیا اور ایک اپنی بی بی کے واسطے گھر میں پہونچا دیا اونہوں نے وہ آم نصف آپ کھایا اور نصف اپنی ہمشیرہ زادی کو کہ بہ سبب نہونے اولاد کے بطور فرزندانہ پرورش کیا تھا کھلا دیا حضرت صاحب نے اس حرکت کو ناپسند فرمایا اور ارشاد کیا کہ خدا تمہیں دو بیٹے عطا فرمائیگا مگر بسبب اس حرکت کے ایک بیٹے کی پیدایش کے بعد اوسکے کسی عضو میں نقصان آجائیگا اور یہ بھی فرمایا کہ تمہارے گھر میں جب لڑکا پیدا ہو تو تم ہمکو خبر کر دینا ہم آئینگے اور نام رکھ جائینگے اور اگر تم خبر کرنا بھول جاؤگے تو ہمکو بد دن بلائے اپنے مکان پر پاؤگے بعد اسکے آپ کی برکت اور خدا کی عنایت سے ایک فرزند ارجمند پیدا ہوئے اور دادا صاحب اون دنوں میں تلاش معاش کہیں باہر تشریف رکھتے تھے اور دادی صاحبہ اس فکر میں تھیں کہ فرزند ارجمند کے تولد کی خبر حضرت صاحب کو پہونچائیں اور آپ کو بموجب ارشاد کے بلائیں دوسرا یا تیسرا روز تھا آپکے خادم ہمراہی نے دروازے پر دستک دیکر کہا کہ حضرت صاحب آئے ہیں تمہارے دروازے پر تشریف لائے ہیں یہ خبر سنکر سبھوں نے ایسی خوشی پائی کہ گویا سارے جہان کی دولت ہاتھ آگئی دوسری دادی صاحبہ موصوفہ نے حضرت کو مکان کے اندر بلایا اور نہایت تعظیم و تکریم سے بٹھایا اور صاحبزادے کو پردے سے باہر لاکر آپکو دکھایا آپنے مبارکباد دیکر فرمایا کہ ہمنے انکا نام نصیر الدین احمد

پھر اوس فریسی اوس عارضہ کی شکایت کبھی نہ پائی مگر اتفاق سے فاتحہ و الا نیاز
نہ رہا بالکل سہو ہو گیا اب سنیے کہ حضرت صاحب نے ایک مرتبہ ڈومین شاہ کو
دو چار منزل پر کہیں بھیجا تھا اوس راہ مین ایک جنگل بہت بڑا تھا جب یہ
پلٹ کر اوس جنگل مین آئی کسی نے دفعتہً انکو پکارا اونہون نے جو پیچھا پھر کر
دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک درویش صاحب جمال گیروا لباس پہنے بڑی بڑی بال
گہوڑا اون پر سوار چلی آتی ہین اور فرماتی ہین کہ تم کہان جاتے ہو اور کہان کے
رہنے والے ہو انہون نے عرض کیا کہ گرسی مین رہتا ہون اور وہین جاتا ہون
فرمایا کہ مولانا شاہ نجات اللہ صاحب سے بعد سلام کے ہمارا یہ پیغام کہدینا
کہ اپنا کام نکال لیا اور ہمکو فراموش کر دیا جب شاہ صاحب نے آکر آپ سے یہ کیفیت
بیان کی آپ گھر مین گئی اور فرمایا سید صاحب کا فاتحہ مانا تھا کیون نہین کیا
آخر سید صاحب نے طلب کیا بہر حال سید صاحب کی اس حکایت مین ہمارے حضرت
صاحب کی بھی کرامت ظاہر ہے صاف صاف ظاہر ہی کرامت نمبر ۹ حضرت کے
صاحبزادی قبلۂ دو جہانی و کعبۂ جاودانی حضرت مولوی شاہ محمد نورانی صاحب
کی جو اولاد ہوتی تھی زندہ نہ رہتی تھی یہان تک کہ ایک فرزند ارجمند نہایت
اتوان و نحیف جیسے ستوا سا اٹھواسا لڑکا ہوتا ہی پیدا ہی جب لوگون نے
فرزند ارجمند کے تولد کی خبر پائی کسی نے یہ خوشخبری حضرت کو سنائی آپ
خبر فرحت اثر پا چکی تہی کہ حضرت کی بی بی صاحبہ آپ کے سامنے آئین آپ نے
پوچھا کیا پوتا پیدا ہوا ہی بی بی صاحبہ نے نہایت پژمردگی خاطر سے عرض کیا
ہان ہوا تو ہی پر دو چار گھڑی کا مہمان ہی اسی سبب سے ہم لوگون کا دل

نہایت پریشان ہی آپ بمجرد سننے اس کلمہ کے اوٹھی اور جہان لڑکا تھا وہان پہونچے اور ارشاد کیا کہ لڑکے کو میرے سامنی لاؤ جب لڑکے کو آپکے سامنی لاے آپنے ایک خرما لیکر پہلی اپنے منہ مین رکھا پہر نکال کر صاحبزادی کے منہ مین دیا اور ارشاد کیا کہ مینے اسکی درازی عمر کے واسطے جناب باری مین دعا کی سو قبول ہوئی جسوقت آپنے یہ فرمایا خداوند تعالی نے آپ کی دعا کی قبولیت کا اثر فوراً دکہایا یعنے اوسی وقت صاحبزادی موصوف چاق ہو گئی اور ضعف و نقاہت سب جاتا رہا اسکے بعد آپنے صاحبزادی موصوف کے دو نام رکھی ایک محمد دوسرا الہ داد اگر چند عرصہ کے بعد صاحبزادی کے حضرت والد ماجد نے اسم محمد کے ساتہ امام المتقین ملایا یعنے محمد امام المتقین نام رکہا اور یہی نام مشہور ہی ان صاحبزادی کے بعد بہی کئی لڑکے بہن بہائی پیدا ہوی لیکن کوئی زندہ نہ رہا خداوند تعالی کی عنایت سی صاحبزادی موصوف الی الآن مع الخیر والعافیت زندہ موجود ہین ساٹہ برس کے قریب سن آیا ہی مگر خدا کی عنایت سے کسی اعضا پر پیری و ضعیفی کا اثر ابہی نہین دیکہا یا ہی خداوند تعالی ایک سو بیس برس کی عمر عطا فرماوی بطفیل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مین راقم آثم کی بہی دعا قبول ہو جاوی آمین رب العالمین بحرمت طہ ویسین جب حضرت صاحب نے انتقال فرمایا تہا اوس وقت صاحبزادی موصوف کی عمر بہت کم تہی مگر آپنے اپنی مریدی مین داخل کر لیا تہا کرامت ۹۵ حضرت کا معمول تہا کہ رمضان شریف کے آخر عشرہ مین اعتکاف کرتے تہی جس سال انتیسوین کا چاند نکلنی کو ہوتا تو آپ بعد نماز ظہر خواہ عصر کے اسباب ضروری جو مسجد

مین

ہو جاتی اور چلن کے موافق بازار میں قیمت ملتی بہ سبب نہونے اشد ضرورت
کے امتحان کے بعد کوئی پاتا لاب میں ڈال دیتی تھی بوجہ مخالفت کے صرف میں
نہ لاتی تھی **کرامت ۹۹** شیخ صاحب موصوف سے یہ بھی روایت ہے حضرت
سلیمان علیہ السلام کی انگشتری ملنے کی حکایت ہے بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحب
نے ہماری جد امجد کو حضرت سلیمان علی نبینا علیہ السلام کی انگشتری ملنے کا عمل
بتایا تھا ایک چلہ پڑھنے کو فرمایا تھا چنانچہ شیخ صاحب موصوف نے حسب الارشاد
ایک مقام پر علحدہ پڑھنا شروع کیا پینتیسویں (۳۵) روز ایک عورت نہایت خوبصورت
زیور مجبولی سے آراستہ جوہر معشوقی سے پیراستہ سامنے نظر آئی اوس روز سے معمول
تھا کہ ہر روز آتی تھی نہایت قریب ہو جاتی تھی یہاں تک کہ انتالیسویں (۳۹) روز
تخت کے کنارے پہونچی چالیسویں (۴۰) روز آکر تخت پر آپ کے برابر بیٹھی اور ایک انگوٹھی
اپنی ہاتھ میں پہنی تھی اوسنے اپنا ہاتھ بڑہا کر شیخ صاحب کی چھنگلیا پکڑی
اور انگوٹھی پہنانے کا قصد کیا مگر شیخ صاحب نے اپنی انگلی خوب زور سے دبا لی
اور کسی طرح نکلنے دی وہ اس حرکت سے نہایت افروختہ خاطر ہوئی اور بڑے
غصہ سے مارنے اور ایذا پہونچانے کا قصد کیا آپ نے دیکھا کہ اوسکے رخ کو بدلتی ہے
حضرت صاحب تشریف لائے اور بڑے زور سے للکارا کہ خبردار یہ کیا حرکت ہے
ایسی بدنیتی ہے وہ آپ کی صورت دیکھتے ہی غائب ہوگئی آپ نے شیخ صاحب
سے فرمایا کہ تمسے یہ حرکت وقوع میں آئی چالیس روز کی محنت خاک میں ملائی
اور فرمایا کہ آپ ہی نظروں سے پوشیدہ ہوئے شیخ صاحب اپنی اس حرکت سے
نہایت شرمندہ ہوئے **کرامت ۱۰۰** جناب بھائی عبدالجلیل صاحب حضرت کے

تواسی فرماتی ہین کہ ایک روز حضرت صاحب اپنی مسجد کے چبوتری پر تشریف رکھتی تھی اور ہم سب لوگ بھی آپکے حضور مین حاضر تھی دیکھتی کیا ہین کہ ایک ڈولی پر ایک جوان زبردست کو رسون سی جکڑی ہوئی سات آٹھ آدمی ہمراہ چلی آتے ہین دیکھنیوالے گھبراتی ہین یہان تک اوس ڈولی کو لاکر حضرت کے سامنی رکھدیا اور عرض کیا کہ یا حضرت اسکو جنون ہو گیا ہی آپنے فرمایا کہ اسکو کھولدو اون لوگون نے دست بستہ عرض کیا کہ اسنے ایک شخص کو جان سے مارڈالا ہی شورش جنون سی نہایت متوالا ہی بڑی دشواری سی باندہ کر اس ڈولی مین بٹھایا ہی تب یہ حضور کے سامنی آیا ہے آپنے پھر ارشاد کیا کھولدو تب اوسکے ہمراہیون نے ناچار ہوکر کھولدیا وہ نکل کر باہر کھڑا ہوا آپنے اپنی نزدیک بلایا وہ نہایت ادب سے آپکے قریب آیا آپنے اپنی کسی خادم سی فرمایا کہ اسکو وضو کراو جب اوسنے وضو سی فراغت پائی تو آپنے اوسی دو رکعت نماز پڑھائی اوسی وقت ایسا اچھا ہو گیا کہ گویا اوسکو کبھی جنون نہ تھا آپنے اوسی وقت اوسکو رخصت کیا وہ صحت اور تندرستی سی اپنی گھر گیا سبحان اللہ عجب تصرف احمد کیا برکت تھی آپکے سامنی جاتے ہی صحت تھی کرامت ۱۰۱ حضرت کے مکان کے قریب ایک ٹیلہ تھا سنتے ہین کہ قوم بہر کا وہ قلعہ تھا بسبب ویرانی کے شیاطین کا وہان دخل تھا آپنے اوسی پسند فرمایا ایک مکان پختہ نہایت وسیع اپنی اون چارون صاحبزادون کے واسطے طیار کرایا اور وہین آپکی تجویز سی آپکا روضہ شریف بھی قرار پایا اور روضہ شریف کے متصل آپکے صاحبزادی والا تبار کرامت شعار نے ایک مسجد بھی ایسی عمدہ

ما پھر دادی صاحبہ نے آپ سے عرض کیا کہ یا حضرت صاحب آپ پر سب
روشن و ہویدا ہے پھر آپ سے کس چیز کا پردہ ہے بالفعل گھر کی یہ کیفیت ہے کہ عیز
نشرت مین عسرت سے ہم لوگون کو نہایت ندامت اور حسرت ہے اور منشی جی کی
مان سے کچھ خرچ آیا ہے اور نہ بھیجا ہے اونکو تولد کا مژدہ پہونچایا ہے یہ سنکر آپ نے
رمایا کہ خاطر جمع رکھو اور ایک کام کرو کہ جس قدر برتن تمہارے گھر مین ہون
ورے تھوڑی چیز اشیاء ضروری مثل جنس ہر قسم اور غلہ وغیرہ سے سب
تنون مین ڈال دو اور کسی قدر روپیہ پیسہ ایک صندوقچہ مین رکھدو اور
یک کوٹھری مین یکجا کرکے ہمین اطلاع کرو پھر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو چنانچہ
دی صاحبہ موصوفہ نے حسب الارشاد حضور کے ویسا ہی انتظام کرکے آپ کو
طلاع دی آپ نے گھر مین تشریف لیجا کر کوٹھری کے اندر قدم رنجہ فرمای اور
وہاں سے واپس آئے اور فرمایا کہ لو اب جس قدر تمہارا جی چاہے اپنے حوصلہ کے
وافق حیلہ تک خوب خرچ کرو مگر نہ حساب لگانا اور نہ شمار کرنا پھر بعد فراغت
لہ کے یہ کیفیت نہ رہے گی چنانچہ بموجب فرمان والا شان ہر ایک شی مین
یسی افزائش بے پایان ہوئی کہ جسکا حساب و شمار نہ تھا اور اس قدر اپنا دل
ولکہ خرچ کیا کہ بخوبی حوصلہ دل کا نکل گیا پھر تو آپ کی توجہ سے دادا صاحب کو
بت کچھ ملا اور فراغت و برکت کا دروازہ کھلا پھر ڈہائی یا تین برس کے بعد
ودسرے صاحبزادی بخوبی صحیح الاعضا پیدا ہوئی اور مثل سابق کے حضرت صاحب
رتشریف لائے اور انکا نام حمید الدین احمد رکھا اور فرمایا کہ اس لڑکی مین
لی نقص ہو جاوے گا تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وقوع مین آوے گا انکی مان نے

نصف آم کہایا ہی وہی نقص انکی حصہ مین آیا ہی چنانچہ چہ مہینے کے بعد ایک روز
اپنی دادی کے گود مین تہی یکایک چیخ مارکر رونا اور آنکہین ملنا شروع کین چندروز
یہی حالت رہی دوا علاج سے سب طرح کفایت رہی مگر کچہ فائدہ نظر نہ آیا آخر تقدیر
نے نور بصر لیکر نابینا بنایا بعد حد بلوغ کے جناب والدہ ماجدہ نے ہر چند چاہا کہ عقد
نکاح کردین مگر اونہون نے منظور نہ کیا اور اپنی نسل کو منقطع کردیا اور ہمارے
والد ماجد کو حضرت صاحب کے تصرف سے خدائی صاحب اولاد بنایا اور مال و دولت
سبہی کچہ عطا فرمایا کرامت ۹۸ شیخ صاحب موصوف سے یہ دوسری روایت
ہے کاغذ سے اشرفی بننے کی حکایت ہے بیان کرتے ہین کہ ہمارے دادا صاحب کو
جناب حضرت صاحب قدس سرہ العزیز نے ایک اسم بتایا تہا اور یہ ارشاد فرمایا تہا
کہ تمکو جب کوئی شدید ضرورت پیش آئی ہو یا تین فاقون کی نوبت ہوجاوے تو ایک
کاغذ زرد رنگ لیکر گول مقدار اشرفی کے تراشنا اور دونون ہاتہون مین دبانا
اور اس اسم کو پڑہنا تو وہ کاغذ اسم کی برکت سے زر خالص کے اشرفی ہوجاویگا
انشاء اللہ تعالے کبہی اسمین فرق نہ آویگا مگر جب شدید ضرورت ہو یا تین فاقون
کی نوبت ہو تب اسکو کرنا اور بغیر ضرورت کبہی صرف مین نہ لانا ہر چند کہ
دادا صاحب کو آپکے تصرف سے کہین ایسی ضرورت نہین آئی کس واسطے کہ
سرکار انگریزی مین بعہدہ منشی گری ہزارہا روپیہ کمایا اور اپنے صرف مین
لائے اور فقرا کے نام پر بہی بہت کچہ دیتے تہے فقیرون اور محتاجون کے کام
نکالتے تہے مگر دوست و احباب کے اصرار سے بارہا اسکا امتحان ہوا کہ جب کاغذ کو
اوسی طور سے لیکر اوس اسم کو پڑہتے تو اوس کاغذ کے زر خالص کے اشرفی

طیار کرائی ہی کہ کمتر دیکہنی مین آئی ہی الغرض جب آپنے اوس ٹیلہ پر عمارت طیار کرائی
اور حضرت بی بی صاحبہ مع آل واطفال اوس مکان مین تشریف لائین پہر تو
اوس جگہ نے کیسی رونق اور آبادی پائی اور اوس روز سی کوئی بلیات کسی قسم
کی نظر نہ آئی مگر ایک روز حضرت بی بی صاحبہ کے سامنی ایک شیطان خبیث صورت
بدل کر آیا اور کوئی چیز مانگنی کو اپنا ہاتہ پہیلایا آپنے اوسی دیکہکر فرمایا کہ اوموذی
ایک تو باقی رہ گیا ہے دیکہ تو صبح کو تجہی کیسی سزا دلاتی ہون اس ہاتہ پہیلاکر
مانگنی کا مزہ چکہاتی ہون یہ سنکر وہ خبیث غائب ہوگیا صبح کو حضرت مسکراتی
ہوئی بی بی صاحبہ کے سامنی تشریف لائی اور فرمایا کہ شب کو جو بلا اس گہر مین
آئی تہی اوسنے خوب سزا پائی تہی ایک خبیث رہ گیا تہا سو خداوند تعالے نے
وہ بہی دفع کیا اس مکان مین ایک تصرف آپکا ابتک جاری ہی وہ یہ ہے
کہ بڑی بڑی کالی سانپ اس ٹیلہ پر بکثرت رہتی ہین مگر آپکے تصرف سے
کسی کو ایذا نہین دیتی ہین کرامت ۱۰۳ برخوردار نور چشم منشی عبدالہادی
حضرت صاحب کے صاحبزادی قبلہ و کعبہ جاو دانی مولوی محمد روحانی صاحب کے
واسطے جو آپکے چہوٹی صاحبزادی صاحبہ کی حقیقی پوتی ہین نقل کرتے ہین کہ
ایک مرتبہ کسی شخص نے گورکہپور سی آپ کو سو روپیہ بہیجی ایک صاحب لیکر چلی جب
دریا میں گہاگرا مین کشتی پر سوار ہوی وہ سب بہی واللہ عالم کس طرح کہل کر
دریا مین گر پڑی وہ بیچاری ندامت سے بہری حضرت کے حضور مین پہونچے
آپنے فرمایا کہ تم پہر جاؤ اور گہاگرا کو ہمارا اسلام پہونچاؤ پہر جس جگہ پر روپیہ
گری ہون اوسی جگہ کو دپڑنا اور غوطہ لگاکر زمین پر ہاتہ ڈالنا ایک ہی

کچھ خوف نذر کرنا چاہئے چنانچہ بموجب ارشاد حضور کے دریا نذر کو بیچ غوطہ لگایا ایک ہی
دفعہ میں سب پیسہ ہاتھ آیا اب غور کرنا چاہئے اول تو جو شخص روپیہ وغیرہ کے دریا
میں گرگئے ہیں تو پتہ اگر عمدہ خوش ہیں پیل پڑے ہیں صرف چار سو روپیہ کا کہاں کرنا اور
ایک ہی دفعہ میں ہاتھ آنا خدا تعالے کی قدرت ہے بیشک بڑی کرامت ہے دوسرے
اسکو خیال کرنا چاہئے کہ ایسی دریا میں جو ان خوف میں بلا تکلف کود پڑنا اور غوطہ لگانا
یہی تصرف سے خالی نہ تھا کرامت ۱۰۳ آپکا معمول تھا کہ اگر کسی مریض
خبر پاتے تو بیماری سے شفا کے جمعہ کے روز اوسکی عیادت کو جاتے ایک دفعہ کا
ذکر ہے کہ مولوی مدد بخش صاحب کرسی خاص کے رہنے والے ہمارے حضرت کے
مرید تھے اونکا دستور تھا کہ جب کرسی میں ہوتے تو جمعہ کی نماز آپ ہی کے
پیچھے پڑھتے ایک روز جمعہ کی نماز پڑھکر جب مکان پر پہونچے دفعتہً بہت سخت
بیمار ہوئے سخت مصیبت میں گرفتار ہوئے بیہوشی کی باتیں کرتے تھے ہذیان بکتے تھے
اوس وقت بستی میں کوئی اور شخص بیمار نہ تھا آپ اونکی حالت کی خبر پاکر عیادت
کو تشریف لیگئے مولوی صاحب پر ایک جن سوار تھا بڑا پاجی اور نابکار
تھا اوس نے آپ سے کچھ بیجا گفتگو کی آپ نے نہایت غصے سے اوسکے منہ پر تھوک
مارا اور فرمایا کہ او نامعقول تو پاجی ہے ہم تجھ سے گفتگو نہیں کرتے آج شب کو
تیرے بادشاہ کو بلائیں گے اور تجھے سزا اقرار واقعی دلائیں گے یہ فرماکر آپ
چلے آئے اوسی شب کو جنوں کا بادشاہ آپ کے حضور میں حاضر ہوا اور
بہت لجاجت کی کہ میں مدت سے آپ کے پیچھے جمعہ کی نماز پڑھتا ہوں اور

لنر سوار بہی اپنے ساتھ لاتا ہون جب سوار میرے ساتھ آتے ہین تو اوسکے
سائیس بہی ساتھ ہوتے ہین چنانچہ آج میرے ہمراہی کے سوار کا ایک سائیس
ہے باہری دروازہ پر کھڑا تہا مولوی صاحب نماز پڑھ کر چلے اور
دروازے مین پہونچے اونکا دبکا اوسکو پہونچا اسی وجہ سے اوس موذی
نے اونکو تکلیف دی اور آپسے گستاخانہ گفتگو کی اب مین اوسے سزا دیتا ہون
ین گستاخی کا مزا چکہاتا ہون یہ کہکر پہر اوس جن کو بلایا اور خوب زدوکوب
کیا پہر آپنے سعی کرکے اوسے چہڑایا وہ نادم ہوکر آپکے قدمون پر گرا اور
ا قصور معاف کرایا پہر اوسی وقت بادشاہ نے اپنے بہانجے کو بلایا اور عرض
کیا حضرت یہ میرا بہانجا غلام حسین آپکی خدمت مین حاضر ہے اسے مرید
اور یہ حکم دیجیے کہ یہین رہا کرے جو کام کو فرمایے کیا کرے چنانچہ آپنے
ہم حسین کو مرید کیا اور اپنے مکان کی پاسبانی کا عہدہ دیا وہ ہمیشہ
ن رہتے تہے مکان کی نگہبانی کرتے تہے مگر اخیر مین آپنے اونکو اس عہدہ سے
برطرف کیا اور فرمایا کہ جہان تمہارا جی چاہے رہا کرو اب مکان کا پہرہ نہ دیا کرو
وہ کہین نہ جاتے تہے ہمیشہ یہین رہتے تہے اور اب تک یہ امر تحقیق سے [illegible]
ہے سوا کہ راقم آثم کی ملاقات کو نہایت پاکیزہ صورت مین آتے تہے [illegible]
معلوم نہین کہ کہان ہین کرامت [illegible] بیان غلام حسین [illegible]
[illegible] کی حکایت مین پہونچا ہے ایک بار [illegible]
[illegible] آپکی [illegible]
[illegible] کیا [illegible]

اسی لایا ہی پہونچا دی باوجودیکہ غلام حسین اوس پر عاشق تہی مگر کچہ نہین آیا جہان
سی لای تہی وہین پہونچایا ۔ فائدہ میان غلام حسین اکثر دل لگی بہی کیا کرتے تہے
معمول تہا کہ مسجد شریف کے بیچ کے گنبد کے اندر برتن وغیرہ رکہے رہتے تہی جب
ضرورت ہوتی تہی لوگ نکال لایا کرتے تہی ایک روز کوئی صاحب برتن لینی اوسکی اندر
گئی میان غلام حسین نے اوسکا در بند کر دیا سارا گنبد ایک ڈال ہو گیا کہیں سنہ نہ رہا
وہ صاحب نہایت گہبرا کر غل مچانی لگی جب بہت شور مچایا تب غلام حسین کو حضرت صاحب کا
خوف آیا ڈر کی مارے گنبد کو کہول دیا جب وہ صاحب باہر آئی تب سارا قصہ نقل کیا۔
شیخ محمد دارا کیقبادی کہ سی شریف کے رہنی والے آپکے مرید تہی اکثر مسجد شریف
مین رہا کرتے تہی ایک روز اونکو نہانی کی احتیاج ہوئی ہنوز اونکو اوٹہنی کی نوبت
نہ آئی تہی کہ میان غلام حسین نے اونکی ٹانگ پکڑ کر چکر دینا شروع کیے وہ غل
مچانے لگے آپنے اونکی آواز سنکر غلام حسین کو للکارا وہ بہاگے پہر صبح کو آپنے
میان محمد دارا سے ممانعت فرمائی کہ گہر کے ہوتے مسجد مین کیون سوتے ہو
اور یہ بہی غلام حسین کا معمول تہا کہ جس روز گہر کے کواڑ کہلے رہجاتے اور سب
لوگ سو جاتے تو یہ پاؤن پکڑ کر لوگون کو جگاتے تہی اور اپنی صورت نہ دکہاتے تہی
لوگ سمجہ جاتی تہی کہ آج دروازہ کہلا رہ گیا ہے پہر جب جاکر دیکہتے تو فی الحقیقت
کہلا پاتی صاحبزادہ والا تبار کرامت شعار بیان کرتے ہین کہ ایک مرتبہ شب ماہ
مین ابر تہا دفعتہ مجہے یہ معلوم ہوا کہ بالکل صبح ہو گئی مین گہبرا کر اوٹہا اور اپنے
دل مین نہایت افسوس کیا کہ آج نفس نے ایسا سلایا کہ نماز تہجد مین خلل آیا یہی
افسوس کرتا ہوا مسجد کو گیا وہان اپنے چہوٹے بہائی مولوی محمد نور الحق صاحب کو

دیکھا کہ بیٹھی ہین اور وظیفہ پڑہتی ہین اونکا دستور تہا کہ جب صبح کو مجہی مسجد مین آتی دیکھتی
فورًا اوٹھکر سلام کرتے اوس روز کچھ خبر نہوئی مینی خود سلام کیا تو بہی جواب دیا مین
سمجہا کہ بسبب وظیفہ پڑہنے کے نہین بولتی ہین پہر مین بہی اوسی جگہ بیٹھہ گیا اور خیال
کیا تو معلوم ہوا کہ ابہی رات بہت ہے یہ روشنی مگر چاندنی کی ہے تب مینی کہا کہ میان
نورانی صاحب ہمکو تو ابہی رات بہت معلوم ہوتی ہے شاید مگر چاندنی ہے اسکا
بہی جواب کچھ نہ دیا تب تو مینے غصہ کیا کہ آج تمہین کیا ہوا ہے کہ نہ صاحب سلامت
کرتے اور نہ بات کا جواب دیتے ہو میرا یہ کہنا تہا کہ غائب ہوگئے تب مین سمجہا کہ
ذات شریف میان غلام حسین تہی پہر مسجد سے مکان پر آیا قریب نصف شب کے
باقی تہی مینے تہجد کی نماز پڑہی اور کل وظائف معمولی سے فراغت کے بعد اسکے
صبح ہوئی پہر اور موصوف نے اذان کہی مین مسجد مین گیا اور حسب دستور نماز پڑہی
بعد فراغت نماز کے کیفیت شب کی پہر اور مذکور سے بیان کی اونہون نے سنکر
تعجب کیا اور کہا کہ مین نہ تہا ایک مرتبہ میان غلام حسین نے اور بہی صاحبزادے
والاتبار کرامت شعار سے مزاق کیا تہا حضرت مولینا شاہ محمد نورانی صاحب
کی صورت پکڑکر آئے تہے آپ نے صورت دیکھتے ہی پہچان لیا اور ارشاد کیا کہ
اب مین تمہارے دم مین نہ آؤنگا جب میرے سامنے آؤگے پہچان جاؤنگا
واعظ احکام شرع متین مولوی حافظ محمد فخر الدین عالم و فاضل بے بدل از قوم فرد
فرنگی محل فرماتے ہین کہ ایک شاہ صاحب کلن شاہ نام میرے پاس تشریف
لائے ہین اونکا بیان ہے کہ مجہکو غلام حسین جو مرید حضرت شاہ نجات اللہ علیہ الرحمہ
سے فیضان ہے اور مین اونہین کا مرید ہون ۔ اور سوائے غلام حسین کے کہ یہ

جنون کے بادشاہ کے حقیقی بہانجے تہے اپنی جن آپکے مرید تہے چنانچہ آپکے
انتقال کے بعد اکثر واقعات جنون کے ظہور پائے جنکو دیکہکر لوگ حیرت مین آگئے
ایک شخص ملا نامی نورباف حضرت کے مرید تہے ایک مرتبہ کئی آدمی اپنی ہمراہ لیکر
آئے اور صاحبزادے والاتبار کرامت شعار کی مسجد مین کہ درگاہ شریف سے
متصل ہے اوترے نصف شب کو کیا دیکہتے ہین کہ بڑی شان وشوکت کی
سواری ہے اور ایک فیل مع عماری ہے اوس پر ایک شخص نہایت معزز و
باوقار سوار چلے آتے ہین جب درگاہ شریف کے قریب پہونچے تو ہاتہی سے نیچے اوترے
اور مع ہمراہیون کے بڑہکر قبر سے روضہ شریف کے اندر گئے اور اوس ہاتہی
کو اوسی جگہ چہوڑدیا وہ جہومتا ہوا مسجد کی طرف چلا اسسبب لوگ ڈر کے مارے مسجد
کی کیواڑی بند کرکے بیٹہہ رہے پہر تہوڑی دیر کے بعد وہ سب لوگ درگاہ شریف
سے نکلے اور ہاتہی پر سوار ہوکر چلے تب ان لوگون کی جان مین جان آئی مگر دہشت
کے مارے ساری رات پلک نہ لگائی پہر صبح کو صاحبزادے صاحب سے کیفیت عرض
کی آپنے فرمایا کہ وہ جن تہے اکثر یونہین آتے ہین فاتحہ پڑہکر چلے جاتے ہین
ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ خان زمان خان لکہنؤ سے آتے تہے صمدپور اپنے مکان کو
جاتے تہے شب کو یہان آکر پہونچے جب کہانا کہاچکے تب مسجد مین رہنے کو چلے حضرت
والد نے منع فرمایا مگر کچہ اونکی خیال مین نہ آیا بعد اسکے مسجد مین جاکے نماز
پڑہی اور وظیفہ پڑہنے کی فکر کی دیکہتے کیا ہین کہ دو شخص درگاہ شریف سے
نکلے اور مسجد مین آکر نماز پڑہنے لگے نماز کی بعد اون مین سے ایک شخص نے انکے پاس آکر
اشارہ سے تسبیح مانگی انہون نے نہ دی اور اشارہ کیا کہ مین خود پڑہتا ہون پہر

پہر اونہون نے اشارہ سے طلب کیا مگر انہون نے نہ دیا تیسری بار جب پہر مانگا
اور نہ پایا تو تسبیح چہین کر ایک طمانچہ اونکے منہ پر لگایا اونہون نے نہایت غضب
سے جہپٹ کر اپنی سپر اور تلوار اوٹہائی انکا تلوار اوٹہانا تہا کہ اون دونون
صاحبون کا غائب ہونا تہا جب وہ غائب ہوگئے اسکا ڈر کے مارے برا حال ہوا
مسجد مین ٹہہرنا محال ہوا خدا خدا کرکے رات کٹی صبح کو یہ کیفیت حضرت ممدوح سے
کہی آپ نے فرمایا کہ ہمنے اسی واسطے تمکو منع کیا تہا مگر تمہارے خیال مین نہ آیا اسیکا
یہ ثمرہ پایا نقل ہے کہ جن دنون حضرت کے صاحبزادے حقیقت و معرفت آگاہ
حضرت مولوی محمد حزب اللہ صاحب اپنے اخ معظم برادر مکرم برگزیدہ درگاہ ربانی
مولوی محمد نورانی صاحب کے مکان مین جو درگاہ شریف سے ملا ہوا ہے رہتے تہے
ایک مرتبہ قریب نصف شب کے کیا دیکہتے ہین کہ روشنی کی شعاع مکان کے
دیوارون پر ایسی کہلی ہے کہ جسکے دیکہنے سے دل کو نہایت بیکلی ہے آپ بڑے
متعجب ہوکر کوٹہے پر چڑہے تو دیکہا کہ درگاہ شریف کے اندر بہت مشعلین
روشن ہین اور لوگ بکثرت آپسمین صحن مین واللہ عالم فاتحہ پڑہتے تہے
یا حضرت سے کچہ التجا کرتے تہے جب صاحبزادے موصوف نے یہ کیفیت دیکہی تو دوسرے
کوٹہے پر چڑہ کر صاحبزادے والا تبار کرامت شعار سے خبر کی آپ نے فرمایا کہ
تمکو اس سے کیا غرض ہے جاکر سو رہو اسکے فکر مین نہ پڑو راقم آثم ہیچمدان کہ اوس
زمانے مین بہت ہی صغر سن تہا اور حضرت والد ماجد کے پاس ہی لیٹا تہا
لیکن اوس وقت جناب چہوٹے چچا صاحب کا آنا اور حضرت والد ماجد کا فرمانا
سنجہ لیا ہوا اور اوسی روز ہمارے چچا قبلہ و کعبہ دو جہانی مولوی محمد نورانی

صاحب نے ایک ناگهن میان غلام محمد صاحب کے همراه لکهنو سی بهیجا تها وه اوسی وقت
شب کو لیکر پهونچی تهی اور وه شب عید الضحی تهی اونهون نے بهی بعینه یه کیفیت دیکهی
تهی اور لوگون سی کهتی تهی اسی طرح اکثر واقعات جنون کی آپکے انتقال کے بعد
لوگون نے بچشم ظاهر دیکهی اور دیکهتی هین برابر ایسی ساته گذری هین اب جاننا چاهیی
که همارے حضرت سی اس قدر کمالات اور خوارق عادات ظهور مین آئی که حد شمار
سی خارج هین اور علاوه اسکے آپکے انتقال کو پچپن ٥٥ سال کے قریب زمانه گزرا اس
حال مین کوئی آپکے دیکهنی والون اور مریدون سی باقی نه رها لهذا مجبور هو کر اسی قدر
پر اکتفا کیا **ذکر وفات شریف** اب آپکے انتقال کا وه حال لکها جاتا هی که جسکے
صدمه سی راقم کا کلیجه منه کو آتا هے آج جس وقت سی مینے آپکے انتقال کی حالات
اپنی حضرت والده ماجده مدظلها سی تحقیقات کی اور اونهون نے بیان فرمایے اوس وقت
سی مجهپر عجب حالت طاری هی دل کو نهایت بیقراری هے اشک آنکهون سی چلے آتے
هین هرچند ضبط کرتا هون نهین رکتی هین جب پچپن سال کے بعد آپکے انتقال کی
حالات سننے سی میری یه حالت هی تو خدا جانے اوس وقت کے دیکهنے اور سننے
والون کی کیا کیفیت هوگی عین شاب روانی مین یه سلسله جنبانی هی که ایک روز آپ
مسجد شریف کے محراب مین قران مجید کی تلاوت فرماتے تهی که یکایک هاتف غیب نے
یه ندا کی که اب تمکو خداوند تعالی نے بلایا هی اور تمهارے ساته دو عورتون کو بهی
طلب فرمایا هی آپ یه ندا سنکر اور تلاوت سی فراغت پاکر گهر مین تشریف لاے
اور چشمان مبارک سی اشک حسرت نهایت فرط محبت سے روان فرمایے اور
ارشاد کیا که خداوند تعالی نے همکو بلایا هی اور دو عورتون کے نام لیکه اونکو بهی

ہمارے ساتھ طلب فرمایا ہے جناب والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ جس وقت آپ اپنی زبان مبارک
پر یہ حرف لاتے اوس وقت کی حالت کو کیا کہون عجب طرح کا کہرام اور ماتم تہا ہر
مرد وزن مبتلای رنج والم تہا آپکے صاحبزادے والا تبار کرامت شعار یہان تشریف
نہ رکہتے تہے لکہنؤ مین تحصیل علوم کرتے تہے لوگون نے یہان سے بہت جلد آدمی دوڑایا
صاحبزادے کو اپنے ہمراہ لیکر آیا مگر صاحبزادے صاحب کا یہ حال تہا کہ شدت رنج وغم
سے نہ کہانا کہاتے تہے نہ پانی پیتے تہے نہ کسی سے بات کرتے تہے علحدہ منہ لپیٹے
رات دن پڑے رہتے تہے ایک روز صاحبزادے صاحب آپکے اندوہ فراق مین
نہایت بیقرار ہوے بڑے رنج وغم مین گرفتار ہوے حضرت صاحب آپکے پاس
خود تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تم غم نکرو ابہی چند روز ہمارا یہان دنیا مین قیام
ہے زیادہ رہنے سے کیا کام ہے ہرچند آپ تسلی کی باتین فرماتے تہے مگر تسکین
نہ آتی تہی دل کی بیقراری نہ جاتی تہی حضرت کے اوسی تاریخ سے یہ کیفیت تہی کہ
ظاہر مین نہ کوئی بیماری اور نہ علالت تہی مگر گہڑیوں طاقت کو زوال تہا چند روز مین
عجب حال ہوا کہ اوٹہنا بیٹہنا محال ہوا کرسی پر بٹہا کر جمعہ کی نماز کے واسطے لیجاتے تہے
مگر آپ خدا کی قدرت سے کل نماز کہڑے ہوکر ادا فرماتے تہے اور ارشاد کرتے تہے
کہ جس وقت مین دو رکعت نماز بیٹہ کر پڑہون گا اوسی دن پہر دنیا مین نہ
رہون گا پہر جب آپکے انتقال کا وقت قریب آیا تب آپنے ایک روز یہ
فرمایا کہ ہمکو باہر لے چلو ہم اپنی مدفن کی جگہ تم لوگون کو دکہا دین اپنے سامنے
بتا دین پہر جس وقت آپ کو کرسی پر بٹہایا اور چارون صاحبزادون نے لیجاکر
اوس مقام پر پہونچایا اور آپنے اپنی جگہ بتائی اوس وقت سارے قصبہ کے

لوگ جمع تھے لوگوں کی بیقراری اور گریہ وزاری سے عجب ہنگامہ اور شور تھا ہر
طرف سے صدائے واویلا وامصیبتا کا بلند تھا سب یہی کہتے تھے کہ جدا جائی آپ کے بعد
ہمارا کیا حال ہوگا صدمہ مفارقت سے جینا وبال ہوگا پھر آپ مکان پر تشریف
لائے اور چند روز اس دنیا میں قیام فرمایا بعد اسکے ایک روز بطور وصیت کے
آپ کی زبان مبارک سے یہ کلام آیا کہ ہمارا مقبرہ نہ بنانا اور قبر پختہ نکرنا اور ہماری
قبر پر روشنی اور چراغ کبھی نہ آئے اور کسی طرح کی بدعت نہونے پائے پھر کئی
روز کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب ہمکو مقبرہ بنانے کی اجازت ہے اور باقی بدستور
وصیت ہے اور اپنے فرزندوں کے حق میں یہ وصیت فرمائی کہ کبھی کوئی امر
خلاف شرع نکرنا اسکا خیال بہت کچھ رکھنا اور اپنے صاحبزادے والا تبار کو سجادہ
مقبول بارگاہ ربانی حضرت مولانا شاہ محمد حمد آلی صاحب کو اپنے سامنے اپنا جانشین
کرکے اپنے اور صاحبزادوں سے حکم دیا انکو بجائے میرے سمجھنا کوئی کام انکی
خلاف مرضی نکرنا اور اوسی وقت یہ بھی ارشاد کیا کہ میری اولاد سے جو
راہ راست پر چلیگا وہ تمام عمر نان ونفقہ کا محتاج نرہیگا اور یہ بھی فرمایا
کہ جو شخص میری اولاد کو ایذا و رنج پہونچائیگا یا اونکے ساتھ گستاخی یا دغابازی
سے پیش آئیگا وہ ضرر بہت سا اوٹھائیگا اور خوب سزا پائیگا اس وصیت کا
امتحان بھی برابر ہوتا جاتا ہے ایک شخص بے ادب نے آپ کے نواسہ صاحب سے
آپکے روضہ شریف کے سامنے کچھ گفتگو بیہودہ کی ہنوز دو ہفتہ بھی گذرنے کی نوبت نہ آئی
کہ خوب سزا پائی اور اوسی وقت یہ بھی فرمایا کہ میں نے حق تعالی کی جناب میں
دعا کی کہ میری اولاد زمانہ دجال تک باقی رہے سو قبول ہوئی اور اخیر وصیت

یہ فرمائی کہ ہمارے یہی چار فرزند یعنی مولانا شاہ محمد حمدانی اور مولوی شاہ محمد
نورانی اور مولوی محمد روحانی اور مولوی محمد ضرب اللہ ہمکو غسل دیکر کفن پہنائیں
انکے سوا اور کوئی صاحب یہان نہ آئیں اور یہی پہلے ہمارا جنازہ اوٹھائیں اور
انہیں چارون فرزندون میں سے کوئی فرزند ہماری جنازے کی نماز پڑہائیں
اسی طرح سے بہت وصیتیں فرماکر پانچویں شعبان ۱۲۳۵ھ ہجری کو پنجشنبہ کے
روز صبح کی نماز دو رکعت بیٹھکر پڑہی اور اوسی دن پہر دن چڑہے اوناسی برس
چھہ مہینے کی عمر میں آپکے روح پر فتوح نے جانب علیین کی پرواز فرمایا ساکنان
ارض وسمائی انا للہ وانا الیہ راجعون کا شور مچایا افسوس صد افسوس ہیہات
ہیہات جس وقت اوس ذات سراپا فیض وبرکات نے عالم فانی سے عالم بقا کی طرف
اپنا رخ انور پہیرا ہے تو یہ معلوم ہوتا تہا کہ سارے جہان کو تاریکی اور اندہیری
نے گہیر لیا ہے اوس وقت کی صدمۂ مفارقت اور رنج ومصیبت کا کیا بیان
ہے جسکی شرح کرنے سے سراسر قاصر قلم کی زبان ہے جس وقت یہ چارون صاحبزادے
حسب وصیت غسل دینے کو چلے تو پیچھے سے مولوی محمد حیدر صاحب لکہنؤ فرنگی محل
یہ بہی پہونچے شاید مولوی صاحب نے بہی حضرت صاحب سے بروقت غسل دینے کے
اپنی صاحبزادوں کی اجازت لے لی تہی اب سنئے کہ جب غسل دینے لگے تو ایک مرتبہ
حضرت کے دست راست کی انگشتان مبارک پر نگاہ پڑی تو دیکہا کہ آپکے عقد انامل
پر ایسے چلتی ہیں اس حالت میں بہی یاد خدا سے غفلت نہیں کرتے ہیں تب مولوی صاحب
نے پکارکر فرمایا کہ دیکہو جو ہم نے سنا تہا وہ آج ہمارے مرشد نے ہمکو دکہایا اور
سنا ہے کہ آپنے اوسی حالت میں ایک مرتبہ آنکہ کہولی اور پہر بند کرلی اب معلوم

کرنا چاہئے کہ یہ آنکھ کا کھولنا اور بند کر لینا اور عقد انامل کا جاری ہونا فقط
اسواسطے تھا کہ لوگوں کو اس مصرعہ پر کہ ع نباشد موت ہرگز اولیا را + یقین کامل
ہو جاوے دیکھنے والوں کے دل پر کبھی خلاف شبہ نہ آوے جب آپکے تجہیز و تکفین
کر چکے اور جنازہ مبارک کو چاروں صاحبزادے باہر لے چلے تو باوجودیکہ مینہ اسقدر
کا تھا کہ پانی برستا تھا اوسی وقت کئی ٹکڑے ابر کے گھر ہوا اور خداوند تعالے
نے چند قطرات باران رحمت کے برسائے آخر کار بڑی ہجوم اور کثرت سے آپکے
جنازہ کی نماز پڑھکر بموجب وصیت کے دفنایا بعد ازاں ہر شخص صدمہ مفارقت
سے گریہ وزاری کرتا ہوا اپنے گھر آیا آپکا کفن نہایت پاکیزہ و لطیف تھا ایک بی بی
کہ آپکی مریدنی تھیں وضو کرکے درود شریف پڑھتی جاتی تھیں اور خاص اسی
نیت سے سوت کاتتی جاتی تھیں جب اس طور سے سوت طیار ہوا تب ایک
نوریاف ساکن زیدپور کہ آپکے مرید حافظ قرآن تھے تلاوت کرتے جاتے تھے
اور اوسی سوت سے کپڑا بنتے جاتے تھے جب سارا کپڑا کفن شریف کا اسی طرح سے
بن کر طیار کیا تب ایک ہیولی مسلمان معتقد نے طاہر و مطہر کرکے اوسے دھو لیا
اسکے بعد آپنے اپنے سامنے اپنا کفن قطع کرایا اور وہی کفن آپکو دیا گیا اور
آپکے وفات شریف کی تاریخیں لوگوں نے بکثرت کہی ہیں انجملہ دو تاریخیں
یہاں لکھی ہیں تاریخ وفات شریف خمیس خامس شعبان ولی حق آگاہ +
نجلد شد لیں ہفتاد و دو سن و شش ماہ + بگفت مخبر امر نجات تاریخش + زہی نجات
حق اہلم نجات اللہ + دیگر مسند کرسی بعرش شد ناگاہ + طور گردید بے کلیم اللہ
ریق الم بسر برشہ خورشید + داغ افروز گشت سینہ ماہ + سر زنجت کشیدہ بستان

گفت ☼ قدوۃ السالکین نجات اللہ ☼ اب یہان سے وہ حال کرامت اشتمال جو
بعد انتقال کے آپکی ذات بابرکات سے وقوع مین آئی لکھی جاتی ہین اسکے بعد
پھر مریدون کے حالات آوینگے کرامت آپکے روضۂ شریف کی برابر آپکے
صاحبزادے والا تبار کرامت شعار کی مسجد ہے اور اوسکے برابر کنوان ہے
اوسکا پانی پیشتر نہایت ٹھنڈا اور شیرین تھا دفعتہ ایسا کھاری ہو گیا کہ منھ
مین نہ دیا جاتا تھا ایک روز آپکے چھوٹے صاحبزادے حقیقت و معرفت آگاہ
مولوی محمد حزب اللہ صاحب نے خواب مین دیکھا کہ مین اوسی کوے سے پانی
بھرتا ہون اور کیا دیکھتا ہون کہ حضرت صاحب درگاہ شریف کے چبوترے کے
کنارے کوے کے متصل تشریف لائے اور مجھ سے پانی طلب فرمایا مین نے عرض
کیا کہ یا حضرت یہ پانی نہایت کھاری ہے پھر ارشاد کیا کہ ڈول پانی کا ہمارے
سامنے لاؤ مین نے حاضر کیا آپنے اوس مین سے ایک کلی پانی لیکر اپنے دہن شریف
مین رکھا اور پھر اوسی ڈول مین چھوڑ دیا اور فرمایا کہ آپ یہ پانی کوے
مین ڈالدو مین نے وہ پانی لیکر کوے مین ڈالدیا پھر جب مین خواب سے اوٹھا
تو فوراً کوے پہ جاکر پانی بھر کر پیا تو نہایت شیرین پایا پھر جب میتی اپنی بڑے بھائی صاحب
والا تبار کرامت شعار کی خدمت مین حاضر ہو کر سب ماجرا بیان کیا آپنے فرمایا
کہ تمنے بڑا غضب کیا بے نمازی لوگ پانی پینے کو اس کوے پر چڑھتے ہین یہ ہمارے
پانی بھر لوتی اسی وجہ سے مین نے دعا مانگکر کھاری کرا دیا تھا مین نے عرض کیا
یا حضرت میرا کیا قصور ہے یہ تو سراسر حضرت صاحب کے تصرف کا ظہور ہے
کرامت ایک مرتبہ حافظ سعد الدین صاحب نے چاہا کہ آپکے عرس شریف

میں قوالوں وغیرہ کو لائیں اور آپ کے مزار شریف پر حال و قال کا خوب رنگ جمائیں
چنانچہ حضرت کے صاحبزادے والا تبار کرامت شعار سے عرض کیا کہ یا حضرت آپ کے
عرس شریف میں قوالوں کو لاؤں گا مقام امر شدی سے ڈھولکی اور تنبورا بجواتا ہوا
شور محشر کرتا ہوا اپنے مرشد کی مزار پر آؤں گا آپ نے فرمایا خبردار ایسا ارادہ ہرگز
نکرنا کبھی اپنے دل میں یہ خیال نہ لانا عرض کیا یا حضرت جو چاہے کیجیے جو سزا چاہے
دیجیے مگر میں اپنے ارادے سے باز نہ آؤں گا ضرور ہی قوالوں کو لا کر گواؤں گا
آخر جب عرس شریف کے ایام قریب آئے اور حافظ صاحب نے قوال وغیرہ ٹھہرائے
اور صبح کو قصد چلنے کا کیا دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت صاحب سامنے کھڑے ہیں اور
اپنی انگلی دندان مبارک کے نیچے دبائی ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے سعد الدین یہ کیا
حرکت ہے خبردار ایسا نکرنا نہیں تو بڑی سزا پاؤ گے یہ فرما کر آپ تشریف لے گئے
حافظ صاحب کے ڈر کے مارے ہوش اڑ گئے اور جس قوال نے حافظ صاحب کے
ساتھ چلنے کا وعدہ کیا تھا وہ شدت درد شکم سے ساری رات تڑپا کیا یقین تھا
ہلاک ہو جاوے جب حافظ صاحب کو قوال کی علالت کی خبر پہنچی تو اوسکے پاس جا کر
سبب کیفیت کہی اوسنے اوسی وقت توبہ کی فوراً درد جاتا رہا صحت پائی
دوبارہ زندگی ہاتھ آئی **کرامت** حافظ ابو سعید جناب بھائی مولوی
عبد الجلیل صاحب کے فرزند ارجمند بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ شب کو بکر چاندنی
کے دھوکے سے یہ معلوم ہوا کہ صبح ہو گئی حالانکہ رات بہت تھی حضرت والد ماجد
جلدی سے اوٹھے اور نہانے کے واسطے دروازہ کی طرف سے مسجد کو چلے اور میں بھی بہت
جلد حجرہ کی طرف سے چلا جب کھڑکی کھولکر مسجد میں پہونچا تو دیکھا کہ ایک صاحب

لباس سفید پہنے ہوئے ممبر کے پاس نماز پڑھتے ہیں میں سمجھا کہ یہ صاحب کوئی
مسافر ہیں جب والد صاحب تشریف لائے میں نے پوچھا کہ یہ صاحب کون
ہیں اور کہاں سے آئے والد صاحب نے اشارہ سے فرمایا کہ چپ رہو پھر وہ بزرگ
نماز پڑھ کر حجرے کی طرف چلے اور کھڑکی تک پہونچے پھر آگے میں نہ جانتا کہ کہاں
تشریف لے گئے صبح کو والد ماجد نے مجھ سے فرمایا کہ تم جب اس طور سے دیکھنا
تو کبھی خوف نہ کرنا یہ حضرت صاحب تھے جو شب کو مسجد میں نماز پڑھتے تھے آپ
اکثر یونہیں آتے ہیں اور نماز پڑھکر تشریف لیجاتے ہیں اور حافظ صاحب موصوف
کا یہ بھی بیان ہے کہ حسب اتفاق جب میں نے حاجی شاہ وارث علی صاحب سے بیعت
کی تو ایک روز اس طرح حضرت کی زیارت مجھے ملی کہ جب میں اوسی سال ماہ صیام
کی تراویح میں محراب سنائی تو ۲۳ تاریخ بعد فراغ ختم قرآن شریف کے جب مکان
میں جاکر نوبت سونے کی آئی دفعتہ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں مسجد کے
اندر حجرے کی دہلیز کے برابر چراغدان کے متصل بیٹھا تلاوت کرتا ہوں
ایک مرتبہ نگاہ جو اوٹھائی تو یہ کیفیت دیکھنے میں آئی کہ باہر کے دروازہ سے
ایک بزرگ نہایت پاکیزہ صورت جناب حضرت مولوی نورانی صاحب کے
مشابہت بڑی شان اور شوکت اور وجاہت سے ایک لبادہ بہت بھاری
اوڑھے اور پائجامہ رولی دار پہنے اور دوہری ٹوپی سر مبارک پر رکھے اور
اور جوتی چیراہوان پہنے اور عصا ہاتھ میں لیے ہوئے تشریف لاتے ہیں
اور آپ کے پیچھے تین شخص اور بھی آتے ہیں یہاں تک کہ آپ مسجد کے اندر
تشریف لائے اور بیچ کے در میں قدم رنجہ فرمائی میں چاہا کہ اوٹھکر آپ کی

تعظیم بجا لاؤن آپنے فرمایا تم قرآن شریف پڑھتی ہو تمھین تعظیم معاف ہی
پھر آپ جس جگہ مین حاضر تھا وہین بیٹھی اور مجھسے فرمایا کہ تم کس کے مرید ہوئی
ہنوز مین عرض کرنے نہ پایا تھا کہ اون تینون صاحبون مین سے ایک صاحب
بولے کہ یہ حاجی وارث علی صاحب کے مرید ہوئی آپنے فرمایا کہ کچھ مضائقہ
نہین تم اپنا ہاتھ ہمکو دو یعنی ہمسے بیعت کرو مینے ہاتھ دیا آپنے مجھے مرید
کیا اور یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ آخر تک پڑھی اور ہمراہیون کی طرف
مخاطب ہوکر فرمایا تم شاہد رہیو کہ یہ لڑکا ہمارے مریدون مین آیا یہ فرماکر تشریف
لے گئے یہی حال حضرت والد ماجد اور قبلہ و کعبہ دو جہانی حضرت مولوی
محمد نورانی صاحب اور حضرت مولانا ابو البقا عبد الحکیم صاحب سے عرض کیا
سبھون نے مجھے مژدہ دیا کہ بیشک وہ حضرت صاحب تھے کہ تمکو مرید کیا اور یہ
بیعت تمھاری صحیح ہوئی کرامت مولوی عبد اللہ والد ماجد حافظ فضل اللہ
اول یہ ہندو قوم کایستھ سے تھے اور انکا نام منسکھ رای تھا یہ حضرت صاحب کے مرید
ہوئے اور ایمان لائے مگر حضرت کے انتقال کے بعد انکی نیت مین کچھ فتور آیا
اپنی طبیعت کو مذہب باطلہ کی طرف پھر مخاطب پایا اسکے بعد بیمار ہوئے بڑے ہی
سخت عارضہ مین گرفتار ہوئے ایک روز دیکھا کہ حضرت صاحب سامنے کھڑے
ہین اور فرماتے ہین کہ توبہ کرو نہین تو اس سے زیادہ سزا پاؤ گے بہت پچھتاؤ گے
مولوی صاحب کہتے ہین کہ جب مینے یہ کیفیت دیکھی تو پھر توبہ کے بعد چند ہی
شیطان نے پھر اپنا جال بچھایا اور اوسی فتور مین مجھے پھنسایا اب کی مرتبہ
اس قدر بیمار ہوا کہ ہلاکت کے قریب پہونچا پھر حضرت صاحب کو اوسی طرح

دیکہا فرماتی ہین کہ اپنی نیت کی سزا پائی ہو مگر باز نہین آتے اب کی صدق دل سے
توبہ کرو نہین تو اسی بیماری مین ہلاک ہوجاوگے ہرگز صحت نہ پاوگے مولوی
عبداللہ صاحب کہتی ہین کہ پہر تو مین نہایت خجل اور پشیمان ہوا اور اعتقاد کامل اور
صدق دل سی مسلمان ہوا حضرت کے تصرف سی اوسی وقت خداوند تعالے
نی صحت عنایت فرمائی اور حلاوت ایمان کی کیفیت دکہائی اسی طرح سی
ہزارہا کمالات اور خوارق عادات آپکے حیات اور انتقال کے بعد آپکی
ذات بابرکات سی جیسے وقوع پاتی ایسے کم سننے مین آتی واللہ عالم بالصواب
واللہ المرجع والمآب تمام ہوا تیسرا باب **بشارت مقبولیت ملفوظات**
طیبات آج اس مہینے صفر سنہ ۱۲۸۹ ہجری کی چوتہی تاریخ ہفتہ کے روز
جب اس فقیر سراپا تقصیر نے باب سوم اس ملفوظ کا جسمین سراپا کرامتین جناب
حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی لکہی ہین ختم کیا اور دوپہر کو حسب معمول اپنی
کمرہی مین سونے گیا اوس وقت دل مین یہ خیال آیا کہ آج ملفوظ کے مضمون
کی صداقت اور اوسکی مقبولیت کا امتحان کرنا چاہیے چنانچہ اسی نیت
سی اوسی کمرہی مین فرش پہ لیٹا اور نجات المومنین یعنی اس ملفوظ کو
اپنی سرہانی رکہا اور آپ کی طرف رجوع کی کہ یا حضرت صاحب جد امجد
رحمۃ اللہ علیہ اگر یہ ملفوظ مقبول ہے اور مضمون اسکے صحیح و راست
ہین تو اس وقت اپنی زیارت سراپا برکت سی مجہی مشرف فرمایئے پہلے
بڑی دیر تک قبلہ کی طرف منہ کیے ہوئی لیٹا رہا مگر نیند نہ آئی اور کچہ
خنکی معلوم ہوئی مین اوٹہ بیٹہا اور چادرہ اوسی جگہ علحدہ رکہا تہا

اوسی اوٹھا کر اوڑھ لیا اور منہ بند کرکے لیٹ رہا پھر تو خوب غافل ہوکر
سوگیا ایک بارگی کیا دیکھتا ہون کہ مین اپنی جناب والدہ ماجدہ مدظلہا کے
پاس کھڑا ہون اور جناب والد ماجد برگزیدۂ بارگاہ ربانی حضرت مولانا
شاہ محمد حمدانی صاحب رحمۃ اللہ بھی اوسی جگہ تشریف رکھتے ہین حضرت
والدہ صاحبہ فرماتی ہین کہ حضرت صاحب نے ہمسے فرمایا ہے کہ آج ہم گھرمین
آتے ہین پانچ روز برابر رہینگے چھٹے روز چلے جائینگے جسکا جی چاہے آئے اور
ہمارسے ملاقات کرجاے یہ سنکر حضرت والد ماجد نے فرمایا کہ اگر حضرت
صاحب نے وعدہ فرمایا ہے تو ضرور تشریف لائینگے اور اپنی زیارت سے مشرف
فرمائینگے بعد اسکے کیا دیکھتا ہون کہ مین اپنے مکان کی ڈیوڑھی مین تنہا
بیٹھا ہون اور جناب حضرت صاحب لباس سرمائی پہنے نہایت پاکیزہ صورت
بڑی شان وشوکت سے باہر کی جانب سے تشریف لیے آتے ہین آپ کی
صورت دیکھتے ہی مین باغ باغ ہوگیا اور اپنے دل مین کہا کہ سبحان اللہ
آپ بموجب وعدہ کے تشریف لاے اور اوٹھکر اداب بجالایا آپ نہایت
خوشی سے اندر کو تشریف لے چلے مین بھی آپکے پیچھے چلا آپ گھرمین داخل
ہوے اور سب لوگ زیارت بابرکت سے مشرف ہوے اوس وقت اندر سے
باہر تک یہ معلوم ہوتا تھا کہ برابر ایک نور چھا گیا ہے اور عجب برکت و
آبادی ہے تمام بستی کے لوگ آپ کی تشریف آوری کی خبر سنکر آتے ہین
اور زیارت سے مشرف ہوکر جاتی ہین خوشی کے مارے پھولی نہین سماتے
ہین پھر آپ نے بھیم کے مکان مین جہان ہمشیرہ عزیزہ رہتی ہین اوسکے دامن

کی طرف گھر ہی مین تشریف لیجا کر پانچ روز برابر قیام فرمایا اور آپکا یہ معمول ہی کہ
دن بھر مین دو چار مرتبہ گھر ہی سے برآمد ہو کر مکان مین تشریف لاتی ہین
اور جناب والدہ صاحبہ وغیرہ کے پاس کہڑے کہڑے تہوڑی دیر ٹہہر کر پہر اوسی
گھر مین چلے جاتی ہین اور جو لوگ کہ آپکی زیارت کے واسطے آتی ہین وہ مشرف
ہوتی ہین لیکن حال یہ ہی کہ آپکے رعب و دبدبہ سے کوئی آپکے پاس ٹہہر نہین سکتا
ہی جو جاتا ہی زیارت کرکے جلدہی سے چلا آتا ہے اب سنیے کہ اوسی پانچ
روز کی میعاد مین جو آپنے اپنی قیام کے واسطے مقرر کی تہی ایک روز کیا دیکھتا ہون
کہ مین اوسی ڈیوڑہی مین بیٹھا ہون اور آپ اندر سے باہر کو تشریف لائی
اور عصر کی نماز کے واسطے مسجد کو چلے مین بہی آپکے ساتھ ہو لیا اور دیکھا کہ
مسجد کے چبوترہ پر نمازی لوگ جمع ہین اور حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ
مسجد کے کوی پر وضو کرتے ہین اور جناب منجھلے چچا قبلہ و کعبہ و بہائی حضرت
مولوی شاہ محمد نورانی اور جناب چہوٹے چچا قبلہ و کعبہ حقیقت و معرفت آگاہ
مولوی محمد حرز اللہ صاحب مسجد کے چبوترہ پر بیٹھی ہین حضرت صاحب بہی
اوس جگہ بیٹھ گئی اور سب لوگون کی طرف مخاطب ہو کر کچھ باتین فرمانے لگے
اوس وقت مینے حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ خداوند تعالے
نے ہمارے حضرت دادا صاحب کو ایسا مرتبہ عالی عطا فرمایا ہے کہ کبہی
سننے مین نہین آیا ہے پچپن سال کے بعد قبر سے اوٹھ کر اس طرح سے
آنا اور یا فلان پانچ روز برابر تشریف رکہنا اور سبہون تمام لوگون سے ملاقات
کرنا اور مخاطب ہو کر باتین فرمانا یہ کسی بزرگ کو نہیں سنا فرمایا کہ فی الحقیقت

خداوند تعالی نے آپ کو ایسا ہی رتبہ دیا ہے پھر اوسی پانچ روز کی میعاد مین
ایک روز کیا دیکھتا ہون کہ آپ وسی کمرہ سے برآمد ہوے اور پرانی حویلی
یعنی اپنی مسجد خاص مین نماز پڑہنی تشریف لے چلے اور فرمایا کہ آج ہم
اپنی مسجد مین نماز پڑہنے چلتے ہین اور پڑہ کر پہر آئینگے پہر تہوڑی دیر کے
بعد آپ تشریف لای اور اوسی کمری مین قدم رنجہ فرمایا پہر اوسی میعاد
مین ایک روز دیکہا کہ آپ ظہر کی نماز پڑہنی اپنی مسجد شریف مین تشریف
لے گئے اور مین اس مسجد مین نماز کو واسطی آیا یہان حضرت والد ماجد اور
حضرت منجھلی چچا صاحب عم محترم کو پایا اور مینے بدستور نماز پڑہا لی جب نماز
فرض سے فراغت پائی تہا اوس وقت میرے دل مین یہ خیال آیا کہ آج
حضرت صاحب کو تشریف لای ہوی پانچ روز ہو چکی کل آپ چلے جاینگی پہر ہم
آپ کی زیارت کہان پاینگی یہی خیال کر کے روتا ہوا حضرت والد ماجد کے
پاس کہ اوسی جگہ دوسرے درجہ مین کہڑی ہوئی بعد نماز فرض کے حسب
معمول کچہ وظیفہ پڑہ رہی تہی گیا اور عرض کیا کہ آج حضرت صاحب کو
تشریف لای ہوی پانچ روز ہو گئی کل آپ تشریف لے جاینگی آج اچھی طرح
سے مجہ سے ملاقات کرا دیجیے آپ نے اشارہ سے فرمایا کہ اچھا پہر مین نماز پڑہ کر
مکان پر آیا اور جناب والدہ ماجدہ صاحبہ سے پوچہا کہ حضرت صاحب کہان
ہین فرمایا کہ پرانی حویلی مین نماز پڑہنی گئی ہین مینی عرض کیا کہ کیا اب یہان
تشریف لائنگے یا نہین فرمایا کہ ہان آئینگی اوس وقت مینی اپنے
دل مین بڑی افسوس سے خیال کیا کہ کل چھٹا روز ہے آپ تشریف

لیجائینگی پہر واللہ عالم کب آئیت یا نہ آئین اسی خیال مین تہا کہ آنکہ کہل گئی
جب مینے حضرت والد ماجد سے عرض کیا تہا کہ آج اچہی طرح سے زیارت کی جیسے
اوس وقت مجہے رقت آگئی تہی جب آنکہ کہلی تو برابر آنسو جاری تہے
اور دل کو ایسی فرحت و کیفیت حاصل تہی جو ہرگز تحریر مین نہین آسکتی

چوتہا باب آپکے مریدان راسخ الاعتقاد اور خلفاے نیک نہاد اور اولاد امجاد کے بیان مین

اب واضح ہو کہ ہمارے حضرت کے مرید ایسی کثرت سے تہے کہ جنکی شمار و تحقیقات کی نہایت
وقت ہے اور بہت لوگ آپکے مرید ون مین بڑے بڑے عالم و فاضل اور درویش
صاحب نسبت و اہل دل تہے واللہ عالم کن کن ملکون اور ولایتون سے لوگ
آتے تہے بعد امتحان مرید ہو کر فیض پاتے تہے چنانچہ مولانا عبد اللطیف
سمرقندی کہ جنکا حال باب سوم کی پہلی حکایت مین لکہا گیا ہے کیسے عالم
و فاضل اور درویش کامل تہے کس زور و شور سے سمرقند سے آئے اور
بعد امتحان کے کیسا فیض پایا جو مطلب تہا وہی ہاتہ آیا مولانا سلیمان فارسی
یہ بہی بڑے ابرار عالم و فاضل معزز با وقار تہے مرید ہونے کے بعد یہین
شہر لکہنؤ مین قیام رہا ہمیشہ درس و تدریس ہی کا م رہا مولوی مظفر علی صاحب
بدوالی یہ مرید ہونے کے بعد تا حیات آپہی کی خدمت بابرکت مین رہے
اور یہین کہ سے شریف مین انتقال ہوا یہ بہی درویش بڑے کامل صاحب نسبت
و اہل دل تہے انکا معمول تہا کہ پوشیدہ عبادت کرتے تہے شب کو جب
سب لوگ سو جاتے تو یہ جنگل کو نکل جاتے اور ساری رات عبادت
الٰہی مین مصروف رہتے جب کچہ رات باقی رہتی تو چپکے آکر اپنی جگہ پر

بیٹھے رہتی انکی انتقال کے بعد لوگون نے اکثر دیکھا کہ اپنی قبر سے نکلی ہین اور اوسی باغ مین جہان قبر تھی ٹہلتی ہین چنانچہ ایک فرد انور شاہ نی کہ حضرت صاحب کے بڑی خادم تھی اور اوسی باغ مین ہمیشہ رہتی تھی مولوی صاحب کو دیکھا کہ اپنی قبر سی بجسم اصلی حضرت صاحب کا ایسا لباس پہنی ہوئی باہر تشریف لائی اور باغ مین ٹہلنی لگے پہر جب انکو دیکھا تو جلدی سی پہر اوسی قبر مین چلی گئی اسی طرح سی اکثر کمالات اور خوارق عادات مولوی صاحب کی حیات و انتقال کے بعد وقوع آئی مولوی صاحب مرحوم فرماتے تھی کہ ہمارے حضرت صاحب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے محفل شریف مین ہر روزہ جاتے ہین اور آپ کے پاس بیٹھ کر آپ کے چو رہالی مین ہی آپ کو خدمت ہے اسی کی یہ برکت اور عظمت ہے مفتی غلام حضرت صاحب رئیس اعظم شہر گورکہ ہمارے حضرت کے مرید اللہ اکبر ارادت و عقیدت مین لاثانی اپنے پیر و مرشد پر عاشق زار جان و دل سی پیر و مرشد فی الحقیقت جو حق خدمت گزاری اور جان نثاری کا مفتی صاحب بجا لائی ایسا کاہیکو کسی سی ہوتا ہے یون کہنی کو تو ہر شخص کہتا ہی مگر کرنا بہت دشوار بڑی خدا پرستون کا کار ہی مفتی صاحب جب عدالت انگریزی مین سو روپیہ ماہوار کے نوکر ہوئی اور پہلا مشاہرہ پایا تو کل روپیہ آپ کے حضور مین پہونچایا اور عرض کیا کہ آپ ہی اسکے مالک ہین غلام کو چاہیی کہ جو کچھ کمائی اپنی آقا کے سامنی لائی پہر آقا مالک و مختار ہی غلام کو کیا اختیار ہے حضرت صاحب مفتی صاحب کے اس سعادت اور لیاقت سی نہایت خوش ہوئی اور بیس روپیہ اوسمین سی لے لیے اور باقی واپس کیے اور فرمایا

کہ خدایا یہ ہمیشہ خوش وشاد رہیں اسکے دین و دنیا کی دولت کا خانہ آباد رہے
حضرت صاحب بہی انکو اس قدر چاہتے تہے کہ خاص اپنا فرزند جانتے تہے
سچ ہے جو خدمت کرتا ہی وہی عظمت پاتا ہے ہر کہ خدمت کرد او مخدوم
شد باقی آپکے اور حالات فیض سمات کے لکھنے کی کیا ضرورت ہے خود بخود
تمام عالم میں شہرت ہے عالم و فاضل با علم حکیم حاذق و کامل و بہبیل صاحب
عزت ذی مرتبہ ذی شان بڑے معزز با وقار عالی خاندان سرکار انگریزی
کی عدالت کے مفتی نہایت محتاط و متقی با وصف اسکے کہ سرکار انگریزی
کے نوکر تہے مگر سود کی ڈگری کبھی نہ کرتے اور تعطیل کے واسطے جمعہ کا روز بجای
اتوار کے مقرر کیا تھا اور اپنی کچہری کے اہلکاروں کو یہ حکم دیا تھا کہ جمعہ کے
روز کوئی صاحب کچہری میں نہ آئیں اور اتوار کے روز ہم سب کو کار سرکار
میں مصروف پائیں حکام بالا دست نے بہت چاہا کہ یہ فعل انکا موقوف
ہو جاوی جمعہ کے روز تعطیل نہونی پاوے مگر خدا کی عنایت سے کسی کا کچہ کیا ہرگز
نہ چلا پیشتر آپ برابر مفتی عدالت رہے بعد اسکے جب سرکار انگریزی نے اپنی
قلمرو سے اس عہدے کو موقوف کیا تو مفتی صاحب خانہ نشین رہے بعد اسکے
صدر الصدوری کی عہدہ پر مامور ہوے پہر چند سال قبل از انتقال نوکری
چہوڑ کر خانہ نشین ہوے اور بقیہ عمر عبادت الہی میں صرف کی بعد اسکی انتقال
فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون مولوی شمس الدین مفتی صاحب کے منجھلے بہائی
و مولوی سراج الدین چہوٹے بہائی یہ سب بڑے ابرار و ذی شان تہے یہی
مرید مع تمام خاندان تہے جناب مولوی نوازش علی صاحب مفتی صاحب کے حقیقی

ہوا بھی اب تک خدا کے فضل سے بقید حیات موجود ہین راقم اثم نے مفتی صاحب کے
حالات تو سنے ہین مگر آپکے بچشم خود دیکھی ہین الحق ایسی عاشق جانباز سراپا
سوز و گداز کاہی کو ہوتے ہین اپنے مرشد کے نام پر ہر وقت جان و مال سے
حاضر کسی طرح خدمت گذاری مین نہین قاصر جب سے حضرت صاحب نے
انتقال فرمایا ہے ہر مہینے کی پانچوین تاریخ فاتحہ دلاتے ہین کسی حالت مین ناغہ
نہین فرماتے ہین اور فاتحہ سالانہ یعنی عرس شریف بھی بڑی دہوم سے
کرتے ہین ہر حال مین مرشد ہی کی یاد رکھتے ہین فی الحقیقت اپنے مرشد کے
عشق و محبت مین مولوی صاحب کی عجب حالت ہے راقم کی چشم دیدہ کیفیت
ہے کہ جس وقت آپکے سامنے مرشد کا ذکر آجاتا ہے عجب حالت و کیفیت ہوجاتی
ہے دیکھنے والون کو بے ساختہ رقت آتی ہے تیس برس برابر حضرت کی خدمت
فیضدرجت مین آتی جاتی رہے سب طرح کی کیفیت دیکھی اور صحبت بابرکت
سے حظ اوٹھاتے اور فیض پاتے رہے فی الحقیقت ارادت و عقیدت شے دیگر
اور عشق و محبت امر دیگر ہے حضرت کے نزدیک انکا بھی یہ مرتبہ اور وقار
تھا کہ صاحبزادون مین شمار تھا حضرت نے اپنے راز و نیاز کی جو حالات ایسے
فرمائے وہ کسی کے سننے مین بھی نہین آئے چنانچہ باب سوم کی حکایتون
سے بخوبی صداقت ہے دوبارہ بیان کی کیا ضرورت ہے پھر ایسے شخص کی
بزرگی اور کمال کا کیا شمار ہے جنکے اوپر سراسر رحمت پروردگار ہے انکے ساتھ
حضرت کے ادنے تصرف کا یہ حال ہے کہ نہ کسی کے نوکر نہ چاکر نہ کوئی ریاست
نہ کوئی حکومت مگر عجیب دبدبہ اور رعب و شوکت و شان ہے بیشک حضرت کے

ادنی تصرف کا یہ اعلان ہی تمام شہر کے عالم و فاضل ہر فن کے اوستاد کامل صاحب
ریاست و اہل حکومت سب بہ تعظیم و تکریم پیش آتی ہین اپنا پیشوا و مقتدا جانتے
ہین یہ کیا مجال کہ کوئی حاکم شہر مین آتا ہی اور آپ کی ملازمت نہ کرجاتی تحریر و
تقریر کا یہ حال ہے اگر کوئی سامنا کرے کیا مجال ہے فصاحت و بلاغت کلام
مین یہ لطف و لطافت ہی کہ نبات و قند مین بہی نہین یہ حلاوت ہی مجہے تو
جس وقت اونکی سخنان شیرین یاد آتی ہین کیا کہون جو میرے کام و زبان حظ
اوٹہاتی ہین بڑی عابد و زاہد و متقی و پرہیز گار بے ریا خدا کی یاد مین شب بیدار
اور تہجد گذار راقم آثم نے ہرگز مبالغہ نہین کیا ہی جو کیفیت واقعی تہی اوسیکو
لکہدیا ہی بزرگون کے حالات مین مبالغہ کا کام نہین لن ترانی اور زیادہ گوئی
کا نام نہین حافظ محمد ابراہیم خوش نویس بن حافظ نور اللہ نور اللہ مرقدہما
آپکے مریدان والاشان اور ارادت مندان عقیدت نشان مین بڑی
ممتاز اور سرفراز تہی مراسم آداب تعظیم جیسی یہ بجا لاتی ایسی اور کسی سے وقوع
مین نہین آئی آپکے ادب کے لحاظ کا یہ حال تہا کہ کسی حالت مین اپنی مرشد کے
سامنی نہ بیٹہتی تہی پہرون دست بستہ کہڑے رہتی تہی اس سے زیادہ حد ہے
کہ راقم آثم کے جناب والدہ ماجدہ مدظلہا حافظ ابراہیم صاحب کی سگی پوتی اور
حافظ سعد الدین صاحب کے حقیقی بہتیجی ہین مگر جب کبہی والدہ صاحبہ کا ان
دونون صاحبون سے سامنا ہو جاتا تہا تو جہک کر فراشی سلام بجا لاتے تہے
اور جہٹ کر قدم چہو لیتی اور خاک نعلین کو آنکہون سے ملتی تہی حافظ ابراہیم صاحب
تو اپنی طریقہ خوش نویسی مین ہمیشہ مصروف تہے اور جب حضرت صاحب کی

طلبی مین منادی غیب نے ندا سنائی اور حافظ صاحب نے خبر پائی تو زیارت
کے واسطے حاضر ہوے اور درگاہ مجیب الدعوات مین مناجات کی کہ خداوندا
مجھے میرے مرشد کا غم نہ دکھانا میرے تئین پہلے ہی اس دنیا سے اوٹھا نا چنانچہ
حضرت صاحب سے دو دن پیشتر انتقال فرمایا حاجی سید خادم علی صاحب یوپی کے
رہنے والے یہ بھی ہمارے حضرت کے مرید تھے بہت اچھے بزرگ بڑے نیک بخت مسکین
صفت تھے جب لوی محمد حیدر صاحب حج کو جانے لگے تو صاحبزادے والا تبار
کرامت شعار کو انکو ساتھ کر دیا بڑے اعزاز و اکرام سے اپنے ہمراہ لیا پھر جب کعبہ
شریف سے لوٹ کر لکھنؤ مین آے تو پہلے حضرت شاہ مینا صاحب کی مسجد مین
قیام کیا مگر وہان کے لوگون نے حسب دستور چند روز کے بعد ٹھہرنے نہ دیا
آخر کار صاحبزادے والا تبار نے قسائی کے پل کی مسجد مین لیجا کر ٹھہرایا پھر
تا زندگی وہین قیام فرمایا پھر تو حضرت کے تصرف سے ایسی شہرت ہوئی کہ
مریدون اور معتقدون کی نہایت کثرت ہوئی چنانچہ آپ ہی کے مرید و خلیفہ
حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب ہین کہ جنکی بزرگی نے ایسی شہرت
پائی ہے کہ لاکھ آدمیون سے زیادہ مرید کرنے کی نوبت آئی اور ہر روز ایسی
ترقی اور شہرت ہوتی جاتی ہے کہ خدا جانے کون کون ملکون اور شہرون کی
خلقت آپ کی زیارت کے واسطے آتی ہے حاجی صاحب نے فقط اپنی چھپائی کے واسطے
ظاہر شریعت کے خلاف قدم مارا ہے مگر اونکی بیعت ہین بعض بعض مرید ایسے بھی
کہ محض جاہل ہین اپنا دین و آئین ناحق بگاڑا ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ دین محمدی
مین ایسا رخنہ پڑا ہے کہ جسکا بہت سے برا مواخذہ ہے حاجی صاحب کی بزرگی

ہرگز شبہ نہیں نعوذ باللہ کسی طرح کی بدگمانی کا دل مین وسوسہ نہین مگر جہلا
مریدون کے واسطے بڑی بڑی خرابیان ہین اللہ اکبر کیسی کیسی گمراہیان ہین
نماز و روزہ کے نام سے نفرت ہے بدعات و امور خلاف شریعت کے طرف انتہا
درجہ کی رغبت ہے راقم آثم اکثر لوگون کو سمجہاتا ہے کہ حاجی صاحب کو
خدائی صاحب کمال بنایا ہے بڑا مرتبہ عنایت فرمایا ہے اسی وجہ سے فقط اونہون
نے اپنے چہپانے کے واسطے ظاہرا یہ حیثیت بنالی ہے تم لوگون کی ناحق شامت آئی
ہے کہتے ہین کہ ہم تو حاجی صاحب کے سوا کسی کو نہین جانتے ہین شریعت و طریقت
کچہ نہین مانتے ہین غرض کہ جاہلون سے کچہ زور نہین چلتا ہے جو جسکے جی مین
آتا ہے وہی کرتا ہے خیرات علی شاہ حضرت بندگی میان کی امیٹہی کے رہنے والے
ہمارے حضرت کے مرید تہے فقیر آبائی تہے پہر حضرت کے تصرف کی بدولت بڑے صاحب
دولت ہوے انکی فقیری نے بڑی شہرت پائی حتی کہ وزیر بادشاہ تک رسائی
کی نوبت آئی بادشاہ غازی الدین حیدر کا دیوان راجہ سیوارام انکا بڑا
معتقد تہا اوسی کی مصاحبت مین ہمیشہ رہتے تہے اور بہت کچہ پیدا کرتے تہے
جب خداوند تعالی نے حضرت کے تصرف کی بدولت مال و دولت ہاتہی گہوڑے
سب کچہ دئے تو اونہون نے حضرت کی مسجد و مکان کی نقل مع حجرے و کوٹہے کے
پختہ عالیشان بنوائی اور ایک باغ بہت عمدہ لگاکر اوسکی چار دیواری
پختہ طیار کرائی اپنے انتقال کے قریب ایک ہاتہی لاکر حضرت صاحب کی
مزار پر نذر کر دیا پہر چند روز کے بعد ملک عدم کا رستہ لیا انکو مرید ہونے کی
کیفیت اور انکی شہرت کی مفصل حقیقت باب سوم مین لکہی ہے اسی وجہ سے

یہان فرخ نہیں کی ہے مولوی امیرالدین صاحب عظیم ابادی آپکے مرید نہایت
خوش اوقات متصف بجمیع صفات تھے عالم باعمل اور درویش بے بدل تھے
مولوی جمیل الدین صاحب فرخ ابادی خاص رہنے والے قصبہ شیخ پور کے
جو متصل فرخ اباد کے ہے یہ بھی ہمارے حضرت کے معزز ترین مریدان مین بڑے
نامی گرامی ہوے بڑے ذی علم صاحب استعداد آپکے اکثر صاحبزادون کے
اوستاد تھے مولوی صاحب ممدوح کی یہ مناجات بڑی مقبول مشہور رہے چنانچہ
منہاج العارفین جو مطبع نظامی مین چہپی ہے اوسکے آخر مین مسطور ہے
مناجات الٰہی بحسن و جمال محمد ﷺ الٰہی بفضل و کمال محمد ﷺ الٰہی بحق نبی مکرم ﷺ
الٰہی بجود و نوال محمد ﷺ الٰہی بروح نبی حجازی ﷺ الٰہی بجاہ و جلال محمد ﷺ الٰہی بحجاب
ختم النبیین ﷺ الٰہی بصدق مقال محمد ﷺ الٰہی بتصدیق صدیق اکبر ﷺ وزیر صداقت
آل محمد ﷺ الٰہی بانصاف فاروق اعظم ﷺ امیر عدالت سگال محمد ﷺ الٰہی باکرم
عثمان عفان ﷺ کہ شد کشتہ در امتنان محمد ﷺ الٰہی بتکریم و اعزاز حیدر ﷺ کہ ظاہر
شد از وی کمال محمد ﷺ الٰہی بتطہیر خاتون جنت ﷺ کہ جان داد از ہجر آل محمد ﷺ
الٰہی باجلال سبطین اقدس ﷺ جگر گوشہ و فخر آل محمد ﷺ الٰہی باعزاز زوج خدیجہ ﷺ
کہ بود ست محو وصال محمد ﷺ الٰہی بتقدیس زوج حمیرا ﷺ کہ بودہ فدای جمال محمد ﷺ
الٰہی باخلاص عباس و حمزہ ﷺ کہ بودند غمخوار حال محمد ﷺ الٰہی بتوقیر زید ابن
حارث ﷺ الٰہی بعشق بلال محمد ﷺ الٰہی بسوز دل ویس قرنی ﷺ کہ بود عاشق
زلال محمد ﷺ الٰہی بمقبولی غوث اعظم ﷺ کہ چون علی بود آل محمد ﷺ دلم را عنایت
کن تازہ عشقے ﷺ بمحبوبی خط و خال محمد ﷺ مراد دلم را بر آری الٰہی ﷺ بتائید صحابہ

آلِ محمد ؛ مراد جمیل ست امی کاش ببیند ؛ بروبای صادق جمال محمد ؛ پس از
مردن خود بفردوس اعلے ؛ نشیند بصف نعال محمد ؛ بروزیکه نفسی نفسی بگویند
مرسل ؛ شفیعم بود جملہ آلِ محمد ؛ شیخ عابد علی صاحب ساکن قصبہ مذکور کہتی تہی کہ
ہماری بستی کے تیس چالیس آدمی آپکے مرید تہی حافظ جمال احمد صاحب ابن
مفتی محمد عوض ساکن بانس بریلی بڑی نامی گرامی حضرت صاحب کے معزز
مریدوں میں تہی حافظ صاحب اپنی ذات سے مع اہل عیال شہر لکہنؤ میں تشریف
رکہتی تہی اور حضرت کے حضور میں ہمیشہ حاضر رہتی تہی حافظ صاحب قران شریف
کے پڑہنی میں بڑی شہرت رکہتی تہی اور نفقیر محمد خان بہادر آپ کی بہت تعظیم و
تکریم کرتے تہی کچھ درماہہ بہی مقرر کیا تہا اور اپنی احاطہ میں جو گولہ گنج کی متصل
ہی ایک مکان بہی بنوا دیا تہا ہمیشہ اوسمیں رہتی تہی اور کہیں آنی جانے سے
غرض نہ رکہتی تہی مولوی جمال الدین مولوی ہماری حضرت صاحب کے مرید یہ بہی
بڑی ابرار تہی عابد و زاہد متقی و پرہیزگار تہی جس وقت کہانا کہاتی ہر
لقمہ پر تین بار بسم اللہ کہتی تب لقمہ منہ میں رکہتی قریب انتقال کے صاحبزادی
والا تبار کے حضور میں حاضر ہوئی پانچ چہہ مہینی بیمار رہی بعد اوسکے آپ ہی
کے مکان پر انتقال کیا آپنے بڑی عزت اور حرمت سے اونکو دفن کردیا
مولوی عبد اللہ صاحب جنکا ذکر تیسری باب میں ہوچکا ہے یہ قوم کے
کایتہ شہر لکہنؤ کے رہنی والے تہی ہماری حضرت کے یہاں آکر مسلمان ہوئی
اور ایمان لائی علم فقہ وغیرہ کی خوب تحقیقات کر کے توکل اختیار کیا اور
اوسی توکل میں اوقات عزیز کو تا دم مرگ بخوبی نباہ دیا عبادت و ریاضت

ہین لاثانی تہی بیشک مقبول بارگاہ ربانی تہی میر امید علیصاحب آپکے مرید
بہ خدمت جسمانی مین لاثانی ہوی یعنی خدمت کے درجہ کو یہان تک پہونچا دیا
کہ مرشد کا پاخانہ تک اپنی ہاتہ سی صاف کیا اس خدمت کے صلے مین حضرت کے
بارگاہ سی جو کچہ عظمت پائی وہ ظاہر ہی حضرت سید احمد صاحب شہید کی
حکایت سی جو باب سوم مین لکہی ہی بخوبی ظاہر ہے مولوی سید عبد العلی بداونی
آپکے مرید جنکا ذکر باب سوم مین ہو چکا ہے جو کیفیت واقعی ہے وہ یہ
فقیر لکہ چکا ہے عبد اللہ شاہ عرف منہو شاہ یہ بہی قوم ہنود سی بہرام پور
کے قانون گو تہی جو لب گہاگرا ہی اور سنتے ہین کہ اوسی مقام کو نواب گنج
بہی کہتی ہین آپکے حضور مین حاضر ہو کر ایمان لای اور مرید ہوی اور
فقیری اختیار کی انہون نے بہی ساری عمر آپکی خدمت مین گزار دی
اول کرسی شریف مین اپنا مکان بنایا اور نکاح کیا اور اولاد بہی ہوئی مگر
حضرت کے انتقال کے بعد جب انکی زوجہ نے وفات کی تو پہر یہان سی لکہنو
چلی گئی اور اشرف اباد کی مسجد مین رہنا اختیار کیا آخر واصلان حق مین پہونچکر
بڑا مرتبہ پایا اور پیر ضعیف ہو کر وہین انتقال فرمایا انور شاہ ساکن شیخ پور
جو قصبہ فتح پور کے متصل ہے یہ قوم ہنود سی راجپوت تہی یہ بہی آپکے حضور
مین حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوی اور فقیری اختیار کی ہمیشہ عبادت
و ریاضت سی کام تہا شب و روز آپہی کی باغ مین قیام تہا مولوی غلام حیدر صاحب
ساکن شیخ پور متصل فرخ اباد یہ سرکار انگریزی مین بعہدہ جلیل القدر
نوکر تہی حضرت کے حضور مین حاضر ہو کر ترک روزگار کیا خدا نے بڑا مرتبہ دیا

کہ تہبند باندہ کر مکروہات دنیاوی سی فارغ البال ہوی مرشد کے تصرف سی
درجہ ولایت کو پہونچکر صاحب کمال ہوی ایک روز حضرت صاحب نے اون سے
بہت لوگون کے سامنی یہ ارشاد فرمایا کہ ہماری جنازی کی چادر تم لینا اور
کسی کو نہ دینا بعد چندی مولویصاحب حضرت صاحب کے حیات مین کعبہ شریف
کو چلی گئی اور وہین رہنا اختیار کیا سرمہ بیچتی تہی اور صاحبون کو تقسیم کرتی تہی
جب آپکا انتقال ہوا تو صاحبزادی والاتبار کرامت شعار کو چادر کے بارہ
مین بموجب وصیت کے تردد ہوا کہ مولوی صاحب کعبہ شریف مین ہین یہ چادر
کیا کی جاوی وصیت کے خلاف کسو دی جاوی جیسی ہی آپکے جنازہ کی نماز
پڑہ کر قبر شریف کے اندر اوتارا تو دفعتہً مولویصاحب آہی اور سب لوگون نے
بخوبی دیکہا اور ملاقات کی پہر بموجب وصیت کے چادر لی اور فوراً نظرون سے
غائب ہوی پہر جو دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ مکہ شریف مین بدستور
سرمہ بیچتی ہین اور وہین رہتی ہین میان درگاہی شاہ صاحب بیس کروا
متصل فتحپور آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر مرید ہوی اور فقر ہی اختیار
کی ساری عمر آپ ہی کے حضور مین گزار دی ہمیشہ آپ کی مسجد مین رہتی تہی
اور اذان کہتی تہی اور تعویذ بہی لکہا کرتے تہی اور شاہ صاحب اہل برادری
بہی تہی انکی بہانجی کی اولاد نہو تی تہی اونہون نے ایک روز اس طور سے
آپکے حضور مین عرض کیا کہ اگر آپ کی دعا سی میری بہانجی کی اولاد ہو تو
اوسی آپ ہی کی نذر کردون پہر آپ کی دعا کی برکت سی شاہ صاحب کی بہانجی
کے ایک صاحبزادی پیدا ہوئین تو اپنا وعدہ پورا کیا یعنی بعد بلوغ کے

حضرت کی صاحبزادی مقبول بارگاہ ربانی مولوی شاہ محمد نورانی صاحب کے
عقد نکاح مین دیا شیخ مخدوم بخش صاحب ساکن ٹڑیل متصل نواب گنج بارہ بنکی
سب لوگ انکی بہت عزت وحرمت کرتے تہے اور ذی علم تہے یہ بہی آپکے مرید
تہے انکی بہی اولاد نہین ہوئی تہی چنانچہ انہون نے بہی اولاد کے بارہ مین آپسے
التجا کرکے ایسا ہی وعدہ کیا پہر جب آپ کی دعاسے انکی گہر مین بہی دختر نیک اختر
پیدا ہوئین بعد دوچار سال کے انکی بی بی نے قضا کی چونکہ یہ اہل برادری بہی تہی
صغر سن مین صاحبزادی صاحبہ کو اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ آپکے حضور مین حاضر
کیا آپنے اپنی صاحبزادی مقبول بارگاہ الہ مولوی محمد حزب اللہ صاحب کے ساتہ
اونکا نکاح کردیا گنگا پرشاد قوم کایتہ ساکن لکہنؤ یہ بہی آپکے حضور مین حاضر
ہوکر مسلمان ہوکر مرید ہوے صوم وصلواۃ بخوبی کرلی تہی اور گاہی گاہی گوشت
بہی کہالیتے تہی مگر واللہ عالم ظاہر مین کس مصلحت سے اپنی وضع کو تبدیل نکرتے تہی
حیثیت قدیم پر رہتی تہی ایک روز صاحبزادی والا تبار کرامت شعار نے فرمایا
کہ میان گنگا پرشاد تم ظاہر مین مسلمان ہوجاؤ نہین تو بعد مرگ تمہارے عزیز
واقارب تمہین جلائینگے مفت مین رسوا وبدنام کرینگے عرض کیا یا حضرت
مین جلایا نہ جاؤنگا اسواسطے کہ پندرہ ہزار بار درود شریف ہر روز پڑہتا ہون
اور کبہین ناغہ نہین کرتا ہون اور صدق دل سے مسلمان اور حضرت صاحب
کا مرید با ایمان ہون آخر کار بفضل کردگار جب دلون انکا انتقال ہوا وہ ایام
ہنود کے پچکون کے تہے ہنود کے مذہب مین جو کوئی ان دنون مرتاہے
اوسے نہین جلاتے ہین یونہین دفن کردیتے ہین ایک روز کاذکر ہے کہ حقیقہ

بہت پیتی تہی ایک مرتبہ نصف شب کو یکایک انہین جوش آیا اوسی حالت مین
ایک چہوٹا سا نقارہ دیکہہ پایا تو اوسکی چوب اوٹہاکر بڑی زور سی اوسی نقارہ کو
لگائی اور تین مرتبہ یہ آواز بلند فرمائی کہ اس وقت کوئی ہی جو ایک چلم حقی
کی ہمین بہر دی اور اوسکے عوض مین دلی کی سلطنت لے مگر تقدیر سی کوئی نہ تہا
جب صبح کو حضرت صاحب سے ملاقات ہوئی آپنے صورت دیکہتے ہی فرمایا کہ کہتی
کو کہی ہضم نہین ہوتا ہی جب آپنے یہ فرمایا تو لالہ صاحب کو بہت حجاب آیا
منشی درگا پرشاد قوم کائتہ ساکن لکہنؤ یہ بہی آپکے حضور مین حاضر آئے
اور مسلمان ہوکر صدق دل سی ایمان لائے اور مرید ہوئے مگر چند روز انکا
مسلمان ہونا کسی پر ظاہر نہوا بجز رازداروں کے کوئی ماہر نہوا ایک روز
انہون نے اپنے افلاس کا حال آپسے عرض کیا آپنے فرمایا کہ تم اپنے
مکان پر جاؤ انشاء اللہ تعالے تمہارا افلاس مٹ جائیگا اور بہت کچہ
تمہارے ہاتہ آئیگا پہر جب یہ رخصت ہوکر لکہنؤ آئے اور منو خان
میر عمارت سے نواب سعادت علیخان نے مدت کا کاغذ طلب کیا
اور خان مذکور نے اوس کاغذ کو پیش کیا تو نواب نے دیکہکر اختصار چاہا
اور بڑی بڑے منشیون نے زور مارا مگر حسب خواہش نواب کے مختصر
نہو سکا تب درگا پرشاد نے رسائی کرکے منو خان سی اوس کاغذ کو
لیکر درست کیا پہر جب نواب نے ملاحظہ کیا تو بہت پسند آیا اور درگا پرشاد
کو بلاکر انعام و خلعت عطا فرمایا اور محکمہ عمارت شاہی کا دیوان بنایا پہر تو انہون نے ہزارہا
روپیہ کمایا اور اپنا اسلام ظاہر کیا اور نام انکا عبد الصمد رکہا گیا جب خداوند تعالے نے

انکو غریب سی امیر بنایا تو اونہون نے حضرت کا روضہ شریف کہ نہایت
وسیع اور رفیع ہی بلاشرکت غیری تعمیر کرایا راجہ گنجن سنگہ راجہ مولی سنگہ کے
بیٹی جو نواب صفت الدولہ کے مصاحب ہین آپکے حضور آکر مشرف باسلام
ہوی اور مرید ہوکر پکی نمازی اور قران خوان ہوی مگر ظاہر مین یہی
وضع ہندوؤن کی بنا رکہی تہی آخر کو یہ حال ہوا کہ ترک دنیا کر کے نیپال کے
پہار پر رہنا اختیار کیا اور وہین انتقال ہوا اور باقی حال تکا باب سیوم
مین بیان ہوا اسیطرحی سے راجہ بابو نراین سنگہ ہرا اور راجہ ابہی سنگہ
یہ بہی آپکے حضور مین حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوی بیشتر اپنی تئین چہپایا کی
ہی مگر بروقت قضا کرنیکے کہ ان دنون گورکہپور مین تہی اپنی قوم
سے وصیت کی کہ مجہی ہرگز نہ جلانا مین حضرت صاحبکا مرید ہون پہر جب
اونہون نے قضا کی لوگون نے چاہا کہ اونکو لیجا کر مرگہٹ پہونچا دین اور اونکی
وصیت سے گہروالون کو آگاہ کرین جب دریا پر رابتی مین جو گورکہپور کے
کنارہ بیٹہی ہے کشتی پر سوار کیا تو خدا کی قدرت سے کشتی دریا مین غرق
ہوگئی لاش پانی مین کہو گئی مفتی غلام حضرت صاحب بہی دریا کے
کنارہ پر موجود تہی اونہون نماز جنازہ کی پڑہ دی بیشک خدا انکی مغفرت کرے
منشی مہیدولال قوم کایتہ ساکن لکہنو بیٹہی معزز کوتوال شاہی کے نامی منشی تہی
یہ بہی ہمارے حضرت کے مرید ہوی اور ایمان لای نماز پنجگانہ بقید پڑہتی تہی اور
تلاوت قران مجید ہمیشہ کرتی تہی اور دلائل الخیرات کا بہی ورد رکہتی تہی
اور علاوہ اسکے بہت کچہ وظائف پڑہتی تہی اور یہ سب باعلان کرتی تہی

اور اپنی صورت بہی مثل مسلمانون کے بنائی رہتی مگر ظاہر مین ہندو بنی رہتی
جہان کہین اپنی برادری مین جاتے جب وقت نماز کا آتا فوراً پڑہ لیتے
اور یہ بہی کہتی کہ مین مرید حضرت مولانا شاہ نجات اللہ قدس اللہ سرہ العزیز
کا ہون جسکا جی چاہی مجہکو شریک کرہی اور جسکا جی چاہی نہ کرہی حضرت کی
برکت سی اونکا کوئی اہل برادری دم نہ مارتا تہا ہمیشہ تازیست اسی طرح
رہی اور بوقت انتقال کے اپنی اسلام کا اقرار کیا ہر شخص کو بلوا کر خبردار
کیا چنانچہ اونکی انتقال کے بعد کوئی ہندو اونکی قریب آیا مسلمانون نے
اپنی دین و آئین کے موافق جنازہ اوٹہایا منشی سید عبد اللطیف عرف
نواب بشیر الدولہ بہادر رئیس لکہنؤ یہ بہی آپکے مرید تہی لکہنؤ کی سرکار مین
اہل سنت و جماعت مین بجز نائب شرف الدولہ کے اس سرکار مین جو رشد
انکا ہوا وہ کسیکا نہین ہوا امجد علی شاہ بادشاہ کے زمانہ سی زمانہ واجد علی شاہ
تک برابر وہی اعزاز و اکرام رہا تا زیست تعلق خزانہ کا کام رہا میر الو لفیض
بدوانی آپکے مرید سرکار انگریزی مین بعہدہ جلیل القدر شہر دہلی مین
نوکر تہی انکا قصہ بہی تیسری باب مین ہو چکا ہے میان گہیسا نوربافی
آپکے مرید جنکا بیٹا اندہا مادر زاد تہا اور آپکی دعا سی بینا ہوا تہا باوجودیکہ
یہ قوم کے نورباف تہی مگر آپکے بڑی مقرب اور صاحب اوصاف تہی ایکروز
تفضل حسین خان نائب نواب سعادت علیخان حضرت کی ملازمت کو
آئی اوس وقت میان گہیسا اپنی ہیئت گدائی مین حضرت کے پاس بیٹہی
تہی خانصاحب کو دیکہکر چاہا کہ اوٹہکر علحدہ ہو جائین آپنے اونکا ہاتہ

پکڑکے اپنے پاس بٹھا لیا خانصاحب نے جب آپ کی عنایت اونکی حال پر اس قدر دیکھی تو پوچھا کہ یا حضرت یہ کون بزرگ ہین فرمایا کہ یہ میان گھیسا قوم کے نورباف ہمارے بڑے دوست ہین خانصاحب آپکا ارشاد سنکر مسکرائے اور میان گھیسا سے بہ تعظیم وتکریم پیش آئے اللہ اکبر آپ جنکے دوست فرمائیں پھر لوگ اون سے کیونکر بہ تعظیم پیش نہ آئین شیخ حفیظ الدین شیخ زادہ لکھنؤ آپکے مرید بڑے رئیس عالیجاہ نداف تھے اور یہی لوگ رئیس لکھنؤ تھے مگر انقلاب زمانہ سے تباہ حال وپریشان حال ہوگئے منشی ناصر علی ساکن ملاوان آپکے مرید بڑے نامی گرامی تھے میر پیر علی ملیح آبادی آپکے مرید بڑے نیک نہاد اور راسخ الاعتقاد تھے حبیب خان قندہاری اور اونکے صاحبزادے عبدالکریم خان یہ دونون صاحب آپکے مرید تھے عبدالکریم خان پنشنر لکھنؤ کی سرکار شاہی مین زمرہ سواران مین نوکر تھے جب نواب معتمد الدولہ عرف آغا میر بادشاہ غازی الدین حیدر کے وزیر قید ہوگئے تو نواب مذکور نے خانصاحب موصوف کو آپکے حضور مین اپنی رہائی کے واسطے بھیجا اور آپکی توجہ سے نواب کو پھر خلعت وزارت ملا تو نواب نے انکی ساتھ بہت کچھ سلوک کیا اور تین سو روپیہ ماہواری مقرر کئی باقی انکی اور حالات اوپر گذر چکی ہین ہم مفصل لکھ چکے ہین عبدالغفور خان قندہاری یہ بھی آپکے مرید تھے اور شیخ محمد قطب قد والی ساکن سرسنڈہ اور میر مدد ساکن مقام مذکور ضلع نوابگنج بارہ بنکی یہ بھی آپکے مرید اور بڑے معتقد تھے چودھری امام بخش تعلقہ دار قصبہ کرسی خاص اور اونکی بھائی چودھری غلام مرتضی اور

اورانکے

چودہری علی بخش برادر چچازاد چودہری مذکور اور شیخ غلام جعفر اہلکار دیگر
چودہریان مذکور تھے قاری ظہور اللہ کرسوی مولوی محمد کامل کیقبادی کرسوی
مولوی پیر بخش یہ ذی علم صاحب معتقد اور بڑے نامی گرامی راجہ میورام دیوان
بادشاہ غازی الدین حیدر و راجہ بالکشن دیوان بادشاہ نصیر الدین حیدر
کے اوستاد تھے ہماری حضرت کے مرید بڑے راسخ الاعتقاد تھے اور شیخ کریم
برادر حقیقی اور مولوی مدار بخش والد ماجد مولوی صاحب موصوف کے
یہ بھی مرید تھے مولوی نظام الدین کرسوی مولوی بدر الدین کرسوی
آپکے مرید تھے اور برادران حقیقی مولوی منعم بخش صاحب آپکے خلیفہ
تھے مولوی نظام الدین خطیب کرسوی مولوی امام الدین کرسوی مولوی
عبد السلام کرسوی میانجی محب اللہ کرسوی میانجی امان اللہ کرسوی
یہ سب لوگ آپکے مرید بڑے معزز و ممتاز آپکے حضور میں سرفراز تھے
یہ وہی میانجی امان اللہ ہیں کہ جنکی پوتے میاں عزیز اللہ کی تعریف
نور اللہ مولف ملفوظ مولانا شاہ عبد الرحمن صاحب نے اوس ملفوظ میں
لکھی ہے کہ عزیز اللہ مرید مولانا صاحب کے تھے اور بسبب انکی غربت و
مسکینت کی اور حاصل کرنے علم وحدت وجود اور مثنوی شریف وغیرہ کی توجہ
مولانا صاحب کی انکی حال پر بہت تھی چنانچہ اس جگہ عبارت کاتب ملفوظ کی ملفوظ
مسطور سے بجنسہ نقل کیجاتی ہے چونکہ عزیز اللہ کم سخن و کم گو و مسکین تر بود حضرت عزیز
می داشتند و در حق او بشارت دادند که روشنی کرسی عزیز اللہ ست عزیز اللہ عرض کرد که
در کرسی رشد شاہ نجات اللہ صاحب ست مرا که خواہد رسید

حضرت فرمودند کہ پرستش تو زیادہ از او شان خواہد شد بعد وصال حضرت
مولانا عزیز اللہ در لکھنو بیمار شد ہمان سال در کرسی رفتہ فوت کرد ہمون جا
دفن شد بمجرد انتقال قبرش سنجیدہ شد و سکنہ آنجا را اعتقاد عزیز اللہ زیادہ از شاہ نجات اللہ
صاحب پیدا شد و نذر و نیاز بر قبرش شروع گردید چنانچہ الحال مزار او زیارت
تبرک واہ واہ کاتب مذکور کی کیا سچی کتابت ہی فی الحقیقت میان عزیز اللہ
کی ایسی شہرت ہے اول تو یہ کرسی نہایت مختصر قصبہ اور ویران ہی نہ کوئی
بڑی آبادی اور نہ شہر عالیشان ہی اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بڑے شہرون مین
ایسی ویسی لوگون کا پتا اور نشان نہین ملتا ہے دوسرے اس بستی کا کوئی
شخص ایسا نہین کہ اس فقیر کے یہان نہ آتا ہو اور یہ کمترین کسی کو نہ جانتا ہو
مگر سنجیدامی لا ئیرال کبھی میان عزیز اللہ کا نام بھی قبل اسکے سننے مین نہین
آیا جب مینی ملفوظ مذکور مین یہ کیفیت دیکھی تو نہایت حیرت مین آیا آخر بعد
تحقیقات کے دریافت ہوا کہ میانجی امانت اللہ کے پوتے میان عزیز اللہ تھی سبحان اللہ
جنکی ذات بابرکات سی اس کرسی کا بلند پایہ ہے اونکی رشک حسد مین
ایک شخص گمنام بے نشان کو کاتب مذکور نے اس قدر بڑھایا ہی جس روز
سی مینی ملفوظ مذکور دیکھا ہے اوس روز سی میان عزیز اللہ کا ذکر اکثر
لوگون کے سامنے آیا ہے جو شخص یہ کیفیت سنتا ہے نہایت گھبراتا ہے
کاتب مذکور کی غفلت اور بناوٹ پہ لوگ مسکراتے ہین ساری ملفوظ
کی صداقت پہ حرف لاتی ہین سچ ہے ایسی بزرگ آفتاب عالمتاب کے
نسبت مین ایک شخص بدحقیقت نے لیاقت کو ترجیح کیا دیتا ہی درحقیقت

قمی الدارین اپنی منہ مین خاک لیتا ہے مولانا صاحب کی نسبت مین نعوذ باللہ
ہم کچھ نہین کہہ سکتی وہ بیشک بہت بڑی بزرگ تھی مگر افسوس ہی کہ مولف مذکور
مرگئی اگر زندہ ہوتے اور ہمارے حضرت کے ملفوظ کی حالات دیکھتی تو البتہ آنکھین
کھل جاتی بھلا ذرہ کو آفتاب سے کیا نسبت ہی جسکا جی چاہے دیکھ لی کتاب
سی کتاب کی صداقت ہی اگر ایک بھی کرامت یا کوئی حکایت ہمارے حضرت
کے ملفوظ کے مقابلہ مین حکایت مذکور کی ساری کتاب مین نکل آمی تو یہ
عاصی بیشک معقول ہو جامی ورنہ اس سی کیا فائدہ ہے بی وجہ حسد
کرنا شیطان کا قاعدہ ہی شیخ محمد داراب کیقبادی کرسوی شیخ امید علی
کرسوئی شیخ محمد حنیف کرسوئی شیخ راحت علی کرسوئی شیخ کریم بخش کرسوئی
شیخ مدار بخش ابن شیخ کریم بخش کرسوئی مرزا نتھو بیگ کرسوئی شیخ پیر غلام کرسوئی
مدار بخش برادرزادہ میانجی محب اللہ کرسوئی شیخ سلام اللہ خوش نویس کرسوئی
شیخ نصرت اللہ کرسوئی صاحبداد خان کرسوئی محمد منیف ثابت خانی کرسوئی
یہ سب لوگ آپکے مرید تھی اور علاوہ ان لوگون کے بہت آدمی اور بھی
اس قصبہ خاص کے آپکے مرید تھی چنانچہ میان عباد اللہ قوال کرسی
خاص کے رہنی والے یہ بھی آپکے مرید تھی اور خادم خاص تھی جہان کہین
حضرت تشریف لیجاتی تھی تو میان عباد اللہ آپکا گھڑا دن اور عصا
لیکر ساتھ ہوتی تھی دیکھنی والے پہچان جاتے تھے کہ حضرت صاحب
تشریف لاتے ہین میان عباد اللہ آگے آگے آتے ہین میان عباد اللہ
کا عجیب غریب سانحہ ہوا ایک روز یہ تنہا اپنے گھر مین سہ شب کو بعد

بعد فراغت ضروریات معمولی کے عشا کی نماز پڑھ کر کنڈی اندر سے دے لی
اور جا نماز واسطے پڑھنے نماز واسطے پڑھنے نماز تہجد کے بچھی رہنے دی اور
اوسی پر اپنی تسبیح اور شاید ٹوپی بھی رکھدی اور کرتا بھی اوتارکر اوسی
جانماز پر رکھدیا اور وضو کے واسطے لوٹا پانی کا بھی بھرکر اوسی جگہ رکھ لیا
اور سو رہے صبح کو حسب معمول جب اونکی گھر کا دروازہ نہ کھلا تو اہل محلہ نے
ہر چند اونکو پکارا مگر کچھ جواب نہ ملا جب ان زیادہ چڑہ تا اور دروازہ نہ کھلا
تو بہت لوگ جمع ہوگئے ہر چند آوازیں دیتے تھے مگر اندر سے کچھ جواب نہ پاتے تھے
اوسکا بیٹا کہیں باہر گیا تہا وہ بھی اوسی وقت آگیا یہ کیفیت دیکھ سنکر گھبراگیا
کسی تدبیر سے دیوار پر چڑھ کر مکان کے اندر آیا وہان اپنے والد کو نپا کر
زیادہ تر گھبرایا جانماز اوسی طرح سے بچھی پائی تسبیح اور ٹوپی اوس جگہ دیکھکر
اوسپر اور بھی حیرت آئی عجب ماجرا تہا کہ کرتا اور لوٹا بھی اوسی جگہ رکھا تہا
نہ کسی جا نور کے آنیکا نشان اور نہ کسی اور طرف سے نکل جانیکا گمان پہر اسکے
بعد اونکی بیٹے نے انتہا درجہ کو تلاش کیا مگر کہیں سراغ نپایا اوس وقت سے
کہ بیس پچیس برس کا زمانہ گزرا ہے الی الآن کہیں نہیں پتا ہے واللہ عالم کیا
سانحہ تہا کیسا ماجرا تہا میان شبراتی حجام یہ بھی کرسی خاص کے
رہنے والے آپکے مرید اور دیکھنے والے ہیں یہان بجز انکی آپکے
مریدون میں اہل بستی سے اب کوئی باقی نہیں رہا نوے برس سے
زیادہ عمر آئی ہے مگر خدا کے فضل سے ایسی قوت و توانائی ہے کہ نو
دس کوس چلنے کی طاقت ہے مگر بیچارے مجبور ہیں کہ چند روز سے

بہت ضعف بصارت ہو الٰہ بخش خیاط کرسولی آپکے مرید اور خادم خاص تھے
حافظ دولاری قوم کے نداف آپکے مرید اور خادم خاص تھے اور حافظ
قرآن تھے بشارت اللہ عرف میگزی یہ بھی آپکا مرید کرسی خاص کا
رہنے والا تھا محمد ہاشم قوم کے نوباف آپکے مرید تھے بڑے راسخ الاعتقاد
تھے اول کھیولی میں رہتے تھے ہر روز حضرت کی زیارت کے واسطے آتے آپکے ساتھ
نماز پڑھتے اور لوٹ جاتے آخر کو ہیں کرسی شریف میں آکر قیام کیا پھر
تا زیست ہیں رہے شیخ غلام قادر زمیندار موضع ہرسنڈ شیخ امام بخش
زمیندار مہسنڈ میر قمر علی زمیندار موضع مثی شیخ ظہور اللہ زمیندار موضع حسین
شیخ قدرت علی ابن ظہور اللہ یہ سب لوگ آپکے مرید ساکنان مواضع
ملحق کرسی شریف کے ہیں اسی طرح سے ہزارہا لوگ آپکے مرید تھے کہ جنکی تحقیقات
اور نہیں ہوسکتی اب کچھ احوال آپکے خلفاے والا اقتدار ولایت شعار
کا لکھا جاتا ہے اسکے بعد انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد امجاد کا مفصل
حال آتا ہے یہ بھی خیال کرنا چاہیے کہ جیسے آپکے مریدون کی کثرت تھی
اسی طرح بہت لوگون کو خلافت تھی لیکن بسبب گذرنے زمانہ
دراز کے اکثر خلفا کے مفصل حالات ہاتھ نہیں آتے ہیں لہذا پانچ ہی
خلفا کی کیفیات لکھی جاتی ہیں خلیفہ اول درویش کامل صاحب نسبت اہل دل
برگزیدۂ بارگاہ خالق اکبر مولانا محمد سعید در علم و فضل میں بے بدل سر آمد علماے
فرنگی محل ابن مولانا بحر الاعظم فخر امت رسول مکرم باعث بقاے دین متین
مولانا محمد مبین قدس اللہ سرہما تھے حضرت قطب الاقطاب کے مرید و

خلیفہ فی الحقیقت بزرگی اور فضیلت مین بڑی شہرۂ آفاق ہوی یہان تک کے والی
دکھن حیدرآباد آپ کے مشتاق ہوی پیشتر کئی برس حضرت کی خدمت بابرکت
مین حاضر رہی بعد اسکے کچھ شرائط کرکے مرید و خلیفہ ہوی شرائط مذکورہ کا
ذکر باب سوم مین ہوچکاہی راقم آثم مفصل کیفیت لکھ چکا ہے جب مرید ہوکر اور
خلافت پاکر لکھنؤ تشریف لیگئے جاتی ہی اشتہار بڑی دہوم دہام سے اپنی خلافت
کا اظہار کیا پہر تو آپ کی ذات سے اس قدر لوگون نے فیض ظاہری و باطنی
پایا کہ جسکا جو مطلب تہا فورًا آتا تہا چنانچہ آپ کے حقیقی نواسے واعظ احکام
شرع متین باعث استحکام سلسلہ دین وآئین مولوی حافظ محمد فخرالدین احمد صاحب
نے حسب استدعا اس فقیر کے آپ کی کچھ حالات اس ملفوظ مین داخل کرنے کو
قلمبند فرمای ہین وہی یہان بجنسہ لکہی مین آئی ہین ہرچند کہ راقم آثم نے اس ملفوظ
مین بجز مضمون کے کسی کی عبارت کو دخل نہین دیا ہے خواہ اچھا یا برا جو لکھ سکا
وہ لکھدیا ہے اول تو مولوی صاحب کی عبارت بجنسہ داخل کرنیکا باعث یہ ہے
کہ مولوی صاحب ممدوح کو علاوہ حاصل ہونے علوم عربی اور فارسی کی زبان
اردو کے محاورات کے خوب تحقیقات ہے یہان تک کہ مولوی صاحب کی فصاحت
وبلاغت اور خوش بیانی اور محاورہ دانی پر ساری شہر کے لوگ متفق ہین دوسرے
یہ لوگ صاحب سند نہایت مستند ہین جو کتاب یا عبارت انکی نظر سے گزر جاے
اوسکی سند معتبر ہوجاتی ہے اس بیچارے ہیچمدان کی کیا حقیقت کہ ایسے
صاحب لیاقت کی عبارت کا کوئی حرف گھٹا ہی یا بڑہا ہی لہذا مولوی صاحب
موصوف کی تحریر دلپذیر بجنسہ قلمبند ہوئی ہے ملاحظہ ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحمدہ و بفضلہ جناب مولانا مقتدانا عارف باللہ فنا فی اللہ مع اللہ حضرت
شاہ نجات اللہ صاحب صادق قادری کرسوی قدس اللہ سرہ العزیز کے خلیفہ
اول پیشوای ارباب علم و فضل عاشق پیغمبر ملک العلما مولانا محمد حمید علیہ الرحمۃ
کا مفصل احوال کرامت شمال اگر اظہار ہو تو ایک ملفوظ جداگانہ طیار ہو ٭ شعر
دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار ٭ گلچین نگاہ تو ز دامان گلہ دارد ٭ لہذا یکی
از ہزار و قسم ہوتا ہی اندکی از بسیار تحریر قلم ہوتا ہے کہ ملک العلما یعنی مولانا محمد حمید
حضرت قدوۃ المحققین زبدۃ العارفین ملا محمد مبین اسکنہما اللہ تعالے
فی اعلی علیین کے ولد اکبر تھی شہر لکھنؤ اونکا وطن دار العلم و عمل فرنگی محل اونکا
مسکن سلسلۂ نسب حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی طرف منتہی ہے جنکی ذات بابرکات سے
نبی علیہ السلام میں مفتخر ہے اول محل سے اولاد نہ پیدا ہوئی باعث ملا مبین اسکنہ اللہ تعالی
فی اعلی علیین نے اپنے زمانہ کے بعض اولیاء کامل فقرا اہل دل کی طرف اس
بات خاص میں دعا کو واسطے رجوع کی مصرعہ مردی از غیب برون آید و کاری
بکند ٭ ایک مرد صاحب باطن نے جمعہ کے روز ملا علیہ الرحمۃ کا وعظ سننے
کے بعد نکاح ثانی کا ایمان کرکے اولاد پیدا ہونی بلکہ ملک العلما کی شکل
شمائل کرامات و فضائل کی خبر دی اعتماداً ملا علیہ الرحمۃ نے دوسرا عقد
قصبہ سہالی میں کیا اس محل سے پہلے ملک العلما پیدا ہوئے وہ بزرگ اہل دل
درویش کامل جنہوں نے بشارت دی تھی زندہ تھے جب ملک العلما
پاؤں چلنے لگے ایک روز ملا علیہ الرحمۃ کے ساتھ محفل وعظ میں مسجد گئے
اون مرد با خدا نے جب صورت دیکھی تعظیم کی اور ملا علیہ الرحمۃ سے کہا کہ

کر انہین صاحبزادی کو حالت کشف مین نہی مشاہدہ کیا تہا انکی شکل وشمائل
سی آپ کو مطلع کر دیا تہا پہر ملا علیہ الرحمۃ جبل ہل اللہ سے ملاقات فرمائی
ملک العلما کے حق مین دعای سعادت دارین کروائی غرض کہ ملک العلما کی ذات
ابتدا سی مورد عنایت الہی تہی کہ خاصان خدا کی دعا اور توجہ شامل حال
ہوئی **فائدہ مولف کتاب** فی الحقیقت خداوند تعالی نے ملک العلما کو بڑا
مرتبہ دیا تہا بیشک ولی مادرزاد پیدا کیا تہا یہ خاصہ پیرو مرشد کے قدم بقدم
تہی جیسی ہماری حضرت صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی ولادت شریف کی قبل بڑی
بڑی بزرگان دین واولیای کاملین زیارت کی آرزو رکہتی تہی اور ولادت
باکرامت کی خبر دیتی تہی اسی طرح سی ملک العلما کی ولادت باسعادت کی خبر
ایک ولی کامل نے دی اور قبل پیدایش کے شکل وشمائل بزرگی اور فضائل
سی بہی خبر کی چنانچہ ویسا ہی ظہور مین آیا اون بزرگون کا فرمانا بعینہ
خداوند تعالے نے دکہایا۔ زمانہ طفولیت مین ملک العلما کو جس طرح تحصیل علوم
ظاہری کا شوق تہا اوسی طرح سلوک راہ الہی کا بہی ذوق تہا عنفوان شباب
سی خوش اوقات مشغول مجاہدات ومراقبات چنانچہ اپنی کتاب لطایف
حیدری مین خود تحریر فرمایا ہے ایک طریقہ مراقبہ رقم فرماکر ترغیب و
تحریص مریدین کے واسطے اوسکا اثر زبان قلم ہدایت رقم پر آیا ہے کہ
مین اس مراقبہ مین مشغول تہا کہ حضرت والد ماجد قدس سرہ سامنے آئے
اور کوئی بات زبان مبارک پر لائے مشغولی کی وجہ سے مین اوسکا جواب دے سکا
اونہون نے سبب سکوت استفسار فرمایا دیر کے بعد مین نے قدمون پر

گر کر عرض کیا کہ اوس وقت دل بات نہ کر لی دیتا تہا حالانکہ ملک العلما اپنے والد ماجد کی حیات مین نوجوان تہی مگر طالب لی بدل وجان تہی اور ظاہر ہے کہ آغاز تزکیہ نفس و تصفیہ قلب مین بہی اپنے والد ماجد ہی سے تعلیم پائی چنانچہ ایسے وظایف جیدرہی سے ثابت ہوتا ہے یہان اذکار کے عنوان مین ملک العلما تحریر فرماتی ہین کہ ان اذکار سے بعضے اذکار حضرت والد ماجد قدس سرہ نے مجہی تعلیم فرمائی ہین اور با وصف اسکے کہ ملک العلما کی والد ماجد ملا محمد مبین علیہ الرحمۃ حضرت مستحق باخلاق ربانی مولانا محمد حقانی قدس اللہ سرہ کے مرید اور خلیفہ صاحب حال وقال مدرس اعظم انام مرشد طالبان خدای ذو الجلال والاکرام تہی مگر ملک العلما کو اون سے بیعت کرنے کی نوبت نہ آئی اغیار اونکی مرید ہوی اور مرتبہ کمال کو پہونچی ظاہرا اسکی وجہ یہ ہے کہ ملا علیہ الرحمۃ کو مرض الموت در سینہ ہوا اوسمین ملک العلما کو بیعت کرنیکا محل و موقع نہ ملا جب ملا علیہ الرحمۃ نے انتقال فرمایا ملک العلما منصب آبای پر قائم مستقل ہوی افاضہ ظاہری مین کامل تہی مسند افتا کو خوب زینت دی مجلس تدریس گرم کی ہر ایک طالب علم سبق اور طبق دونون سے بہرہ یاب تہا ملک العلما کا ملتزم ہر دو ہم تو اب تہا جمعہ کے دن فرنگی محل کے اندر والی مسجد مین قرآن اور حدیث کا بیان مستفیدون کا اطمینان یا احسان فصاحت بیانی مین ملک العلما کی ہتہیلی پر ہیت وعظ سننے والے ابتک گواہ ہین اثر خوش بیانی یا ذکر کے نالہ و آہ ہین بیان ہین وہ اثر کہ اللہ اکبر جسنے وعظ سنا اوسی تقوی طہارت کا ذوق و شوق فورا آ

پیدا ہوا باینہمہ کمالات ظاہری وصفات باطنی چونکہ طلب مولی آپ کو لگی ہوئی
تھی مرشد کامل بلیغ شریف کی تلاش دل میں تھی حضرت فرشتہ خصلت
شریعت پناہ حقیقت آگاہ عمدۃ العارفین زبدۃ الواصلین مظہر صفات
صمدی مولانا شاہ نجات اللہ صاحب صادق کرسوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی صحبت
بابرکت میں داخل ہوئی حضرت کی ذات بابرکات کو جامع شریعت و طریقت
دیکھکر معتقد کامل ہوئی پہلی کئی برس آمد و رفت رہی پھر بیعت کی خلعت خلافت سے
سرفراز ہوئی خود شیخ وقت ہوئی حضرت مولانا شاہ نجات اللہ رحمۃ اللہ علیہ
کی حیات میں چند آدمیوں نے ملک العلما سے بیعت کی حضرت مولانا علیہ الرحمۃ
کو یہ خبر فیض اثر سننے سے کمال مرتبہ مسرت ہوئی **قائل مولف**
بلکہ افضل العلما مولوی محمد نعیم ابن مولانا ابو البقا محمد عبد الحکیم صاحب
فرماتی ہیں کہ جس روز حضرت صاحب نے ملک العلما کو مرید کیا اور مرتبہ خلافت کا
دیا تو ملک العلما نے اپنی ایک معتقد سے کہ ہمراہ تھی بیعت لی گویا اوسی وقت
اپنی خلافت کی سند کامل کی حق یہ ہی ملک العلما حضرت مولانا کی خلیفہ
اول تھے تعلیم افاضی و استفاضی میں اکمل و افضل تھی چنانچہ وظایف
عبیدرسی میں خود تحریر فرماتی ہیں کہ بارہ برس تک حضرت مولانا کی خدمت
فیضدرجت میں جب میں حاضر ہوا ہر بار تخلیہ میں لیجا کر حضرت مولانا نے
ایک نہ ایک ذکر و وظیفہ فکر مراقبہ مجھی تعلیم کیا سبحان اللہ ایسے
مرید صادق صاحب یا منت پر جب مرشد کامل کی نظر عنایت ہو
تو اوسی دین و دنیا درراہ مولی میں کیونکر نہ حصول سعادت ہو حضرت

مولانا علیہ الرحمۃ کے عنایت کا یہ حال کہ ملک العلما جو مدعا زبان پر لاتے
حضرت مولانا اکثر اوسی قبول فرماتی چنانچہ ایک بار ملک العلما نے حضرت
مولانا کو ایک مرد ناخواندہ کے پیچھے اپنی مسجد میں نماز پڑہتے دیکہا عرض کی
کہ صاحبزادہ عالی شان زہد و تقوی میں لاثانی حضرت مولانا محمد حمدانی
سن بلوغ کو پہنچ چکی ہیں اب آپ اونہیں اپنی مسجد کا امام مقرر کر دیجیے
اور اونکی پیچہے نماز پڑہا کیجیے حضرت مولانا نے قبول کیا اور حضرت مولانا
محمد حمدانی علیہ الرحمۃ کو امام کر دیا پہر حضرت مولانا کی آخر عمر میں ملک العلما
بمقتضای شفقت جناب مولوی ابو البقا محمد عبد الحکیم رحمۃ اللہ تعالی
کو ساتہ لائے اور حضرت مولانا سے اونکی بیعت کی باب میں تحریک کی مولانا
نے کئی روز کے بعد اون سے بیعت لی اور جو ملبوس جسم مبارک پر تہا اوتار
دیا اور اونہیں بہی اپنا خلیفہ کیا اور سال بہر کے بعد انتقال فرمایا مرض الموت
میں یہ حکم بطور وصیت زبان مبارک پہ آیا کہ مولوی حیدر ہمیں غسل
دیں اپنے ہاتہ سے تجہیز و تکفین کریں چنانچہ ملک العلما شریک ہوکر اس
خدمت آخری سے بہی شرف یاب ہوے یہ عنایت روحانی حضرت حیات
باتجیے ہی چنانچہ بعد وفات بہی ملک العلما پر حضرت مولانا کی توجہ روحانی
برابر رہی حضرت مولانا نے حالت خواب و مراقبہ میں ملک العلما کو تعلیم کی
چنانچہ وظائف حیدری میں ایک طریقہ مراقبہ کے عنوان میں ملک العلما
تحریر فرماتی ہیں کہ حضرت مولانا کی وفات کے بعد ایک شب کو میں مراقب
بیٹہا تہا مولانا کو دیکہا کہ فرماتی ہیں کہ ایک مراقبہ حضرت رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تعلیم فرمایا وہ مین تمھین تعلیم کرتا ہون اور
یہ مراقبہ مولانا نے مجھے تعلیم فرمایا ملک العلما نے حضرت مولانا علیہ الرحمۃ سے
بیعت کے وقت تین خواہش ظاہر کین ایک یہ کہ عمر بہر امیر و کبیر رہون دوسرے
کثیر الاولاد ہون تیسرے عرفان کامل اور دخول جنان حاصل ہو حضرت
مولانا علیہ الرحمۃ نے پہلی دو خواہش کی نسبت ارشاد فرمایا اللہ برلائیگا اور
تیسری خواہش کا حصول کثیر ریاضت پر موقوف ہے چنانچہ حضرت مولانا
علیہ الرحمۃ کے فرمانے کے موافق ملک العلما کے پہلی دونون خواہشین کما حقہ
پوری ہوئین اسواسطے کہ ملک العلما عمر بہر امیر کبیر رہے اور نو بیٹے چار بیٹیان
چھوڑکر داخل جوار رحمت الٰہی ہوئے اور کثرت ریاضت و عبادت کی
بدولت صاحب کشف و کرامات ہوے بعد وفات بعض اشخاص کے رویای
صالحہ سے یقین ہے کہ مورد رحمت جناب احدیت ہوے اسکی تفصیل یہ ہے
کہ اپنی عہدہ وزارت مین نواب معتمد الدولہ نے ملک العلما کی نہایت
خاطرداری کی بڑی خدمت گزاری کی سواری کو ہاتھی دیا ایک باغ
مع مکان عالیشان نذر کیا عہدہ ہاے جلیلہ تفویض کرنے پر نواب کو
اصرار تہا مگر ملک العلما نے ہرگز قبول نہ کیا بعض مقدمات مرجوعہ محکمہ
وزارت مین فتوی پوچھنے کی ضرورت ہوتی بانیوجہ ملک العلما اور
نواب سے اکثر خلوت اور جلوت مین ملاقات اور مصاحبت ہوتی اور
نواب ضیافت کرتے خاصہ تناول کرنے مین ملک العلما کی شرکت کرتے
ایکدن عجب معاملہ پیش آیا ملک العلما نے کمال شرع کو کام فرمایا نواب کے

حسن اخلاق کا ظہور بے تحاش و قلیل ہوا یہ معاملہ گویا ملک العلما کے تصرف باطنی
دلیل ہوا یعنی نواب کے یہان ملک العلما کی ضیافت تھی اور خود نواب نے خاصہ
تناول کرنے مین شراکت کی بادشاہ نے اپنے دسترخوان پر سے ایک قسم کا نولی
عمدہ خاصہ ایک قاب مین نواب کو بھیجا نواب نے ایک آدہ لقمہ خود کہایا اور
اپنے ہاتہ سے مصاحبین خاص کو دے دیکے چکہایا پہر قاب ملک العلما کی طرف
بڑہا دی کہ آپ کہائین کیفیت لذت بیان فرمائین جس مصاحب نے کہایا زبان
پر تعریف لایا مگر ملک العلما نے اوسکی طرف رغبت نہ کی نواب نے وجہ پوچھی
ملک العلما نے کچہ جواب نہ دیا نواب نے اصرار کیا تو ملک العلما نے فرمایا
بعض کتاب احادیث مین میری نظر سے گذرا ہے کہ حضرت رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے جذامی کا پس خوردہ کہانے سے منع کیا ہے اور حال
یہ ہے کہ نواب کو خفیف سا عارضہ جذام تہا یہ جواب سنتے ہی نواب کا
یہ حال ہو گیا کہ فوراً چہرہ لال ہو گیا کہانا موقوف کیا دسترخوان بڑہا
حاضرین کو یقین ہوا کہ حسن اخلاق برطرف دیکہیے ملک العلما کا آج کیا
حال ہو لیس تہوڑی دیر نواب کو سکوت اور ملال رہا پہر بے اختیار
ہو کر ملک العلما سے کہا کہ جناب شریعت کی پابندی آپ پر ختم
ہے اور وقت رخصت بہت کچہ نقد و جنس نذر کیا اسی طرح نواب
اکثر خدمت گذاری کرتے خصوصاً ہر سال ماہ رمضان المبارک مین ختم
قرآن شریف کی شیرنی اور ماہ مبارک ربیع الاول اور ماہ محرم الحرام
مین فاتحہ حضرت سرور انبیا علیہ افضل صلوۃ والثنا اور نیاز جناب

سید الشہدا علیہ السلام کی مٹھائی جب ملک العلما نواب کے یہان تبرک
ارسال فرماتے تو نواب بھی ملک العلما کی خدمت بابرکت مین نقد وجنس
نذر بھجواتے سبحان اللہ وبحمدہ مصرعہ آنرا کہ بداند بدادند بدادند حسن صورت حسن سیرت
جاہ وثروت اولاد کی کثرت علم وفضیلت مرجعیت مقبولیت ارشاد
امامت للہیت کشف کرامت یہ سب ولیتن منعم حقیقی جل جلالہ و
عم نوالہ نے ملک العلما کی ذات جامع الکمالات مین جمع فرمائین کرامت کی
دو قسمین ہین ایک پر خاص نظر کرتے ہین ایک پر عوام پابندی شریعت اور
ذوق وشوق عبادت یہ کرامت خاص منظور خواص ہے اور کسی
بزرگ مسلمان کی دعا وغیرہ کے سبب خلاف عادت کسی امر کا وقوع مین آنا
کرامت عام ہے عوام کی نظر ایسی کرامتون پر اکثر رہتی ہے اس
قسم کی کرامت اولیا اللہ مثل نجاست سب فضیحت جانتے ہین
ملک العلما سے دونون قسمون کی کرامتین ظاہر ہوئین چنانچہ شرع کو
کام فرمانا نواب معتمد الدولہ کا پس خوردہ کھانا جواب صاف دینا اور
نواب کا متحمل کرنا از قبیل کرامت خاص ہے علی ہذا القیاس ایسی اور
باتین اپنے محل پر مذکور ہونگی باقی رہین عام کرامتین از انجملہ مولوی
عبدالواحد کانکوروی کا بیان ہے کہ میرے والد بنارس گئے تھے اور کئی
مہینے تک وہان سے خط نہ بھیجا مجھے سخت تردد تھا اس اثنا مین ایک
شخص بنارس سے آیا میری مان نے کسی عورت کو بھیجکر اوس سے حال
استفسار فرمایا اوس عورت نے آکر جواب دیا کہ وہ کہتا ہے کہ مین اونہین

بہت بیمار چہوڑا تہا یہ سنکر اور تڑو دوڑا گہر مین رونا پیٹنا پڑ گیا مجہی یہ خبر
ہوئی روتا ہوا ملک العلما کی خدمت مین حاضر ہوا کیفیت بیان کی بمقتضای
اخلاق و محبت ملک العلما بہی بہت آبدیدہ ہوی تہوڑی دیر کے بعد آنسو
پونچہکر فرمایا کہ میان عبد الواحد نہ تم رنج کرو اور نہ ہمین رنج دو پرسون
تمہاری والد بخیریت یہان پہونچین گے یہ بات سنکر مجہی حیرت ہوئی کہ حضرت
نے یہ کیا فرمایا مگر مین چپ ہوا اور کچہ زبان پر نہ لایا تیسری دن کیا دیکہتا ہون
کہ میرے والد ٹٹو پر سوار چلی آتے ہین مینی یقین کیا کہ ملک العلما کو کشف و الہام
ہوا تہا فقط اسکے سوا وقت قیام حیدرآباد ملک العلما سی بہت کرامتین ظاہر
ہوئین کہ اپنی موقع پر بعض کا ذکر آئیگا غرض کہ ملک العلما ظاہر امیر کبیر تہی
اور باطن مین کامل فقیر تہی نواب معتمد الدولہ وغیرہ امرا لکہنؤ سی جو نذر و فتوح
پہونچتی بقدر حاجت اپنی صرف مین لاتی باقی ذوی القربی والیتمی والمساکین
پر تقسیم فرماتی خرچ سی دست مبارک کبہی باز نہ تہا زر نقد ہرگز لیس انداز
نہ تہا حتی کہ جب نواب معتمد دولہ سی گفتگو مذہبی ہوئی اور ملک العلما کو بی لطفی
ہوی بمقتضای ذوق و شوق دلی فوراً حج اور ہجرت کا قصد کیا زاد راہ
کچہ پاس نہ تہا فیل سواری باغ مع مکان عالیشان فروخت کرکے
ماہ ربیع الثانی ۱۲۴۸ ہجری کی گیارہوین تاریخ پنجشنبہ کے دن قصبہ
کاکوری مین پا تراب کیا وہان حضرت شاہ کاظم علیہ الرحمۃ کی بعضی اولاد
مرید ہوی اور اونہین فیضیاب کیا منجملہ اونکی شاہ رحیم باسط صاحب حضرت
شاہ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی پوتے آپکے مرید ہین لکہنؤ سی اکثر صاحبزادے

اور معتقدین گئی اور مدینہ نبوی غرض کہ قصد کا کوری سی ملک العلما کی ساتھ
بعض اہل قرابت اور ایک فرزند مولوی محمد غضنفر نام مع قافلہ رفقا و
معتقدین روانہ ہوی کانپور پہونچکر کشتی کی ادہر کلکتہ کی راہ لی روانگی جہاز کا
موسم اخیر سب جہاز روانہ ہوچکی تہی اخیر جہاز پہ ملک العلما سوار ہوی سب
ہمراہی ہمراہ تہی اثناء راہ مین باد مخالف نے زور کیا جہاز کو مسقط مین پہونچا دیا
وہان ملک العلمانے چار مہینی قیام کیا جب پہر روانگی جہاز کا موسم آیا
تو جہاز پہ سوار ہوکر جدہ کے راہ لی پانچ دن مین جدہ پہونچی وہان سے
روانہ ہوکر جمادی الاول سنہ ۱۲۴۳ ہجری کی پہلی تاریخ مکہ معظمہ مین داخل ہوی
ڈیڑہ مہینہ قیام کیا اور جناب سید یوسف یمنی اور شیخ ملا عمر مکی سی علم حدیث
تحصیل کرکے سند حاصل کی پہر قبل حج مدینہ منورہ مین حاضر ہوی باب الرحمۃ
کے قریب مکان کرایہ کا لیکر ایک مہینہ ستائیس روز حاضر آستانہ نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم رہی اور وہان بہی علم حدیث حاصل کیا اعتکاف مکانہ
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین اعتکاف بیٹہی اعتکاف کے بعد دن اور رات
روضہ منورہ درود او مسجد نبوی مین مصروف رکوع و سجود رہتی
ایک مرتبہ حق تعالی نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین ملک العلما کو
جماعت اولی کی امامت کا شرف عطا فرمایا آج تک امام مسجد نبوی کی سوا
اور کسی کے واسطے یہ مرتبہ سننے مین نہین آیا پہر مدینہ منورہ سی مکہ معظمہ کی
طرف بچشم گریان و دل بریان روانہ ہوی اہل مدینہ ملک العلما کی گریہ و زاری
دیکہکر حیران ہوی مسجد شجرہ جہان سی سلطان الانبیا احرام باندہتی تہے

ملک العلما کی وہان احرام باندہا اور ماہ مبارک رمضان ۱۲۶۰ ہجری
کی دسوین تاریخ پہر مکہ معظمہ مین داخل ہوئی عمرۂ رمضان کہ حج کے برابر
اوسط عشرہ بہر لا پاکئی اخیر عشرہ مین مسجد الحرام کے اندر اعتکاف کیا اور
قرآن شریف راہ مین حفظ کر لیا تہا کعبہ شریف مین پہلے سنایا پہر موسم
حج تک وہین قیام کیا حج اکبر ادا کرکے شکر الہی بجا لاکر جدہ کا رستہ لیا
محرم ۱۲۶۱ ہجری کی پہلی تاریخ جدہ سی جہاز پر سوار ہوئی پانچ چہہ کوس
جہاز چلا تہا کہ پہاڑ سی ٹکرا کر ٹکڑی ہو گیا جتنی آدمی جہاز پر سوار تھی سمندر
مین غوطی کہانے لگے جنکی موت آئی تہی غریق دریای رحمت ہوئی چنانچہ
ملک العلما کی ہمراہیون مین سی تیس آدمی سی زیادہ ڈوبی مگر خود ملک العلما
اور مولوی محمد غضنفر اور بعضی ساتہیون کو موج نے ایک جزیرہ پر پہینک دیا
جان سلامت بچی مال اسباب غرق ہو گیا اور ملک العلما کے دل توکل منزل
کو کچہ صدمہ نہین پہونچا چنانچہ وظایف حیدری مین جہان بسم اللہ الذی
لا یضر مع اسمہ شی فی الارض ولا فی السماء کی تاثیر اور برکت تحریر کی
ہی وہان یہ بات لکہی ہی کہ فقیر کے تجربہ مین یہ وظیفہ اسم اعظم کی خاصیت
رکہتا ہی یہ فقیر اسی پڑہ کر جہاز پر سوار ہوا تہا جہاز پہٹنے کے بعد جب سمندر مین
گرا اسکی برکت سی کچہ ضرر و رنج مجہی نہین پہونچا وہان بہی راحت مین تہا
غرض جہاز کی تباہی سنکر جدہ سی کشتیان آئین ملک العلما اپنی ہمراہیون سمیت
جدہ کو پہر گئی تو بالکل تہی دست تہی مسجد مین نماز کو گئی تو ایک مسلمان
باشندہ جدہ نے واجب الخدمت سمجہکر تین سو روپیہ پیش کئی ملک العلما

نہ لیے اونسے سبب استفسار کیا ملک العلمانے جواب دیا کہ مینے جناب الٰہی مین دعا
کی تہی کہ یا اللہ اس سفر مین مجھے زاد راہ اور حج کی بابت کسی کا احسان مند
نہ کرنا اور میری یہ دعا قبول ہو گئی اللہ جل شانہ مجھے کسی کا احسان مند
نکریگا مرد مسلمان یہ بات سنکر نہایت متعجب ہوے تہوڑی دیر گزری تہی
کہ ایک خلاصی حاضر ہوا اور ملک العلما سے عرض کی کہ جہاز غرق ہوتے وقت
مینے چاہا کہ کچہ اسباب کشتی پر رکہ لون اور کچہ ہاتہ نہ آیا مگر مینے ایک صندوقچہ
پایا ناخدا کو پاس لیگیا اوسنے پہچانا کہ آپکا ہے آپ لیجیے اوسمین ملک العلما
کی تحویل رہتی تہی ملک العلمانے لے لیا اور شکر الٰہی ادا کیا اوس مرد مسلمان
سے فرمایا کہ دیکہو مجھے جو اپنے خدا سے یقین تہا اوسکا ظہور ہوا میرا زاد راہ
بیچ رہا پہر لباس وغیرہ اسباب ضروری مہیا کرکے ملک العلما مع مولوی
غضنفر مرحوم و بقیہ ہمراہیان جہاز چہوٹے پر سوار ہوکر بمبئی مین داخل
ہوے اہل بمبئی نے کمال مرتبہ اعزاز و اکرام کیا اور بیماری کی وجہ سے
ملک العلمانے دو تین کئی روز وہان قیام کیا بعدہ وہان سے حکمت الٰہی
اور رحمت نامتناہی نے بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین پہونچایا پہونچنے
کے قبل حیدرآباد مین خبر آمد مشہور ہو گئی تہی جب ملک العلمانے قریب
شہر خیمہ باجاہ و جلال کیا عمائد شہر نے استقبال کیا بڑے اعزاز و اکرام تزک
و احتشام سے داخل شہر ہوے مکہ مسجد اور چار مینار کے قریب جناب سید نور الاصفیا
مرحوم کے بنگلے مین ٹہرے نواب منیر الملک بہادر اور امیر کبیر نواب شمس الدولہ
بہادر اور مہاراج چندو لال خبر تشریف آوری سنکر پہلے سے مشتاق

زیارت تھی ہر ایک نے بڑی اعزاز و اکرام کے ساتھ ملاقات کی مہاراج نے
عہدہ ہای جلیلہ مثل قضا وغیرہ پیش کیے ملک العلما نے رغبت نہ کی حکومت
دنیوی سے دل زہد منزل کو تقویت تھی مہاراج نے نواب منیر الملک کے
دیما سے بارہ ہزار روپیہ مالگزاری کے دیہات مدد معاش کے واسطے
بطور جاگیر معاف کر کے پروانہ معافی لکھدیا اور امیر کبیر نواب شمس الامرا
بہادر کے سرکار سے متعدیہ مشاہرہ مقرر ہوا اور امرا بھی اپنی اپنی استطاعت
کے موافق خدمت گزاری کیا کرتے اپنی سعادت سمجھکر بہت کچھ نذر
دیا کرتے غرض کہ دو ہزار روپیہ ماہانہ کے قریب ملک العلما کو حیدرآباد میں
معمولی فتوحیں تھیں اور غیر معمولی علاوہ برین اور کیونکر نہ ہوتیں سو اسطے
کہ حضرت مجاب الدعوات مظہر صفات جناب سرور کائنات مولانا
شاہ نجات اللہ علیہ الرحمۃ نے بیعت لینے کے وقت عمر بھر امیر کبیر
رہنے کی بشارت دی تھی بے وہم و گمان معاش کی طرف سے ایسا
اطمینان حضرت مولانا کے ارشاد کی برکت اور اونکی کرامت تصور
کرنا چاہیے جب نواب معتمد والہ نے لکھنو میں سنا کہ ملک العلما نے حیدرآباد
میں قیام کیا اور اب لکھنو کا ارادہ نہیں تو خطوط بھیجے کہ گذشتہ گفتگو
مذہبی کا آپ خیال نفرمائیں بے تکلف یہاں تشریف لائیں ملک العلما نے
تحریر فرمایا کہ میں جب لکھنو سے سفر کی عزیمت کی تھی تو ہجرت کی نیت
کی تھی اب وہاں آکر رہنا محال ہے آپ کو عبث یہ خیال ہے پھر ملک العلما
نے سید عالی نسبت والا حسب مقبول حضرت کبریا سید نور الاصفیا مرحوم

صاحبزادی سے نکاح کیا اور حیدرآباد ہی وطن مالوف ٹھہرا تدریس
وعظ ارشاد مین مشغول و مصروف شام و سحر رہے اہل حیدرآباد ملک العلما
کے مسخر تھے اور کیونکر نہوتے اسواسطے ملک العلما کی ذات جامع الکمالات مظہر اخلاق
حضرت سید الکائنات علیہ التحیات تھی جب یہ بات للہیت ہو تو اہل اسلام کو
کیونکر نہ حسن عقیدت ہو ایک حال للہیت اشتمال ہم رقم کرتے ہین کہ ناظرین
اوسکے معاینہ سے نصیحت پکڑین ملک العلما کے اتباع سنت کو ملاحظہ کرین
حال یہہ ہے کہ ابتدای سن بلوغ سے ملک العلما کو نماز مین قید جماعت
اولی تھی کبھی بغیر عذر شدید بے جماعت نماز نہین پڑہی ایکدن جماعت
اولی مین شریک ہونیکی نوبت نہ آئی نہایت قلق ہوا نالان گریان
پیادہ پا شہر حیدرآباد کی اکثر مسجدون مین جاکر جماعت اولے کی تلاش
کی آخر یعقوب پورہ کے دروازہ کے باہر ایک مسجد مین جماعت ملی اور
یہ مسجد دولتخانہ سے بہت فاصلہ پر ہے حالانکہ رفقاء ملک العلما نے ملک العلما
کی سواری مین موافق عادت لکھنوکے حیدرآباد مین یہ اہتمام کیا تھا
کہ ملک العلما جب ہاتھی پر سوار ہوتے جلو مین سپاہی خدمتگار برچھی بردار
خاص بردار ہوتے اب ملک العلما کی للہیت اور اتباع سنت قابل غور
ہے کہ ہرگز یہ خیال نفرمایا کہ اس شہر مین اس جلوس سے ہماری سواری
نکلتی ہے پیادہ پا گلیون مین نہ پھرین بے جماعت نماز پڑہ لین سبحان اللہ
کیا شوق عبادت تھا اور کسقدر انکسار نفس اور اتباع شریعت تھا اور
اسمین کچھ شبہہ نہین کہ اتباع سنت ہی کی بدولت مسلمان صاحب

کرامت ہوتا ہی مرتبہ ولایت کو پہونچتا ہی جب اس قدر اتباع شریعت ہو تو کیونکر
نہ اظہار کرامت ہو۔ اب ملک العلما کی چند کرامتین تحریر ہوتی ہین کرامت ۱
میر محبوب علیخان جو صمصام الملک بہادر کے داماد رئیس کے رشتہ دار تھی حیدراباد
کے امراءمین صاحب قار تھے اونکا بیان ہی کہ مینے ملک العلما سے بیعت کرنیکا
ارادہ کیا پھر یہ خیال آیا کہ جب تک کوئی کرامت نہ دیکہا کون گا مرید نہونگا
اوسی شب مینے خواب دیکھا کہ ملک العلما نے صلواۃ بہیجنا مجھے تعلیم کیا ایک
ہی بار مین یاد ہو گیا قبل نماز فجر جب آنکہ کھلی تو دو ایک لفظ مین شبہ ہوا
مینے نماز فجر ملک العلما کے ساتھ پڑہی کہ رفع شبہ بہی کر لون ملک العلما کی عادت
تھی کہ قبل نماز اشراق کلام نہ کرتے تھے نماز فجر کے بعد مین مسجد مین ٹھہرا کہ بعد نماز
اشراق ملک العلما سے خواب بیان کرونگا رفع شبہ کر لون گا ہنوز کچھ کہنے نپایا
تھا کہ ملک العلما نے اپنے وظیفہ کی کتاب مین سے ایک کاغذ نکال کر مجھے دیا
اور اشارہ سے رخصت کیا دیکھتا ہون تو اوس کاغذ مین وہی صلواۃ بہیجنا
لکہا ہی جو جب کھلی ہوئی کرامت مینے دیکھی کمال حسن عقیدت کے ساتھ بیعت
کی کرامت ۲۔ نواب قادر الدولہ بہادر کا بیان ہی کہ میرے گھر پہر رات
باقی رہی بیٹا پیدا ہوا اوسی وقت ملک العلما کی خدمت مین میرے والد
ماجد سید نور الاصفیا صاحب نے اسوقت مجھے بھیجا کہ وہ خبر ملک العلما کو پاس
پہونچا آؤ مینے جا کر دیوان خانہ کا دروازہ کھلوایا اور محل سرا کا دروازہ
کھٹکایا فوراً ملک العلما وہ خرمی لیے ہوے دروازہ پر تشریف لائے اپنے ہاتہ
سے دروازہ کھولکر مجھے عنایت فرمائی اور مبارک باد دیکر ارشاد کیا کہ تمہاری

خواہش کے موافق وجود مین لایا اور اس وقت زیادہ بات کرنے کی
فرصت نہین حالانکہ ملک العلما کو ظاہر مین نہ ولادت فرزند کی خبر ہوئی
نہ زبان سے بیبی دوخترون کی درخواست کی **کرامت سوم** سیف الدولہ
بن علی مرحوم ملک العلما سے عقیدت راسخہ رکھتے تھے اونکا بیان ہے کہ ملک العلما
کو مینے دیکھا کہ سادات کی خدمت حد سے زیادہ کرتے ہین اور بمقتضاے
حسن عقیدت اونکی غلامی کا دم بھرتے ہین تو مینے کئی بار عرض کیا
کہ اگر اس حسن خدمت اور رسوخ عقیدت کا کوئی نتیجہ نیک آپنے دیکھا ہو
تو بیان فرمائیے آپنے ہر بار مسکرا کر سکوت کیا آخر کو ایکدن فرمایا کہ مرنے کے
بعد ہم اسکا جواب تمہین دینگے یہ بات سنکر مین متعجب ہوا اور چپ ہو رہا
جب ملک العلما نے انتقال فرمایا تو سوم کے روز مینے خواب مین دیکھا کہ جامع مسجد
حیدرآباد مین سر منبر ملک العلما وعظ فرماتے ہین اور ہزارہا آدمی کا ہجوم ہے
اور آسمان سے ملک العلما پر بارش نور ہوتی ہے منبر سے آسمان تک ایک ستون
نور بلند ہے پس خواب مین ملک العلما نے مجھے اپنے قریب اشارہ سے بلایا مین بہت
مشکل سے قریب پہونچا تو فرمایا کہ ہمنے زندگی مین تم سے وعدہ کیا تھا کہ مرنے کے
بعد تمکو جواب دینگے دیکھو یہ نورانیت اور عظمت خدمت سادات کی بدولت
ہے یہ کرامت اس وجہ حالت حیات سے علاقہ رکھتی تھی کہ زندگی مین وعدہ
کیا تھا اور جانتے تھے کہ بعد وفات ہم جواب دے سکینگے اور اس وجہ بعد
وفات سے متعلق ہے اسواسطے کہ بعد وفات اوس وعدہ کو وفا کیا حق ہے

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یُنْقَلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ شعر حافظ علیہ الرحمہ
اولیا اللہ نہین مرتے بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر مین چلے جاتے ہین

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

کرامت ۴ ملک العلما حیدرآباد مین تشریف رکھتے تھے اور لکھنؤ مین اونکی
چھوٹی بیٹی حافظ مولوی احمد حسین صاحب مغفور سن طفولیت مین اس شدت
سے علیل ہوئی کہ سب عزیز و اقارب کو اونکی زیست سے یاس ہوئی ملک العلما
کی خلف اکبر ممتاز العلما مولوی ظہور علی مرحوم نے اونکی علالت کا حال مفصل
لکھا کہ زیست ساقط ہے آپ دعا کرین ملک العلما نے جواب لکھا کہ تم ہرگز یہ
گمان نکرنا کہ یہ لڑکا مر جائیگا اول تو میرے مرشد خلیفہ رسول اللہ حضرت
مولانا شاہ نجات اللہ علیہ الرحمۃ نے مجھے بموجب میری درخواست کے بشارت
دی ہے کہ تمہارا کوئی بیٹا تمہارے سامنے انتقال نہ کریگا اور دوسرے میں نے
اپنے خدا سے بھی دعا کی ہے کہ فرزند نرینہ کے داغ سے مجھے محفوظ رکھ اور
میری وہ دعا قبول ہو گئی میرے خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ اولاد
نرینہ کا داغ تو نہ دیکھیگا لپس یقینی یہ لڑکا صحت پائیگا اور میرا کوئی
فرزند میرے سامنے نہ مریگا چنانچہ صاحبزادے نے صحت پائی کرامت ۵
وقت روانگی کعبہ شریف ملک العلما نے دعا کی تھی کہ خدایا جہان مین
ٹھہرون اس قدر اولاد مجھے عطا فرمانا جتنی مین یہان چھوڑے جاتا ہون
اور بعد ختم دعا فرمایا تھا کہ میری یہ دعا قبول ہوئی اوس زمانہ مین
چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیان موجود تھین اور ایک فرزند
حمل مین تھے بعد روانگی پیدا ہوئے اس دعا کا ظہور حیدرآباد مین ہوا
کہ چار فرزند دو بیٹیان چھوڑ کر ملک العلما نے وفات پائی غرض کہ اہل حیدرآباد

ایسی جامع الکمالات مستجاب الدعوات صاحب کرامات کے معتقد اور مسخر
کیونکر نہوتے ملک العلما کی جو عزت و توقیر سرکار حیدرآباد مین ہوئی تھی
آج تک کسی عالم کے نہین ہوئی لفظ ملک العلما نام نامی کے ساتھ درج دفتر ہوا
وہین سی یہ خطاب ملا دیوان ریاست اور امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر والی
ملک کے سوا اور کسی کے مکان پر نہین جاتے تھے مگر ملک العلما کے دولتخانہ پر آپ تک
آتے تھے مہاراج چندو لال و نواب منیر الملک بہادر کو ملک العلما سے اصرار رہا
کہ آپ عدالتون کی حکومت قبول فرمائین مگر ملک العلما نے نہ مانا آخر یہ امر قرار
پایا کہ جو مقدمہ سنگین پیچدار عدالتون مین پیش ہوا کرے اور ناظمان عدالت
کو اوسکے فیصلے پر دقت پڑا کرے وہ آپکے دولتخانہ پر بھیجا کرین آپ
فیصلہ کر دیا کرین ملک العلما نے یہ بات اونکی خاطر سے قبول فرمائی اور گاہ گاہ
اپنے مکان پر مقدمات فیصلہ کر دیتے ایک مرتبہ دو انگریزون کا مقدمہ عدالت
مین دائر ہوا اور کئی مہینے تک ناتمام پڑا رہا انگریز حاکم اعلےٰ نے مہاراج چندو لال
کو اس بات کی شکایت لکھی نواب منیر الملک بہادر اور مہاراج نے ملک العلما
سے تحریک کی کہ آپ تھوڑی دیر کے واسطے عدالت مین تشریف لائین اور
ان انگریزون کا مقدمہ فیصل فرمائین ورنہ ہماری سرکار کی بڑی بدنامی
متصور ہی اور سرکار کو حق آپ پر ہی ملک العلما کو بھی اپنے مکان پر انگریزون کا
بلانا منظور نہوا مجبور ہی عدالت مین جانا قبول کیا اور تشریف لے گئے
دیکھا کہ قاضی صاحب مسند پر بیٹھے ہین اور دونون انگریز کرسی کے اوپر
حکم فرمایا کہ اور اہل مقدمہ کی طرح یہ انگریز بھی کھڑے ہوکر رو بکار ہی

کہدین یہ مدار القضا ہی یہان اونکی اعلی رعایا بادشاہ سب کا مرتبہ ایک سا
ہی دونون انگریز فوراً کرسیون پر سی اوٹہا دئی گئی اور کہڑی ہو کر
روبکاری کی ملک العلمانی تہوڑی دیر مین اونکا فیصلہ کردیا دونون
انگریز ظاہر مین خوش ہوی مگر اونکی دلون مین اپنی اس ہتک کا داغ رہا
اپنی دوست انگریزون سی اس بات کا رنج ظاہر کیا چنانچہ ملک العلما کی
وفات اور شہادت مین ان انگریزون کی عداوت باطنی کو لبظاہر
بڑا دخل تہا کہ اوسکی کیفیت آگی بیان ہوگی غرض کہ ملک العلما کے اس
فیصلہ کی خبر گورنر تک کو ہوئی وہان سی مہاراج کے نام تحریر آئی کہ اگر
ملک العلما مولانا محمد حیدر کو عدالت کا حاکم آپ مقرر فرمائین تو ہم بہت
خوش ہون نواب منیر الملک بہادر اور مہاراج نے ملک العلما کو اس تحریر
سی مطلع کیا اور صاف کہدیا کہ اب آپ کو یہ عہدہ ضرور قبول ہی کرنا
ہوگا اسواسطی کہ والی ملک کو تو یہ بات پہلی سی منظور تہی اور اب گورنر
صاحب نی بہی لکہ بہیجا ہی اونکی تحریر کی تعمیل نہ کرنی مین ظاہر ہمارے
واسطی قباحت ہی اور آپ سی ہمین یہ امید نہین کہ آپ ہمارے واسطے
کسی طرح کی قباحت روا رکہین گے ملک العلما نے انکار کیا مگر نواب
منیر الملک بہادر اور مہاراج نے حد سی زیادہ اصرار کیا آخر کو ملک العلما
نے فرمایا کہ اچہا اسکا جواب مین کل دونگا اوس شب رات بہر ملک العلما
کو بیقراری رہی جناب الہی مین دعا بکمال آہ وزاری کی کہ یا اللہ
حکومت دنیوی سی مجہی بچا اور یہ بلا میرے ساتہ نہ لگا دعا نیم شبی مقرون

اجابت ہوئی بطور الہام ایک جواب باصواب دل مین آیا ملک العلما کو
کمال مسرت ہوئی دوسرے دن نواب منیر الملک بہادر اور مہاراج سے عند الملاقات
فرمایا کہ اگر آپ صاحب نے گورنر جنرل کو یہ عہدہ دیں گے تو ہمیشہ کے واسطے گورنر کو
ایسے عہدون مین گنجائش مداخلت ہو جاوے گی پھر ارکان ریاست کو کوئی
گفتگو نہ آوے گی نواب منیر الملک بہادر اور مہاراج کا دل اس جواب باصواب
سے بہت مسرور ہوا اور ملک العلما کو یہ عہدہ دینا خود نامنظور ہوا غرض کہ
ملک العلما سے حیدرآباد مین بہت کار خیر ظہور مین آئے مسجد نبوی کی مشاہرہ
مقرر کر کے مدینہ منورہ مین سبیل جاری فرمائی سادات اور اہل حرمین
شریفین جو وہان آئے بتدریج تین لاکھ روپیہ کے قریب اونہین دلوائے
جو اہل وطن گیا اوسکے حوصلہ سے زیادہ اوسے نقد و جنس یا مرید اور
صاحبزادون کی تعلیم کے واسطے وظایف حیدریہ عن احادیث النبویہ
تصنیف فرما کر بھیجے اور علے العموم اون وظایف کی اجازت دی سولہ
برس تک اس جاہ و دولت فیض برکت کے ساتھ ملک العلما حیدرآباد مین
رونق افروز رہے پھر دفعۃً مبتلاے عارضہ فتق ہوے مرض نے شدت
پکڑی نواب اور مہاراج اور امیر کبیر کی طرف سے اطبار شہر کو علاج کے
باب مین تاکید ہوئی بمقتضاے حسن عقیدت امیر کبیر ملک العلما کی عیادت
کو روز تشریف لاتے اور اپنے ہاتھ سے دوا بنا کر پلاتے مگر اطبا کے علاج
سے کچھ فائدہ نہوا آخر محرم کی سترہوین تاریخ مہاراج نے انگریز ڈاکٹر
کو بھیجا یہ ڈاکٹر اون انگریزون کا بڑا دوست تھا جنکو عدالت مین

ملک العلما کی کسی بچے ادہر ادہر دیا تہا اون انگریزون نے اس ڈاکٹر انگریز سے
اپنی اوس شک کا گلہ کیا تہا ڈاکٹر ایک پیالا چہڑ کا کر باہر نکلا دروازہ میں
ملک العلما کی ایک عزیز قریب نے حال پوچھا تو رحق بر زبان جاری بے اختیار
اوسنے کہا کہ مولوی صاحب بندہ نہیں گے ہمسے دوا مین بڑی غلطی ہوئی
اس سے صاف ظاہر ہو گیا اوس ظالم نے دیدہ و دانستہ دشمنی کی ادہر اوسکا
جانا ادہر ملک العلما کا کلمہ گویان انتقال فرمانا انا للہ وانا الیہ راجعون یہ آخری
مقبولیت ہے کہ موت بہی بمنزلہ شہادت ہے اہل حیدر اباد کو اس حادثہ عظیم
سے بڑا غم ہوا ایسے نازک وقت کے اوٹہ جانیکا نہایت الم ہوا ملک العلما کے
پانچ صاحبزادے اور دو صاحبزادیان لکہنؤ مین تہین پہلے محل سے چار صاحبزادے
سب سے بڑے ممتاز العلما مولوی حافظ ظہور علی مرحوم اون سے چہوٹے مولوی
محمد غضنفر مغفور اونسے چہوٹے مولوی خادم احمد مرحوم اون سے چہوٹے
مولوی محمد علی مغفور دوسرے محل سے ایک فرزند مولوی حافظ احمد حسین
مرحوم اور دو صاحبزادیان بڑی صاحبزادی اہلیہ مولوی ظفر احمد مغفور
چہوٹی صاحبزادی اہلیہ مولانا شاہ عبد الرزاق صاحب ہم خلیفہ ممتاز العلما
مولوی ظہور علی اور مولوی محمد غضنفر اور مولوی خادم احمد مرحوم اور
ملک العلما کے چہوٹے بہائی پیشوائے مجتہدین ملا محمد معین نے ملک العلما سے بیعت
کی تہی چنانچہ سوم کے روز ممتاز العلما کے سر پر دستار خلافت بندہی
پہر مہاراج چندو لال وغیرہ ارکان ریاست حیدر اباد نے ممتاز العلما کے
نام خطوط تعزیت بہیجے اور اوس زمانہ مین انکی طلبی ہوئی ممتاز العلما

لکھنؤ سے تشریف لیگئے اور حیدرآباد میں منصب آبائی پر قائم ہوے اور بیگم صاحبہ
سے حیدرآباد میں ملک العلما کے چار فرزند اور دو صاحبزادیاں ہتیں فرزند
اکبر مولوی نور المرتضی مرحوم دوسرے مولوی نور الحسنین صاحب سلمہ
تیسرے مولوی نور الصدیق صاحب سلمہ چوتھے نور المبین نام انہوں نے بعد
وفات ملک العلما زمانہ طفولیت میں انتقال کیا اب مولوی نور الحسنین صاحب
حیدرآباد میں ملک العلما کی یادگار ہیں علماے حیدرآباد میں سب سے زیادہ
صاحب وقار ہیں تدریس و وعظ و ہدایت کے علاوہ سلسلہ رزاقیہ بھی انکی
ذات سے جاری ہے الحمد اللہ علی ذلک اور ممتاز العلما جو بعد وفات ملک العلما
لکھنؤ سے تشریف لےگئے انکے دو فرزند ایک نجم العلما مولوی حاجی ظہور الحسن
دوسرے افضل العلما مولوی حاجی افضل حسن ہتے حیدرآباد میں ہیں اور
لکھنؤ میں صاحبزادگان اعلم فے الجنان کا یادگار کوئی فرزند نہیں مگر
بڑے صاحبزادے کے ایک فرزند مولوی حافظ فخر الدین احمد اور چھوٹے
صاحبزادے کے دو فرزند ایک مولوی حافظ محمد عبد الباسط دوسرے
مولوی حافظ عبد الوہاب سلمہما خدا انہیں زندہ رکھے کہ انکی ذات سے
اہل اسلام کو فیض عام ہے اور لکھنؤ میں اب انہیں سے ملک العلما کا بھی
نام ہے فقط مولوی صاحب ممدوح کی عبارت ختم ہوئی ذکر خلیفہ دوم
زبدۃ العلما قدوۃ الفضلا برگزیدہ بارگاہ حضرت خداوند کریم مولانا
ابو البقا محمد عبد الحکیم علم و فضل میں کامل اکمل رونق افروز فرنگی محل برادرم
واجب التعظیم افضل العلما مولوی محمد نعیم صاحب کا بیان ہے کہ جب ملک العلما

مولانا محمد حیدر حصول بیعت وخلافت سے مشرف ہوکر لکھنو گئے اور جالی سے
استہار دیا بڑی دہوم دہام سے اپنی خلافت کا اظہار کیا یہ سنکر مولوی
ابو الفیض محمد عبد الواحد فاضل صاحب جناب مولانا محمد عبد الرب صاحب کے
بھتیجے تھے اونہوں نے اپنے برادر ابن العم مولانا ابو البقا محمد عبد الحکیم
صاحب سے کہا کہ تم بہی کدہر سے جاؤ اور بیعت وخلافت سے مشرف ہو آؤ
مولانا صاحب نے فرمایا کہ مین فرمان بردار اپنے والد ماجد کا ہوں آپ
اون سے عرض کیجیے چنانچہ اونہوں نے اپنے عم مکرم حضرت سلطان العلما
مولانا ابو العیش محمد عبد الرب صاحب سے عرض کیا اونہوں نے اپنے فرزند
مولانا کو بلا کر یہ حکم دیا کہ مولوی عبد الواحد صاحب کی یہ رای ہمارے
بہت پسند آئی اب تم کدہر سے حضرت کے پاس جاؤ بیعت وخلافت سے
مشرف ہو آؤ یہ فرما کر آخر ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۳ ہجری کو مولوی
محمد حیدر صاحب کے ساتھ حضرت کی خدمت فیضدرجت مین روانہ کیا
مولوی صاحب نے انکو اپنے ہمراہ لیکر آستانہ شریف پر حاضر کیا اور مشرف
کرانے کے بعد سب حال حضرت سے عرض کر دیا بعد اسکے صاحبزادگان
والا شان کی بہی ملازمت کرائی اور ساری کیفیت کہہ سنائی صاحبزادوں
نے آپکا بڑا اعزاز واکرام کیا اور آپنے چند روز حضرت کی دولتسرا پر
قیام کیا اور مولانا محمد حیدر صاحب انکو چہوڑ کر آپ رخصت ہوے اور
انسے کہا کہ تمکو جو کچھ عرض ومعروض کرنا ہو وہ حضرت کے صاحبزادے
قبلہ وکعبہ دو بہائی مولوی محمد ربانی صاحب کی وساطت سے حضرت

حضور مین کرنا اور سبکے نہونے سی کچھ پس وپیش کو اپنی دل مین راہ نہ دیا
مولوی صاحب کے تشریف لیجانے کے بعد آپ حضرت کو دولتسرای قدیم
کے دروازہ پر مقیم ہوئے اور حضرت صاحب وقت تناول طعام ہر روز
صبح وشام نہایت شفقت سی انکو اپنی حضور مین کوٹھے پر بلاتی اور اپنی ساتھ
کھانا کھلاتی اس عرصہ مین مولوی صاحب نے جناب صاحبزادی والاتبار کمراستیغار
سی نہایت دوستی وبے تکلفی بہم پہونچائی اور اپنی حال پر آپ کی نہایت
شفقت پائی تب ایک روز صاحبزادی صاحب کی وساطت سی حضرت کے
حضور مین عرض کیا کہ اول مجھے کچھ تلقین کیجیے بعد ازان اپنی خادمین مین شا
کیجیے آپنے ایک رات نماز عشا کے بعد مولوی صاحب کو اپنی حضور مین
بلایا اور اپنی قریب بٹھایا اوس وقت چند لوگ اور بھی آپکے پاس حاضر تھی
آپنے مولوی کی خاندانی صفت حاضرین کے سامنے کرنا شروع کی کہ
یہ مولانا عبدالرب صاحب کے بیٹے اور مولانا عبدالعلی صاحب بحر العلوم
کے پوتے اور مولانا نظام الدین صاحب جو حضرت مخدوم آفاق سید
شاہ عبدالرزاق صاحب بانسوی کے خلیفہ تھی اونکے پرپوتے ہین یہ لوگ
بڑی ذی مرتبہ ذی عزت ذی شان تھی حقیقت مین باعث فخر
ہندوستان تھی علم وفضل مین انکا ثانی کوئی ہندوستانی کم ہوا ظاہر
یہ صفت کرتی جاتی تھے اور باطن مین جذب قلبی سی کشش فرماتی تھی
کہ مولوی صاحب کے دل پر کشش باطنی سی ایسی حالت طاری ہوئی کہ جسسے
انکو نہایت بیقراری ہوئی اور وہی حالت بیقراری مین گریہ وزاری

شروع کی یہان تک نوبت پہونچی کہ بیحالی بندہ گئی تب حضرت نے حاضرین
کو رخصت کیا اور انکو تنہا اپنی پاس رہنے دیا اور اندر سی ایک کابی
مین کچھ شیرینی منگائی اور اپنی دست مبارک سی انکو کہلائی اوسکی کہانی
سی ایسا کچھ یہ لطف اوٹہایا کہ دل بیقرار نے بخوبی اطمینان پایا اسکے
بعد حضرت نے فرمایا کہ اس شیرینی کو بچاؤ مگر اسی آپ ہی کہانا اور کسی کو
نہ دینا پہر اوس وقت سی یہ کیفیت تہی کہ مولوی اپنی قلب کو نور باطنی
سی مالامال پاتی تہی اور حضرت صاحب ظاہر مین بہی انکو کچھ تلقین فرماتی تہی
ایک روز مولوی صاحب نے اپنی کسی ہمراہی کو لکھنو بہیجکر نہایت عمدہ
مٹھائی بہ نیت بیعت منگا کر حضرت کے حضور مین پہونچائی حضرت نے غرہ ماہ رجب
سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین بعد نماز مغرب انکو شرف بیعت سی مشرف فرمایا اور
اوسی وقت اپنا کل ملبوس شریف اوتار کر انکو پہنایا اور خلیفہ بنایا
اور شجرہ طیبہ بہی دستخط کرکے عنایت فرمایا اسکے بعد مولوی صاحب
رخصت ہوکر لکھنو گئی اور سارا حال اپنی برادر مکرم ابن العم مولوی عبدالواحد
صاحب سے عرض کیا اونہون نے کمال خوشی کی اور اپنی سلاسل کی بہی
اجازت دی اور اپنی بی بی صاحبہ اور شیخ عبداللہ اپنی بہتیجی کو انسے
بیعت کرنی کا حکم دیا مگر مولوی صاحب نے مرید نہین کیا اور فرمایا کہ ابہی
کسی قدر کتب درسیہ باقی ہین جب تحصیل علوم سی فراغت حاصل کرونگا
تب یہ کام بہی یہان رہ دل کرونگا ابہی حضرت صاحب موجود ہین آپ
بی بی صاحبہ کو حکم فرمائین کہ کرسی شریف جا کر مشرف ہوائین چنانچہ

ایسا ہی ہوا باقی اس حکایت کی مفصل کیفیت باب سوم مین مذکور ہے
دوبارہ لکھنا کیا ضرور ہے پھر جب مولوی صاحب نے تحصیل علوم سے کیا حقہ
فراغ پایا تب مرید کرنیکا سلسلہ جاری فرمایا پھر تو بکثرت لوگ مرید ہوئے
اور آپ نے کئی خلیفہ کئے ازانجملہ آپ کے خلیفہ اول مولوی شاہ محمد مظہر کریم
صاحب دریابادی ابن مولوی مخدوم بخش قدوائی نواسہ حضرت سید
شاہ غلام علی صاحب ولد حضرت سید شاہ غلام دوست محمد صاحب ابن
حضرت شیخ الشیوخ مخدوم آفاق حضرت سید شاہ عبد الرزاق بانسوی
اور خلیفہ دوم سید حافظ شاہ غلام جیلانی صاحب ابن سید ظہور احمد ابن
جناب سید سیادت علی پوتے حضرت سید شاہ عبد الرزاق صاحب بانسوی
کے خلیفہ سوم و چہارم سید شاہ غنی احمد صاحب سید شاہ خورشید احمد صاحب
برادر عم حافظ شاہ غلام جیلانی صاحب ممدوح فرزندان سید شاہ رؤف احمد
صاحب خلف و خلیفہ جناب سید سیادت علی جو حضرت قطب الاقطاب شاہ
عبد الرزاق صاحب کے پوتے ہیں خلیفہ پنجم مولوی شاہ رمضان علی صاحب
نقشبندی ہیں خلیفہ ششم صاحبزادی والا تبار حقیقت و معرفت شعار کریم النفس الکریم
مولوی حافظ ابو الحیا محمد عبد الحلیم مولانا صاحب کے خلف اکبر ہیں انہوں نے
سلسلہ قادریہ رزاقیہ کو خوب رونق دی ہے صدہا آدمیوں نے انسے
بیعت کی ہے اور خدا کی عنایت سے روز بروز شہرت ہے مریدوں اور
معتقدوں کی نہایت کثرت ہے خلیفہ ہفتم مولوی صاحب کے چھوٹے صاحبزادے
افضل العلما واجب التعظیم مولوی حافظ ابو الاحیا محمد نعیم یہ علم و فضل میں

بڑے ممتاز ہین اپنے سلسلۂ آبائی کے مرتبہ سے سرفراز ہین فرنگی محل کے علما
مین انکی علم و فضل کی بڑی شہرت ہے انکی ذات والاصفات باعث
فیض و ہدایت ہے ہمیشہ درس و تدریس و وعظ و تصنیف فتوی و دستخط سے
کام ہے یہی شغل صبح و شام ہے مولوی صاحب کے بھی دونون فرزند نیک نہاد
ہین خدا کے فضل سے دونون صاحب اولاد ہین خدا ان سب کی عمر مین برکت
کرے اور تا قیامت انکی نسل سلامت رہے آمین یا رب العالمین بحق طٰہٰ و یٰسین

ذکر خلیفہ سوم حقیقت و معرفت آگاہ عاشق جناب رسول اللہ رہنمای
دنیا و دین حضرت حافظ سعد الدین خوشنویس ابن حافظ محمد ابراہیم خوشنویس
ابن حافظ نور اللہ نور اللہ مرقدہا مرید ہونے کے بعد حضرت کے یہ خلیفہ بڑے
نامی گرامی ہوے خداوند تعالی نے آپکو درویش کامل اور اہل دل کیا اور
اچھے اچھے لوگ عالم و فاضل حافظ و قاری درویش کامل آپکے مرید ہوے
منجملہ آپکے مریدون سے مولوی حافظ قاری شاہ رضا علی صاحب
بنارسی اور حافظ مقصود علی صاحب لکھنوی ہین سبحان اللہ ایسے مرشد کامل
کہین ہاتھ آتے ہین لوگ سالہا سال جستجو کرتے ہین تب بھی نہین پاتے
ہین سچ ہے حافظ صاحب ایسے صاحب نسبت تھے اور کیفیت تھی کہ صدہا بزرگ
راقم آثم کی نگاہ سے گذرے پر جو مذاق و استغراق حافظ صاحب مین پایا
وہ کہین دیکھنے مین نہین آیا آپ پر عجب ایک حالت و کیفیت طاری تھی
مے وحدت اور معرفت کے نشہ سے ہر وقت بیہوشی و بیقراری تھی حضرت
رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے نام پر فدا جان و مال سے

عقیقہ و فریضہ آپ کا معمول تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کر گیارہویں
مہینے میں کیا کرتے تھے بتیس روپیہ کا مشاہرہ سرکار شاہی سے پاتے تھے اور مرید
و شاگرد بہت کچھ خدمت بجا لاتے تھے مگر آپ کا یہ حال تھا کہ گھر میں کبھی ایک
تانبے کا لوٹا پانی پینے کو نہ رکھا جس وقت حال میں آتے تو ایسے بیخود و بیحال ہو جاتے کہ
کسی چیز کو پاس نہ سمجھتے تھے جو پاتے اہل سماع کو دے ڈالتے تھے چنانچہ جو مشاہرہ
سرکار شاہی سے پاتے تھے وہ غدر کے بعد سرکار انگریزی نے موقوف کیا مدت تک
نہ دیا پھر یکایک ایسی عنایت باری ہوئی کہ سرکار مذکور سے تنخواہ جاری ہوئی
چنانچہ حکام نے آپ کو طلب کیا اور سترہ مہینے کی تنخواہ کا حساب کر کے
پانسو روپیہ دیا آپ اپنے رومال میں باندھ کر خدمت گار کے ہاتھ میں
دیکر چلے اتفاق سے ایک محفل سماع میں پہونچے اور بیخود ہو کر کھڑے ہو گئے
اثنائے سننے کے جب اہل سماع آپ کی طرف آتے تھے آپ رومال میں ہاتھ
ڈال کے بے حساب روپیہ نکال کر دیتے تھے اسی طرح سے چار پانچ مرتبہ میں روپیہ
حوالہ کیا رومال جب انکا خالی ہاتھ گھر کا رستہ لیا جب یہ کیفیت تھی تب تو
ایسے مرشد صاحب شریعت سے راگ سننے کی اجازت تھی اور یہ بات تو بخوبی
ظاہر ہے ہر شخص اس سے باخبر ہے کہ خوشنویسی آپ ہی کی جد امجد حافظ نور اللہ
صاحب اور والد ماجد حافظ محمد ابراہیم صاحب کے ہاتھ سے حسب البشارت حضرت
علی کرم اللہ وجہہ اس ہندوستان میں آئی تھی خصوصاً جناب حافظ سعد الدین
صاحب کی ذات سے زیادہ تر رونق پائی ہے جس قدر خوشنویس اہل اسلام
کے ملازم ہیں وہ سب آپ ہی کے شاگرد و خادم ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ الحال

آپ کی اولاد مین کوئی باقی نہین رہا آپکے صاحبزادے میان حافظ لطیف صاحب
نے ایام جوانی مین اور اونکے بیٹے میان کمال الدین صاحب نے صغر سن مین انتقال
فرمایا مگر آپکے بھتیجے شیخ نواب علی صاحب جو آپکے خویش بھی ہین اونہون نے
خوشنویسی کی مشق خوب بہم پہونچائی ہے یہ دولت خاندانی اونہین کے
حصہ آئی ہے طریق آبائی پر اصلاح دیتے ہین لوگ آتے ہین فیض پاتے ہین
اب کچھ احوال حافظ صاحب کے تصرفات اور خوارق عادات کے لکھے جاتے
ہین **کرامت** ایک پنڈت اپنے مذہب کا بڑا محقق جناب حافظ صاحب کا
معتقد تھا اکثر آپکے پاس آتا جس بات کو دریافت کرنا ہوتا آپسے
تحقیقات کر جاتا ایک روز اوسنے آپسے پوچھا کہ یا حضرت ہماری مذہب
مین کنھیا کا مرتبہ بڑا ہے یا رام کا آپنے فرمایا کہ تیری مذہب کی مجھے کیا خبر
ہے کیا جانو کہ ان دونون مین کون بہتر ہے جسکو تو اپنے نزدیک افضل
جان اوسی کو زیادہ مان اوسنے کہا حضرت آپ ہی مجھے بتائیے میری
سمجھ مین نہین آتا ہے سمجھائیے جب اوسنے بہت حجت کی اور پیچھا لیا تب
آپنے یہ ارشاد کیا کہ کنھیا بڑے ہین اوسنے عرض کیا کہ اسکی کوئی دلیل
ہے یا یونہین یہ قال و قیل ہے فرمایا کہ تمہارے یہان جنکا لقب کنہا
سیہ فام ہے ہمارے یہان اونہین کا حضرت بلال نام ہے اور وجہ اسکی
یہ ہے کہ جب عالم ازل مین کل انسان کی ارواح پاک نے ہمارے حضرت پیغمبر خدا
محبوب کبریا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ کی شان و عزت رتبہ
اور وجاہت سے اطلاع پائی تو ہر ایک کے دل مین کمال اشتیاق سے آپ کی غلامی

کی رغبت آئی چنانچہ اوس وقت مین جس شخص کی دعا نے قبولیت کا حصہ
پایا وہی اس وقت مین آپ کی خادمی اور غلامی مین آیا کھنیا کو بھی
یہی التجا کی تھی اوسی کا یہ انجام ہوا کہ حضرت کی غلامی مین پہونچکر حضرت
بلال نام ہوا پنڈت نے یہ سنکر عرض کیا کہ یا حضرت یہ تو آپ کی زبانی
تقریر ہے بھلا فرمائیے کہین کسی کتاب مین بھی یہ تحریر ہے فرمایا کہ آپ
چپکے اوٹھکر اپنے گھر چلے جاؤ رات بہت آئی ہے زیادہ باتین مجھ سے
نہ بناؤ عرض کیا یا حضرت جبتک اپنے سوال کا جواب شافی نہ پاؤنگا ہرگز
نہ جاؤنگا غرض کہ اسی گفتگو مین دو پہر رات کی نوبت آئی تب آپنے
غصہ ہوکر یہ بات فرمائی کہ جب تو اپنے مکان پر جائیگا اسکا جواب تجھے
خاطرخواہ ملجائیگا وہ یہ سمجھا کہ حافظ صاحب مجھے ٹالتے ہین اپنا پیچھا مجھ سے
چھوڑاتے ہین اور یہ نہین جانتا تھا کہ یہ کیا بات ہے کیسی ہدایت کی یہ
راستی ہے کہان کھنیا اور کہان حضرت بلال ہین خداوند ذوالجلال کی
رحمتین شامل حال ہین غرض مجبور ہوکر پنڈت اپنے مکان پر آیا اور آتے ہی
نیند کا غلبہ پایا جیسے ہی سویا تو کیا دیکھتا ہے کہ کھنیا جی ایک ہاتھ مین سونٹا
لئے ہوے چارپائی کے برابر کھڑے ہین اور یہ کہتے ہین کہ کہہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
نہین تو ایک سونٹا مارتا ہون ابھی تیرے قالب سے روح نکالتا ہون اور
اس ڈر سے یہ کلمہ اپنی زبان پر لاہی قریب تھا کہ پنڈت کی روح قالب سے
نکل جاوے اسنے گھبراکر کہا کہ کہتا ہون فرمایا کہ اگر صدق دل سے
کلمہ طیبہ اپنی زبان پر نہ لائیگا تو سزا قرار واقعی پائیگا اور تو نہین جانتا

کر میں وہی کہنیا بلال ہوں یہ کہکر غائب ہو گئی جب پنڈت خواب سے بیدار ہوا
تو نہایت حیرت و انتشار میں گرفتار رہا جب تھوڑی دیر کے بعد کچھ ہوش درست
ہوئے اوسی وقت کہ ہنوز کچھ رات باقی تھی حافظ صاحب کے پاس دوڑا آیا
اور سارا ماجرا کہہ سنایا آپ نے فرمایا کہ اب تیرے مسلمان ہونے میں کیا دیر ہے
اگر اب بھی کچھ تامل کرے تو تیری مقدر کا پھیر ہے اوسنے عرض کیا کہ یا حضرت
اب کچھ تامل نہیں مگر ایک التجا رکھتا ہوں اگر وہ مراد پاؤں تو صدق دل سے
ایمان لاؤں فرمایا وہ کیا ہے بیان کر عرض کیا کہ میری ایک بیٹی ہے اوسے
تپ دق کا عارضہ ہے اور اپنی حد کو پہونچ چکا ہے اگر حضور کی توجہ سے اچھی ہو جاوے
تو یہ غلام مع اوس لڑکی کے ایمان لاوے آپ یہ سنکر بلا تامل اوسکے ساتھ ہو لئے اور راہ
میں ایک آبخورہ مٹی کا لے لیا اوسکے گہر پہونچکر تھوڑا پانی اوسی آبخورہ میں
لیکر دم کیا اور تھوڑا سا آپ پیا اور باقی پنڈت کو دیکر ارشاد کیا کہ یہ پانی
اسے پلا دے انشاء اللہ تعالی ابھی صحت ہو جاویگی پھر کوئی بیماری اسکے نزدیک
نہ آئیگی پنڈت صاحب نے بڑے اعتقاد سے وہ پانی لیا اور بیٹی کو دیا کہ اسے پی لے
اوسنے اوسکے پینے سے انکار کیا اور کہا کہ جیوں یا مروں مسلمان کا جھوٹا پانی
کیونکر پیوں پنڈت کو اپنی بیٹی کی اس کلام سے بڑا غصہ آیا اور بزور اوسے
وہ پانی پلایا پانی کا حلق سے نیچے اوترنا تھا کہ صحت کا ہونا تھا جب لڑکی نے
آپکے تصرف سے صحت پائی تو نہایت صدق دل سے ایمان لائی اللہ اکبر
تصرف اسکا نام ہے بڑے مقربان بارگاہ الٰہی کا یہ کام ہے پنڈت تو
پہلے سے راغب بایمان ہو چکا تھا جب حافظ صاحب کا یہ دوسرا تصرف عالی پایا

تو فوراً کلمہ طیب زبان پر لایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
اصحابہ وسلم **کرامت** ایک مرتبہ آپکے صاحبزادی کی صغر سن مین بیبیکا
ایسا عارضہ لاحق حال ہوا کہ ظاہرہ صحت کا ہونا محال ہوا آپ مکان کے
اندر تشریف لے گئے ہوئے مولوی رضا علی صاحب بنارسی سے جو آپکے مرید ہیں
باتین کرتی تہین بی بی صاحبہ نے صاحبزادی کو مصیبت کی حالت دیکھکر آپکے
آگے لاکر ڈالدیا اور عرض کیا کہ آپ تو نہیں مرنے کی باتین فرماتی ہین ہم لوگ
اسکی علالت کا صدمہ دیکھکر مری جاتی ہین فرمایا کہ تم ناحق گھبراتی ہو
کچھ بھی عارضہ نہین ہے بس وقت آپنے یہ کلمہ ارشاد کیا شافی مطلق نے
ایسا آرام بخشا بخدا انکو یا کہین کوئی عارضہ نہ تہا **کرامت** ایکمرتبہ ایک
سید صاحب آپکے پاس تشریف لائے اور کہا کہ یا حضرت مجھے تین روز سے
ہچکیان بشدت آتی ہین ہر چند تدبیر کرتا ہون نہین جاتی ہین فرمایا کہ
کسی حکیم کے پاس جائیے جو دوا تجویز ہو اوسے عمل مین لائیے وہ وقت
کہ جس اصلاح کا تہا اکثر شاگرد آپکے حاضر تہے اونمین سے کوئی صاحب
بولے کہ یا حضرت یہ بیچارے تین روز سے بالکل بے آب و نان ہین اس
عارضہ سخت سے نہایت پریشان ہین آپنے یہ سنکر چند ساعت سکوت
کیا بعد ازان سید صاحب کی طرف مخاطب ہوکر یہ حکم دیا کہ ایکی مرتبہ
آکر پہر نہ آنا بخدا ایک ہی مرتبہ آکر پہر نہ آئی سید صاحب نے صحت کامل
پائی سبحان اللہ کیا حکومت کیا کرامت تہی سراسر خداوند تعالی کی رحمت
وعنایت تہی **کرامت** شیخ فتح نواب علی صاحب جناب حافظ صاحب کے بھیجے

آپکے عزیز لکھنؤ بھی ایسا نقل کرتے ہیں کہ واجد علی شاہ بادشاہ کے شروع زمانہ
میں ربیع الاول کے مہینہ میں میرا ایک بیٹا یعنی جناب حافظ صاحب کا نواسہ پیدا
ہوا آپنے فرمایا کہ اسی مہینہ کی بارھوین کو روز میلاد حضرت خیر العباد کا ہے
اسکی چھٹی کرنا اور اسی روز اسکا نام بھی رکھنا چنانچہ بہم تاریخ مذکورہ
اسکی بڑی دھوم سے چھٹی کی اور دو روز تک محفل جشن کی مرتب رکھی اور حضرت
نے بھی اوس محفل میں قدم رنجہ فرمایا اور تیسری روز دولت خانہ پر واپس تشریف
لائے اور میں بھی قلعہ جلال اباد کو چلا گیا تین چار روز کے بعد لڑکا دفعتاً علیل ہو گیا
یہانتک نوبت آئی کہ گھر والون نے سب عزیزون کو اطلاع دیکر بلایا
اور میں بھی حسب الطلب مکان پر آیا لڑکے کا حال نہایت ابتر نظر آیا
اوسے دیکھکر میں بہت گھبرایا اور پوچھا کہ حافظ صاحب تشریف نہیں لائے
معلوم ہوا کہ ہنوز نہیں آئے پھر آپ کو اس کیفیت سے اطلاع دی آپ یہ خبر پاکر
پنجشنبہ کے روز صبح کے وقت اپنے خادم شیر علی ساکن کرسی کو ہمراہ لیکر میری
مکان کی طرف تشریف فرما ہوئے جب مقبول گنج میں مولوی صاحب کے
باغ کی دیوار کے نیچے پہنچے تو ایک شخص کسیاری کی صورت بنائی کمبل کاندھے
پر دھرے نظر آئی اور حافظ صاحب سے کہا کہ میں آپکے نواسے کو لینے جاتا ہوں
آپنے فرمایا کہ میں خوب جانتا ہوں وہ یہ جواب سنکر چند قدم چلی تھوڑی
دور جا کر واپس آئی اور کہا کہ دوبارہ آپ سے کہے دیتا ہوں کہ آپکے نواسی
کو لینے جاتا ہون فرمایا کہ جائیے خوب معلوم ہے پھر چند قدم جا کر پھر واپس
آئی اور کہا کہ سہ بارہ آپسے اطلاع کرتا ہون کہ آپکے نواسی کو لیتے جاتا ہون

اس مرتبہ آپنے بہت غصہ سے فرمایا کہ بار بار مجھے کیون چھیڑتے ہو جا کر اپنا کام
کیون نہین کرتے غرض کہ آپ جب مکان پر تشریف لاے تو ہر ایک سے
یہ کیفیت ارشاد فرمائی اور فرمایا کہ یہ لڑکا اچھا ہے آپکے ارشاد سے سب
لوگون کو کچھ تسکین ہولی مگر مجھے یقین کامل ہوگیا کہ اب اس لڑکے کا وقت
اخیر ہے اسی وجہ سے یہ تقریر ہے بعد اسکے آپ لڑکے کے پاس تشریف لیگئے
اور اوسے اپنی گود مین اوٹھا لیا اور اوسکے سر سے پاؤن تک اپنا دست مبارک
پھیر دیا اوسنے آنکھ کھول کر بغور آپ کی طرف دیکھا آپنے اوسکی مان سے فرمایا
کہ دودھ پلاؤ آپکے تصرف سے خداوند تعالی نے ایسا کیا کہ لڑکے نے بخوبی
دودھ پیا تین روز سے گھر مین کسی کو کھانے کی نوبت نہ آئی تھی اوسکی علالت
سے سب لوگون نے سخت مصیبت اوٹھائی تھی آپنے فرمایا کہ جلد کھانا طیار کرو ہم
بھی کھاینگے اور ہم سب کو اپنے ساتھ کھلاینگے آخر کار جب کھانا طیار ہوا آپنے
کھایا اور سب لوگون کو کھلایا بعد اسکے فرمایا کہ آج جمعہ ہے ہم جاتے ہین
ہم تنہا میر کی سرا کی مسجد مین نماز پڑھا تا ہے پھر وہان سے گھر جاتا ہو راوی موصوف
بیان کرتے ہین کہ جناب چچی صاحبہ بھی وہین تشریف رکھتی تھین آپنے اون سے
فرمایا کہ ہم جاتے ہین اگر ہمارے جانے کے بعد اس لڑکے کی طبیعت کا رنگ
بدل جاے تو اطلاع کو کوئی آدمی ہمارے پاس نہ آے یہ فرما کر تشریف لیگئے
قبل دوپہر کے آپ تشریف لیگئے اور بعد زوال کے لڑکے نے انتقال کیا انا للہ
وانا الیہ راجعون سبحان اللہ کیا عنایت پروردگار ہے اگر بغور دیکھیے تو
اس حکایت مین تین کرامتون کا اظہار ہے اول تو آپ کو اتنا ارادہ مین

ملک الموت کا آکر خبر دینا دوسرے گھر والون کی تسکین کے واسطے کہ اون لوگون نے
تین روز سے کچھ نہ کھایا تہا تاکہ کچھ کہا لیں یہ فرماکر کہ یہ لڑکا اچھا ہو گیا اور
فوراً اثر صحت کا ظاہر ہونا تیسرے وقت رخصت کے یہ ارشاد کرنا کہ اگر
اس لڑکے کی طبیعت کا رنگ بدل جاے تو کوئی آدمی اطلاع کو ہمارے پاس
نہ آوے یہ بہی اوسکے نہ بہیجنے کی دلیل صاف تہی پہر بہلا تین کرامتون کے یکجا
ہونے مین کیا اختلاف ہے کرامت منشی نواب علیصاحب کا یہ بہی بیان ہے
کہ محمد علی شاہ بادشاہ کے وقت مین والد عاشق علیصاحب کی والد ماجد
میان محمد عظیم صاحب اور جناب حافظ صاحب سے کمال اتحاد تہا اونہین ایام مین
ایک مرتبہ میان محمد عظیم صاحب بیمار ہوے عارضہ مہلک مین گرفتار ہوے ظاہرہ
صورت زیست نظر نہ آتی تہی فقط ایک سانس آتی جاتی تہی زوال طاقت کی
یہ کیفیت تہی کہ سکرات کی نہایت دقت تہی ایک وزن کچہ قلیل ولنہ
باقی تہا کہ ایک آدمی جناب حافظ صاحب کے پاس آیا اور عرض کیا آپ کو
میان محمد عظیم صاحب بلاتے ہین آپ فوراً تشریف لیگئے جب صاحب مرض نے
آپ کو دیکہا تو اشارہ سے کہا کہ میرے واسطے دعا کیجیے آپنے ازراہ اپنی
عاجزی و انکساری کے فرمایا کہ مین کس لائق ہون جو دعا کرون صاحب
مرض کے پاس ایک فقیر گیروا لباس پہنے بیٹہے تہے بولے کہ سب فقیر دعا باز
ہین آپنے فرمایا کہ تم خود فقیر صورت ہو ایسا نہ کہو تمکو ایسا کلمہ کہنا زیبا نہین
اگر تم کہین تو سنا نہ نہین تین مرتبہ آپسے صاحب مرض نے اشارہ سے
دعا کرنے کو کہا اور آپنے ہر بار یہی عذر کیا کہ مین اس لائق نہین جو دعا

کرون اور وہ فقیر صاحب پھر بار بہی کہتی تہی کہ سب فقیر تھا بازمین و دیار
آپ نے ضبط فرمایا تیسری مرتبہ آپ کو نہایت غصہ آیا اور حالت جذب
کی پیدا ہوئی پھر اوسی حالت مین کئی مرتبہ لفظ فرمایا کہ ابتک کوئی فقیر
ایسے دیکھنی مین نہین آیا بار بار یہی فرماتی تہی اور کثرت غصہ سی تہراتی
تہی اور اوسی حالت مین غیض مین فقیرسے فرمایا کہ مین اس وقت کا
شاہ ہون اس وقت کا شاہ ہون مگر اس لفظ کو فرمایا فقیر سے کچھ نہ بن آیا
آپ نے تین مرتبہ یہ لفظ اوس سی کہلایا اور مریض کے دونون بازو پکڑکر خوب
زور سی جھٹکی دی اور چارپائی پر دے مارا اور سیدہا اپنی گہر کا رستہ لیا مریض
صاحب نیم جان تو پہلی ہی تہی حافظ صاحب کی اس حرکت سی لوگ سمجھی کہ
کہ جو دم باقی تہا وہ بہی نکل گیا کسی نے نبض دیکہی اور کسی نے سینہ پر ہاتہ
رکہا معلوم ہوا کہ زندہ ہین جب حافظ صاحب اپنے گہر آئی تو پہر ایک سی فرمایا کہ
ہم میان محمد عظیم صاحب کی بیماری جہاڑ آئی اب سنئے کہ جب آپ مریض کے
مکان سی واپس تشریف لائی تو شام ہو چکی تہی مغرب کی نماز پڑہ کر آپ نے
اپنی خادم میان امداد حسین سی فرمایا کہ جاکر دیکہ آؤ کہ محمد عظیم صاحب کیا کرتی ہین
مگر علحدہ سی دیکہکر چلی آنا اونکی پاس نہ جانا یہ جاکر خبر لائی کہ چارپائی پر بدستور
دیوانا لیٹی ہین اور حقہ پیتی ہین آپ نے عشا کی نماز پڑہ کر پہر امداد حسین کو
دریافت حال کی واسطی بہیجا تو اونہون نے جاکر دیکہا کہ چارپائی پر تکیون کی
آڑ مین بیٹھی ہین اور حقہ پیتی ہین اس مرتبہ محمد عظیم صاحب نے امداد حسین کو
دیکہ لیا اور الحاج وحشت سی عرض کیا کہ آپ جائیی اور حافظ صاحب کو

ایک لڑکے کے واسطے یہاں لائے امداد حسین نے آکر آپ سے عرض کیا آپ سنکر
چپ ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا جب حافظ صاحب کے یہاں سے کچھ جواب
نہ آیا تو انھوں نے نہایت اشتیاق سے اپنا آدمی آپ کے لانے کے واسطے
دوڑایا جب آدمی نے آکر آپ کے دروازے پر آواز دی تو آپ نے اپنے گھر والوں
سے ممانعت کی کہ ہرگز جواب نہ دینا خبردار منہ سے نہ بولنا آخر وہ آدمی مجبور
ہو کر واپس گیا اور جواب نہ پانے سے حکیم صاحب کو مطلع کیا مختصر یہ ہے
کہ صبح کو میاں محمد عظیم صاحب ہوادار پر سوار ہو کر خود آئے آپ نے ملاقات
نہ کی وہ سمجھے ہونگے شاید باغ میں کہ کربلا بنی تھی اوسکے دیکھنے کو چلے گئے
ہونگے کہ پھر آئے آپ نے پھر بھی ملاقات نہ کی یونہیں واپس گئے تیسرے پہر کو
جس وقت اصلاح کو آیا اور پوچھا کہ اس وقت حافظ صاحب ضرور باہر تشریف
رکھتے ہونگے یہی خیال کر کے محمد عظیم صاحب پھر تشریف لائے اور چاہا کہ قدم بوس
ہو کر اپنا حال کہیں اور آپ کا شکریہ ادا کریں آپ نے فرمایا کہ جب تک میں
اصلاح دیتا ہوں آپ بھی عقب باغ ہو آئیے پھر جو کچھ کہنا ہو ارشاد
فرمائیے غرض کہ جب دوبارہ ملاقات ہوئی تو آپ نے وہ تذکرہ ہونے دیا
ہرگز اور نہیں کچھ کہنے دیا اسی طرح سے اکثر حالات آپ کے کشف و کرامات
کی ظاہر ہیں کہ دیکھنے والے ظاہر ہیں ذکر خلیفۂ چہارم مولوی منعم بخش
صاحب مالک مقبرہ کے ہیں خاص یہ حضرت کے مرید بڑے مقرب خلیفہ درویش صاحب
دل اور عامل بھی کامل تھے انھوں نے عبادت اور ریاضت کو ایسا کام فرمایا
کہ جسکی برکت سے مرتبہ کشف و کرامات کا ہاتھ آیا شہر لکھنؤ کے پرانی حیدر گنج

کی مسجد چار مینار ہی مین ہمیشہ قیام رہا شب و روز عبادت و ریاضت سے کام رہا یہان آپکے کچھ حالات قلمبند ہوتے ہین کہ جس سے آپکے عامل کامل ہونے کی کیفیت اور درویش اہل ہونے کی حقیقت ناظرین پر صاف کھل جائیگی جو حقیقت واقعی ہے اوسکی تصدیق کامل ہوجائیگی احمد خانصاحب نقل کرتے ہین کہ ایک مرتبہ جناب مولوی منعم بخش صاحب کے پاس شہر لکھنؤ کی محلہ لکڑ ہی منڈی سے ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ یا حضرت میرے ایک عزیز پر کئی روز سے ایک آسیب آتا ہے ہر چند تدبیر کرتے ہین نہین جاتا ہے آپ ایسی توجہ فرمائین کہ ہم اوس بلا سے نجات پائین ایک شخص مجو بیگ نامی آپکے سامنے حاضر تھے آپنے اونکو کوئی طریقہ دفع آسیب کا بتا کر ارشاد فرمایا کہ تم انکے ساتھ جاؤ اور اوس آسیب کو دفع کراؤ چنانچہ جس وقت یہ پہونچے اور اوس ترکیب کو کیا اوسی وقت وہ آسیب دفع ہوگیا اب سنیے کہ چند عرصہ کی بات ایک نگریز کو کسی آسیب نے دبایا وہ دوڑا ہوا میان مجو بیگ کے پاس آیا یہ بدون مولوی صاحب کے اجازت کے اوسکی کیس کے اعتقاد پر اوسکے دفع کرنے کو گئے وہ آسیب انکی صورت دیکھتے ہی ایک بڑا لکڑا اوٹھا کر انکے پیچھے دوڑا یہ بھاگے یہانتک نوبت آئی کہ بھاگتے بھاگتے مولوی صاحب کے پاس پہونچے اور مسجد کی اندر گھس کر جان بچائی اور وہ آسیب بھی انکے پیچھے برابر پہونچا مولوی صاحب اوس وقت وضو کرتے تھے آپکو دیکھکر مسجد کے باہر ٹھہر گیا مولوی صاحب کے لحاظ سے مسجد کے اندر نہین گیا مگر یہ پکار پکار کر کہتا تھا کہ مجو بیگ کو نہ چھوڑونگا بغیر مار ڈالونگا جب

مولوی صاحب نے وضو سے فراغت پائی تو پہلی نماز چاشت ادا فرمائی بعد
اسکے حجرے کے دروازہ پر تخت کے اوپر بیٹھے اور اوس آسیب سے فرمایا کہ کھنگر
جہاں سے لایا ہے وہیں لیجا کر ڈالدے اور سیدھا اپنے گھر کا رستہ لے اوسنے
جواب دیا کہ مجھ بیگ کو جب مارڈالونگا تب یہاں سے جاؤنگا آپنے کئی مرتبہ
اوس سے فرمایا مگر اوسکے خیال میں کچھ نہ آیا آخر کو مولوی صاحب نے ایک
لکڑی اپنے ہاتھ میں لیکر ایک لکیر زمین پر کھینچی اور اوس آسیب سے پوچھا کہ
کہ تیری نظر سے کوئی شئی آڑ ہے اوسنے کہا کہ ہاں ایک دیوار ہے آپنے فرمایا
کہ اب بھی بہتر ہے مع کھنگر اپنے گھر چلا جا اوسنے نہ مانا تب آپنے دوسری
لکیر کھینچی وہ بھی اوسکو دیوار نظر آئی اسی طرح سے چار لکیریں
زمین پر چاروں طرف کھینچیں اور بیچ میں جگہ دروازہ کی برابر چھوڑدی
اور پوچھا کہ اب کیا نظر آتا ہے اوسنے کہا کہ ایک مکان مع دروازہ ہے
آپنے فرمایا کہ اب بھی تیرے حق میں بہتر ہے کہ مع کھنگر اپنے گھر کی
راہ لے اوسنے نہ مانا تب اپنے جس قدر زمین کو لکیر کھینچنے کو باقی تھی وہ بھی
پوری کردی وہ آسیب اوسی مکان محجوب کے اندر قید ہوگیا اور وہ
لڑکا اپنے ہوش میں آیا مولوی صاحب نے اوس سے پوچھا کہ یہ کھنگر تو لایا
تھا اسے لیجا اوسنے عرض کیا کہ نہ میں لایا تھا اور نہ مجھ سے جائیگا بھلا یہ
ضعیف اسکے اوٹھانے کی طاقت کہاں پائیگا آخر کو تین چار آدمی بیلداری
اوس کھنگر کو اوٹھا کر پھینک آئے مولوی صاحب کا عمل دیکھنے والے حیرت میں
آئے اب واضح ہو کہ یہ فعل بھی قبیل از کرامت ہے مگر چونکہ عمل میں بھی طاقت

ہی لہذا اسکو کوئی کرامت نکہیگا ہر شخص سمجھ ہی جائیگا کرامت احمد خانصاحب
نقل کرتے ہین کہ مولوی صاحب کا معمول تھا کہ ہر ہفتہ مین ایک مرتبہ دریای
گومتی جو شہر لکھنؤ کے کنارے بہتی ہے اوسکی گؤ گھاٹ پر تشریف لیجاتے تھے اور
وہان اپنا کچھ شغل اشغال کرکے واپس آتے تھے ایک مرتبہ آپ وہان سے پلٹ کر
حضرت شاہ پیر محمد صاحب لکھنوی قدس سرہ اور حضرت شاہ مینا صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کی مزار پر ہوتے ہوئے اپنی مسجد مین تشریف لائے اور مجہ سے
فرمایا کہ آج ہمنے حضرت شاہ مینا صاحب کے حجرے کے کنڈی کھڑکھڑائی اور
عرض کیا معلوم ہوتا ہے کہ شاید آپ یہان سے کہین تشریف لے گئے جو اس
شہر کے کوو سیاہی چھائی پڑ رہی جاتی ہین دیکھا چاہیے کہ اسکا نتیجہ کیا ہوتا ہے
خانصاحب کہتے ہین کہ مین یہ سنکر خاموش ہو رہا اور آپکے لحاظ سے کچھ استفسار
نہ کرسکا کہ یہ آپنے کیا کہا اسکے تیسرے روز پھر آپنے ارشاد کیا کہ آج حضرت
محبوب سبحانی غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ الاصفی نے
جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مین فریاد کی کہ یا حضرت یہ
شہر لکھنؤ مین ظلم بشدت ہوتا ہے اور کوئی کسی کو نہین پوچھتا ہے اوس وقت
ایک درویش آپکی خدمت بابرکت مین حاضر تھے اونہون نے عرض کیا کہ یا
حضرت جیسا حضرت محبوب سبحانی فرماتی ہین ایسا ظلم تو ہم نہین پاتے ہین
آپنے فرمایا کہ یہ نور عین غوث الثقلین ہمارا ہی راز ہین تمہین اسمین دخل
دینے کا کیا حق ہے اور حضرت محبوب سبحانی کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم یہ
کام کرو کہ بہت جلد اس شہر کا انتظام کرو خانصاحب کہتے ہین کہ مولوی صاحب

یہ فرما کر ارشاد کیا کہ دیکھیے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا کیا انجام ہوتا شہر لکھنؤ کا کیونکر انتظام ہوتا ہے پھر اسکے تیسرے روز حضرت نوازش علی صاحب نے جو معین و مددگار نصیر الدین حیدر بادشاہ کے تھے دفعۃً اس جہان فانی سے رحلت فرمائی اوسکے آٹھویں روز بادشاہ کی بھی انتقال کی نوبت آئی جب بادشاہ نے قضا کی اور تخت سلطنت مناجان کے قبضہ میں آیا میں خبر پاکر مسجد میں مولوی صاحب سے اطلاع کرنے گیا وہاں مولوی صاحب کی عجب کیفیت دیکھی کہ بار بار حجرے سے مسجد میں اور مسجد سے حجرے میں جاتے ہیں اور نہایت جلال سے اپنی دہن مبارک سے کف بہاتے ہیں میں نے اپنی حماقت سے اوسی حالت میں عرض کیا کہ یا حضرت مناجان تخت نشین ہوئے آپنے نہایت غصہ سے جواب دیا کہ تمہارے گھر میں تخت نشین ہوئے ہونگے جاؤ اپنے گھر بیٹھو اس وقت میرے سامنے نہ ٹھہرو میں چپکے اپنے گھر چلا آیا اتنے میں توپ کی آواز آئی معلوم ہوا مناجان مع بیگم گرفتار ہوئے اور نصیر الدولہ تخت پر بیٹھے جب میں نماز کے واسطے مسجد میں آیا مولوی صاحب نے میری صورت دیکھتے ہی مسکرا کر فرمایا کیوں صاحب منا جان کو گدی پر کیوں نہ بٹھایا میں نے عرض کیا کہ خدا کے کارخانے کون جانے جسے وہ بتاوے وہی پہچانے اب یہ جاننا چاہیے کہ یہ کرامت خاص ہے اسمیں عقل کو ہرگز دخل نہیں اگر کوئی شخص آنے والی بات کو کہ جسکا نشان وگمان بھی نہ ہو بتانا چاہے تو ہرگز نہیں بتا سکتا ہے اور نہ عقل کے زور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل طیبہ میں جا سکتا ہے یہ قوت خداوند تعالیٰ نے خاص اہل ولایت کو عطا فرمائی ہے دوسرے کی حقیقت

ہرگز یہ طاقت نہین آئی ہی کرامت خانصاحب موصوف یہ بھی نقل کرتے ہین
کہ مجھی ایک شخص نے ہمزاد کا عمل بتایا مینی اوسی پڑھنا شروع کیا دو چار
روز کے بعد مجھی یہ معلوم ہونی لگا کہ کوئی شخص ہر وقت پڑھنی کے وقت میرے
پاس آتا ہی اور میرے سر پر ہاتہ رکھتا ہے اور کبھی شکل تصویر کے مجھے
نظر آتا ہی جب مین پڑھ چکتا تھا تب غائب ہو جاتا تھا ہنوز ختم کی نوبت
نہ آئی تھی کہ ایک روز مین مسجد مین کچہ پڑھتا اور مولوی صاحب قران شریف
کی تلاوت کرتی تہی جب تلاوت سی آپنی فراغت پائی تو مجھی یہ نصیحت
فرمائی کہ یہ طریقہ شیطانی تمنی کہان سی سیکھا ہی جو کوئی ہمزاد کا عمل
پڑھتا ہی مرتی وقت اوسکے منہ سی کلمہ نہین نکلتا ہی مین سنکر نہایت
نادم ہوا اور اوسی وقت توبہ کی **ذکر خلیفہ پنجم** مولوی حاجی امام بخش
صاحب آپکے یہ مرید و خلیفہ آپکے بڑی رازدار تہی ابتدا سی انتہا تک
جو حالات آپکے گزری اون سی خوب واقف کار تہی انکی واقفیت اور
رازداری اور قرب منزلت کا سبب یہ تہا کہ یہ آپ کی ہم عمر و ہم سن تہی
صاحبزادہ والاتبار کرامت شعار فرماتی تہی کہ جب ہم جوان تہی تب یہ
سن تہی حاضر باشی مین آپ کو سب پر فوقیت تہی اسی وجہ سی آپکے
حضور مین سب سے زیادہ انکی رسوخیت تہی حضرت کی عنایت اور فیضان
صحبت سے یہ بڑی کامل ہوی درجہ معشوقون مین پہونچکر مقربان بارگاہ
حق سی واصل ہوی بہت لوگون نے مرید ہوکر آپکی ذات فائز البرکات
سی راہ سلوک اور ہدایت کی پائی جو جسکی مراد دلی تہی وہ آپکے تصرف سے

بتائی قرآن شریف کے معنی مع شان نزول خوب پڑھائی تھی بہت لوگ
اسکا بھی فیض پا لیتے تھے دو مرتبہ خانہ کعبہ جا کر حج کر آئے غرض کہ سب
ظاہر و باطن کے مرتبے پائے مگر مولوی صاحب کے بعد کوئی خلیفہ اور
جانشین نہیں ہوا اسی وجہ سے سلسلہ پیری مریدی کا کم ہو گیا مولوی صاحب
کے صاحبزادے سراپا تمیز حاجی عبدالعزیز لکھنؤ کی سرکار شاہی کے جواہر خانہ
کے داروغہ اور مولوی صاحب کی والد ماجد برگزیدہ خصال میاں
محمد جمال آپ کے مرید بڑے راسخ الاعتقاد اور نیک نہاد تھے عجب نہیں
کہ حضرت صاحب کے خلیفہ اول آپ ہی ہوں لیکن بہ سبب اسکے کہ آپ کے
بڑے صاحبزادے حاجی صاحب ایام غدر میں شہید ہوئے اور چھوٹے صاحبزادے
مولوی محمد اسمعیل صاحب کہیں ملک کی طرف سفر میں ہیں لہذا مجبوری
سے آخر میں آپکا نام داخل کتاب کیا جس قدر احوال معلوم تھا لکھدیا
اب واضح ہو کہ علاوہ مریدوں اور خلفاؤں کے کوئی عالم و فاضل اور
درویش کامل اور صاحب اہل ریاست و اہل مذہب و غیر مذہب ایسا نہ تھا
کہ آپ سے ارادت و عقیدت نہ رکھتا یا آپ کی زیارت و ملازمت کی تمنا
نہ کرتا چنانچہ حضرت سید احمد صاحب شہید کا مع مولانا محمد اسمعیل و مولانا
اسحق و مولانا عبدالحی و مرزا حسن علی صاحب محدث وغیرہم کے آپ کی
تمنائے زیارت میں تشریف لانا اور پانچ روپے آپ کو نذر دینا اور یہ فرمانا
کہ ہم بہت سیر کر آئے مگر آج ایک درویش کامل صاحب شریعت و اہل دل
دیکھنے میں آئے باتفاق جمہور ثابت ہے اور حضرت شاہ کاظم صاحب کاکوروی

ہمیشہ آپکے اشتیاق ملاقات مین آتے تھے اور ہفتہ عشرہ برابر آپ کی صحبت
بابرکت مین رہتے تھے قاضی عبدالکریم صاحب بلوی کہ اولیای وقت سے
تھے وہ بھی باشتیاق تمام آپ کی ملاقات کو تشریف لاے اور آپ کی صحبت
بابرکت سے بہت کچھ حظ اوٹھاے اور برہنہ مجذوب شاہ صاحب جو
لکھنو کے محلہ پیر جلیل مین تشریف رکھتے تھے اور ہمیشہ برہنہ رہتے تھے بڑے
درویش کامل اور اولیای وقت سے تھے فرماتے تھے کہ ہم حضرت صاحب سے
ڈرتے ہین اس وجہ سے کہ برہنہ رہتے ہین پھر جب آپ نے کہلا بھیجا کہ شریعت
پر قدم مارے تہبند باندہے تو شاہ صاحب نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور تہبند
باندہا انکی بھی مفصل کیفیت تیسرے باب مین منظور ہے دوبارہ لکھنا کیا
ضرور ہے اسی طرح سے امیرون مین بھی بڑے بڑے صاحب ریاست و
اہل حکومت کہ اکثر اونمین خلاف مذہب تھے آپ سے نہایت ارادت
و عقیدت رکھتے تھے چنانچہ نواب سعادت علیخان اور نواب عنایت علیخان
دونون بھائیون کا بالتجا آپکے حضور مین آنا اور کنارے جانماز کے
نہایت ادب سے مودب ہوکر بیٹھنا یہ بھی باب سوم مین بیان ہو چکا ہے
راقم آثم اسکی کیفیت بھی مفصل لکھ چکا ہے اور نواب آغا میر معتمد الدولہ کا
معتقد ہونا اور نواب کی التجا سے آپکا دعا کرنا اور پھر رہا ہوکر دوبارہ
خلعت کا پانا بخوبی ظاہر ہے ہر شخص اسکی کیفیت سے ماہر ہے اور نائب
متوسل حسین خان باوجودیکہ دہریہ مذہب تھے مگر آپکے کسی قدر معتقد
تھے حکیم فرزند علیخان مہوبانوی کہ یہ بھی خلاف مذہب تھے مگر انکے

معتقد ہونے کی کیفیت معلوم ہو باب سوم کی ایک حکایت سے بخوبی مفہوم
ہے اور یہ بھی باتفاق ثابت ہے کہ ایک روز نواب آصف الدولہ بہادر
یہاں کرسی شریف مین خاص آپ ہی کے ملازمت کے واسطے آئے اور آپنے
اونکی آنی کی خبر پا کر اپنی مکان کے کواڑے بند کرائے اور یہ حکم دیا کہ نواب
میرے سامنے نہ آئے خبردار کوئی کواڑے کھولنے نہ جائے مولوی فضل عظیم
خانصاحب وغیرہ رئیس صفی پور کہ نواب کے مصاحب بھی تھے باوجودیکہ
حضرت صاحب کے مرید نہ تھے مگر اس قدر ارادت و عقیدت رکھتے تھے
کہ اپنے مرشد سے کم نہ سمجھتے تھے انہون نے کسی تدبیر سے عرض کرا بھیجا کہ مین
قدمبوسی کا نہایت مشتاق ہون آپ کواڑے کھلوا دیجیے نواب بدون
مرضی حضور کے ہرگز اندر نہ آئینگے اگر حضور کی اجازت پائینگے
تو قدمبوسی کر جائینگے پھر آپنے کواڑے کھلوا دیے نواب اسی طرح
مع نواب حسن رضا خان اور نواب حیدر بیگ خان وغیرہ کے اوسی جگہ
دروازے پر کھڑے رہے اور نواب نے یہ حکم دیا کہ اگر کوئی بدون اجازت
حضرت کے ایک قدم اندر کی جانب بڑھاوے گا تو بڑی سزا پاوے گا
جب مع نوابصاحب آپکے حضور مین حاضر ہوئے تو آپنے اون سے فرمایا
کہ نواب سے کہدو کہ خداوند تعالے نے تمہین صاحب ریاست و اہل حکومت
بنایا ہے فقیر کی ملاقات سے کیا فائدہ تمہارے ذہن مین آیا ہے اگر آپ
مجھسے ملاقات کرینگے تو اہل غرض مجھے گھیرینگے کوئی کہیگا کہ نواب سے
ہمارے سفارش کیجیے کوئی کہیگا کہ ہمین کچھ دلا دیجیے اگر آپنے وظیفے کے

کہنے پر عمل کیا تو آپ کا نقصان ہوا اور اگر نہ کیا تو ضرر کا گمان ہوا اس
بہت ہے کہ آپ میری ملاقات نہ کیجیے مجھے معاف رکھیے نواب نے بھی آپ کی
مرضی نہ پاکر زیادہ مبالغہ نہ کیا اور لکھنؤ کا رستہ لیا مگر اپنے اہلکاروں
سے یہ حکم دیا کہ لکھنؤ میں آپ کی تشریف آوری کی خبر لیتے رہنا جس وقت
آپ تشریف لائیں فوراً ہمکو اطلاع کرنا پھر حسب اتفاق آپ لکھنؤ میں
تشریف لے گئے اور قلندر بخش جی کے مکان پر رونق افروز ہوئے
اہلکاروں نے نواب کو آپ کے تشریف آوری کی خبر دی نواب یہ
خبر پاکر فوراً سوار ہوے اور آپ کی قدمبوسی کے واسطے چلے اوس وقت
آپ نے اپنی کشف سے دریافت کرکے لوگوں سے فرمایا کہ نواب ہماری ملاقات
کو آتے ہیں ہم اسی وقت اپنے گھر جاتے ہیں یہ فرماکر آپ اپنے میانہ پر سوار
ہوے اور تشریف لیچلے اہلکاروں نے یہ خبر بھی نواب کو پہونچائی کہ آپ
جاتے ہیں میانہ پر سوار تشریف لیے جاتے ہیں نواب نے نہایت اضطراب سے سوار
ہوکر اثنائے راہ میں کہ پکی پل پر تک آپ کا میانہ پہونچا تھا ملاقات کی اور عرض
کیا امیدوار ہوں کہ میرے گھر قدم رنجہ فرمائیے میری خاطر سے ایک شب
رہ جائیے آپ کی مروت و اخلاق کا حال تو ظاہر ہے لہذا آپ سے کچھ نہ بن آیا
مگر یہ ارشاد فرمایا کہ اچھا تمہاری خاطر سے ہم چلتے ہیں اور ایک شب کے
رہنے کا بھی اقرار کرتے ہیں مگر ہمیں قید نہ کرنا یعنی جو شخص ہماری ملاقات
کو آوے اوسے بلا قید ہمارے پاس آنے کی اجازت دینا نواب نے عرض کیا
بہت اچھا پھر آپ کو لعل بارہ دری والے مکان میں اوتارا آپ نے ان

تشریف فرما ہوئی نواب کا یہ حال تھا کہ آپکے سامنی دست بستہ بیٹھی رہتے تھے اور غریب و غربا
آپکے پاس آتی جاتے تھی پھر رخصت ہو کر اپنی مکان پر تشریف لائی جناب مجیب صاحب
قبلہ و کعبہ دو جہانی حضرت مولوی شاہ محمد نورانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے تھی کہ جب نواب سعادت علیخان تخت سلطنت پر بیٹھی تو اونہین ایام مین
ایک مرتبہ حضرت صاحب لکھنؤ مین تشریف رکھتی تھی نواب نے آپ کی تشریف آوری
کی خبر پا کر اپنی مصاحب مولوی سید حسن صاحب شاہجہان پوری سی کہا کہ کل ہم حضرت
کی ملاقات کو چلینگے تم جا کر حضرت سے اطلاع کرو مولوی صاحب حضرت سی نہایت عقیدت
رکھتی تھی اکثر آپکے پاس حاضر رہتی تھی نواب سے یہ خبر پا کر نہایت خوشی سی آپکے پاس
حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ نواب نے کل آپ کی ملازمت کے واسطی حاضر ہونے کا وعدہ
کیا ہی مجھی اطلاع کے واسطی بھیجا ہی آپ یہ سنکر نہایت برہم ہوئی اور مولوی امام بخش
صاحب سے کسی داروغہ کا نام لیکر فرمایا کہ تم اون سی جا کر کہو کہ آٹھ کہار اور
ایک میانہ جلدی ہمکو دینا ہم اسی وقت اپنی مکان کو جاینگی اب ایک لمحہ یہان نہ ٹھہرینگی
اور مولوی صاحب سے فرمایا کہ نواب سے کہدینا کہ فقیرون کی دعا سی ہوئی سلطنت
تمھی ملی ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ پھر فقیرون کی بددعا سی کھونا چاہتا ہی مولوی صاحب
بہت کچھ فائدہ اسمین چاہتی تھی مگر آپکا یہ ارشاد سنکر ہوش اوڑ گئی اور آپ
اوسی وقت سوار ہو کر اپنی مکان کو چلے آئی اسی طرح سی ہزارہا لوگ آپ سے ارادت
و عقیدت رکھتی تھی اپنا پیشوا و مقتدا سمجھتی تھی ذکر اولاد امجاد و ازواج یہ ہے
کہ ہمارے حضرت صاحب نے از روی حد شرع شریف کے چار نکاح کئے پہلی بی بی صاحبہ
سی دو بیٹی اور دو بیٹیان خداوند تعالی نے دیئی بڑی صاحبزادہ کا نام نامی مولوی

حقانی عرف عبد الحق تھا یہ بزرگ بڑی نیک صفات نہایت خوش اوقات تھی انہون نے
طریقہ پیری مریدی کا جاری نہین کیا تین صاحبزادی اور ایک صاحبزادی چھوڑکر
ملک بقا کا رستہ کیا آپکے بڑی صاحبزادی مولوی شاہ عزیز اللہ صاحب
انہون نے طریقہ فقیری کے خوب حاصل کئے اور نہایت خوش اوقات و منصف
صفات ہوئی دوسرے مولوی خیر اللہ صاحب بہی نہایت وضعدار فارسی کے
بڑی نثار تھی تیسرے مولوی ذکر اللہ صاحب یہ بہی بزرگ با وقات ہین نہایت نیک صفات
ہین مگر افسوس ہی کہ آپ کو مدت سے کسی بین آنے سے انکار ہی کیا کہین کچہ بس نہین
چلتا اپنا کیا اختیار ہی صاحبزادی موصوف کی آل و اولاد مین بہی ایک باقی ہین
اگر یہان بود و باش فرماتے تو ہم سب لوگ ملاقات سے حظ اوٹہاتے مولوی حاجی شاہ
زمانی صاحب جو صاحبزادی منجہلے تہی انہون نے حضرت صاحب کی
انتقال کے بعد بیت اللہ شریف جاکر حج کیا جب وہان سے لوٹ کر آئی تو طریقہ پیری
مریدی کا جاری کیا اور بہت لوگ آپکے مرید ہوئی اور آپ کی ذات فایض البرکات
سے راہ سلوک و ہدایت کی پائی پہر آپنے بہی ایک فرزند دلبند اور تین دختر بلند اختر
چہوڑکر اس جہان فانی سے رحلت فرمائی آپکے انتقال کے بعد پہلی آپکے فرزند
ارجمند لا ولد انتقال کیا الحال آپکے ایک صاحبزادی بقید حیات موجود ہین اور دو
بہنیون نے اولاد چہوڑکر انتقال فرمایا اور حضرت کی پوتی و صاحبزادیان جو بی بی صاحبہ
موصوفہ سی تہین او نمین سے بڑی صاحبزادی کے فرزند دلبند جناب بہائی مولوی
عبد الجلیل صاحب ابتک بقید حیات صاحب اولاد موجود ہین اور چہوٹی صاحبزادی کے
ایک بیٹی اور دو بیٹی تہی مگر دونون فرزند نوجوانی اپنی والدہ ماجدہ کی سامنی انتقال

کیا ہر چند کہ دختر نیک اختر سے اولاد موجود تھی مگر شجرۂ بنیاد پسری کا مفقود ہے
اور دوسری بی بی صاحبہ سے چار صاحبزادہ والا تبار اور دو صاحبزادیان عصمت
شعار خداوند تعالیٰ نے عطا فرمائی بڑے صاحبزادہ والا تبار کرامت شعار حضرت کے
جانشین برگزیدہ بارگاہ ربانی حضرت مولانا شاہ محمد حمدانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خداوند تعالیٰ نے آپ کو ولی مادر زاد پیدا کیا اور صغر سن سے ہر کمال ظاہری و باطنی
میں مرتبہ عالی عطا کیا بچپن سے نہ کبھی کسی کھیل کی طرف اپنی طبیعت خود بخود راغب
پائی اور نہ کسی چیز دنیاوی کی خواہش فی نفسہ دل میں آئی راقم آثم سے خود ارشاد
فرماتے تھے کہ ہم لڑکپن میں کبھی کوئی کھیل دنیا کا نہ جانتے تھے جب کسی روز تفریح کو
جی چاہتا تو عصر کی نماز کے بعد غلیل لیکر اپنی باغ کی طرف چلے جاتے تھے وہاں جاکر
تھوڑی دیر جی بہلا کر واپس آتے تھے اور باغ بھی مکان سے ملا تھا چند قدم ہی کا فاصلہ
تھا صغر سن سے جوانی تک درس و تدریس سے ہمیشہ کام تھا اسی فکر میں نہ دن کو
چین اور نہ رات کو آرام تھا جب تحصیل علوم شرعیہ یعنی احادیث و تفسیر و فقہ وغیرہ سے
کما حقہ فراغت پائی تو آپ کی طبیعت فقر کی طرف جھک آئی حضرت صاحب کے
صاحبزادے سبھی معزز و مکرم تھے مگر آپ خاص حضرت کے قدم بقدم تھے آپ کے سب
بھائیوں نے نوکری چاکری کی طرف اپنے دل میں رغبت پائی مگر آپ نے کبھی اسکی خواہش
نہ فرمائی ایک روز حضرت صاحب نے آپ سے امتحاناً پوچھا کہ نوکری کروگے عرض
کیا کہ نہیں فرمایا کہ پھر کیا کروگے عرض کیا جو آپ کرتے ہیں وہی کرونگا نوکری
چاکری کے قریب ہرگز نہ جاؤنگا مگر شرط یہ ہے کہ جو امتحان آپ نے خلیفہ فرمائی
آپ متحمل ہو کر اونہیں پورے آئے مگر میں اتنی طاقت اپنی نفس میں نہیں پاتا ہوں

اسی وجہ سے امتحان کے نام سے گھبراتا ہوں آپ یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا
فی الحقیقت جب بنی نہایت مشقت اوٹھائی تب ہی بعد امتحان کے یہ دولت
ونعمت پائی ہے مگر انشاء اللہ تعالیٰ تمسے امتحان کی نوبت نہ آویگی خدا کی عنایت
سے تمکو بے مشقت نعمت ملجایگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خداوند تعالیٰ نے آپ کو
جیسا کمالات باطنی سے مثل حضرت کے مالامال کیا تھا ویسا ہی نعمات ظاہری سے
بھی نہایت خوشحال کیا تھا آپنے بھی بعد انتقال حضرت کے ایک عمارت عالی
نہایت وسیع نہایت خوب بنائی اور اپنی دروازہ پر درگاہ شریف سے ملی ہوئی
ایک مسجد بھی نہایت عمدہ طیار کرائی اور علاوہ اسکے بہت لوگ آپ کی ذات سے
سب طرح کے عیش اوٹھاتی تھی مگر آپکا فی نفسہ یہ حال تھا کہ دو چپاتیاں صبح کو اور
دو شام کو تناول فرماتی تھے اور اکثر اوقات صبح کا کھانا پکا ہوا شام کو اور شام کا
کھانا پکا ہوا صبح کو کھاتی تھے سو آخر یہ بھی ترک فرمایا گیارہ برس برابر یہ حال رہا
کہ دو چپاتیاں شب کو دودہ میں بھگوئی جاتی تھیں اوسمیں سے کچھ آپ کھاتی
تھے اور کچھ لڑکوں کو کھلاتے تھے اور صبحکو روزہ رکھتے تھے اور کپڑے ویسے سونیکے
بھی ہوئی پہنتے تھے اور پیوند اس قدر لگاتی تھے کہ پیوندوں کی اصلی کپڑے کا
نام جہ رہتا تھا آخر عمر میں اس درجہ نفس کشی اختیار فرمائی کہ اوسی میں انتقال
فرمانیکی نوبت آئی شدت سرما میں دو لنگیاں ملاکر اوڑہتی تھے اور کوئی کپڑا
سر پر نہیں پہنتے تھے اور آپنے اپنی کمال کو اس قدر پوشیدہ کیا کہ کبھی کسی بات
کو ظاہر ہونے نہ دیا مگر معمول ہے کہ جب مشک اپنی جوش پر آتی ہے کیسے ہی بند ہو
اوسکی خوشبو پھیل جاتی ہے ہرچند کہ آپ اپنا کوئی کمال ظاہر نفرماتے تھے مگر

خود بخود اکثر خوارق عادات وقوع مین آجاتی ہین انشاء اللہ تعالے اپنی موقع پر
آپ کی کچھ حالات کشف وکرامات کی لکھی جاینگی جنکو دیکھکر ناظرین بہت حظ
اوٹھاینگی اب یہان سی آپ کی مراتب عالیہ اور درجات کاملہ کو دریافت کرنا
چاہیی کہ خداوند تعالی نے آپ کو ایسا بزرگ بنایا کہ آپ کی جانشینی کے واسطی
حضرت صاحب سے جناب سرور عالم صلے اللہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا چنانچہ
جناب بہائی امام المتقین صاحب فرماتی ہین کہ مولوی محمد رضا صاحب کرسی خاص کے
رہنی والے جو علم فارسی مین بی نظیر عرصہ دراز سی شہر لکھنؤ کے کشمیری محلہ مین
قیام پذیر ہین شہر مذکور کی بیاطیون والی مسجد مین مجہ سی فرماتے تھے
کہ مین ایک مرتبہ کرسی مین اپنی مکان پر تھا ایک روز مولوی محمد کامل صاحب
کی ملاقات کو چلا جب حضرت صاحب کے مکان کی قریب پہونچا دیکھا کہ آپ سامنی
دروازہ پر کھڑے ہین مینی چاہا کہ اس وقت آپ کی آنکھ بچا کر نکل جاؤن آپکے
سامنی نجاؤن مگر آپنے مجہی دیکھکر آواز دی کہ ادہر آؤ مین حاضر ہوکر آداب
بجالایا آپنے نہایت اخلاق اور شفقت سی فرمایا کہ تم بڑی بے مروت ہو
علحدہ علحدہ چلی جاتے ہو ہماری پاس نہین آتے ہو مین بہت نادم ہوا اور
اپنی غیر حاضری کا عذر کیا پھر دوسرے روز جمعہ کی نماز پڑھنی آپ کی مسجد
مین گیا جماعت کثیر تھی بڑی بڑی معزز ممتاز لوگ مثل مولوی محمد حمید صاحب
فرنگی محلی اور مولوی مفتی غلام حضرت صاحب گیرکھپوری وغیرہم کے
جمع تھی جب آپ نماز پڑہ چکی تو اوسی مجمع مین کچھ ارشاد فرمانے لگے اور اوسی
ارشاد کو دفعۃً جذب آگیا اور چہرہ مبارک پر جلال پیدا ہوا اور اپنی ڈاڑہی

مبارک ہاتھ سے پکڑی اور ارشاد فرمایا کہ عجب طرح کی بات ہی کوئی کہتا ہے
کہ آپ اپنے صاحبزادہ عبدالحق کو اپنا خلیفہ و جانشین کیجیے اور کوئی کہتا ہے
کہ میان ربانی کو یہ عہدہ دیجیے اور مجھسے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین
کہ تم اپنا جانشین اپنے پسر حمداتی کو کرو بہر مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا بجالاؤن یا اور لوگون کا
کہنا کرون یہ سنکر سب کے ہوش اوڑگئے اور سب نجو ورگئے دوسری حکایت آپ کے فضل و کمال کی اس سے
بڑھ کر یہ ہی کہ جناب مولوی نوازش علی صاحب رکہپوری مدظلہ فرماتے ہین
کہ مین ایک مرتبہ کرسی شریف مین حضرت کی خدمت بابرکت مین حاضر تہا
آپ ایک روز بعد فراغ نماز اشراق پرانی حویلی سے نئی حویلی کو چلے مین آپ کے
ہمراہ ہوا جیسے ہی آپ ڈیوڑہی مین پہونچے اندر سے صاحبزادہ محبوب سبحانی حضرت
مولانا شاہ محمد حمداتی صاحب اپنے فرزند دلبند مولوی علم الیقین صاحب کو گود مین
لئے ہوئے اندر سے آئے تہی آپ سے دوچار ہوئے آپ نے صورت دیکہتے ہوئے
تین مرتبہ فرمایا کہ میان حمداتی مبارک مبارک مبارک آپ نے یہ سنکر اپنا سر
نیچا کر لیا کچہ جواب نہ دیا مجہے نہایت حیرت آئی کہ یہ کیا بات آپ نے فرمائی
حضرت صاحب یہ فرماکر اندر تشریف لے گئے مینے صاحبزادہ صاحب سے
پوچہا کہ حضرت یہ کیسی مبارکبادی ہی کس بات کی خوشی کیسی شادی ہے
ہرچند کہ ہم آپ کی نظر عنایت مین سب سے غالب تہے محبت مین گویا ایک جان
دو قالب تہے باینہمہ مینے ہرچند استفسار کیا مگر آپ نے کچہ جواب نہ دیا مجہے اس
امر کے انکشاف کا بڑا خیال ہوا آپ کے پوشیدہ کرنے سے نہایت ملال ہوا مگر
آپ کو نہ بتانا تہا نہ بتایا کسی طرح کچہ ارشاد نہ فرمایا یہان تک کہ آٹہ روز کا

عرصہ گزر گیا ہر روز ہم آپ سے پوچھتے تھے مگر آپ کچھ جواب نہ دیتے تھے نوین روز
ہم عصر کی نماز کے بعد حضرت کے پاس حاضر تھے کہ صاحبزادہ صاحب اندر سے
علیل لیکر باہر آئے اور مجھے اشارہ سے بلا کر فرمایا کہ چلو باغ کی طرف چلین
مینے کہا کہ آپ کے ساتھ نجاؤن گا آپ باوجودیکہ مجھ سے اس قدر محبت فرماتے ہین
مگر تعجب ہے کہ ایک ذرہ سی بات کو چھپاتے ہین فرمایا کہ خیر چلو تمہارے خاطر
سے آج وہین باغ مین علحدہ تم سے کہدین گے مگر شرط یہ ہے کہ اوسکے اخفا کرنے کا
وعدہ تم سے لین گے مینے کہا کہ بہت اچھا پھر جب باغ مین پہونچے آپ نے مجھ سے پہلے یہ عہد
لیا کہ تمہارے خاطر سے مین اپنا یہ راز کہتا ہون مگر اوسکی یہ شرط کرتا ہون کہ اگر میری
زندگی بھر اس راز کا ایک حرف زبان پر لاؤگے تو تمام عمر ترک ملاقات کا صدمہ اوٹھاؤگے
مینے بھی عہد مستحکم کیا کہ جو آپ فرماتے ہین وہی کرونگا ہرگز کسی سے نہ کہونگا تب
آپ نے ارشاد کیا کہ جس روز تمہارے سامنے حضرت صاحب نے مجھے مبارکباد سنائی
اوس شب کو یہ کیفیت پیش آئی کہ مین گھر مین سوتا تھا اور اندر سے سب دروازون کی
کنڈیان بند تھین نصف شب کے قریب حضرت صاحب اپنی تصرف سے بدون
کواڑ کھلائے مکان کے اندر تشریف لائے اور مجھے جگایا اور ارشاد فرمایا کہ اوٹھو
ہمارے ساتھ چلو مینے اوٹھکر فوراً وضو کیا اور آپ کے ہمراہ ہولیا اوسی طرح
بدون کواڑ کھولے مجھے ہمراہ لیے اندر سے باہر نکلے اور ایک میدان عظیم الشان
مین پہونچے وہان مینے دیکھا کہ ایک بڑا سا احاطہ ہے اور اوسمین چھوٹا سا ایک
دروازہ ہے اور بہت لوگ آپ کے مریدون سے متقی و پرہیزگار بڑے بڑے
معزز باوقار اوس جگہ جمع ہین اور مولوی غلام حمید سر شیخ پوری آپ کے مریدو

مین نہایت بزرگ لحیم و جسیم تھی یہ بھی حاضر تھی حضرت صاحب نے میری طرف مخاطب
ہو کر فرمایا کہ ہم اس احاطہ کے اندر جاتے ہین ہمارے پیچھے اور سب لوگ جائینگے
تم سب کے پیچھے اس احاطہ کے اندر آنا وہان ایک مسجد ہے اوسکے درجہ اول مین
بیدھڑک ہمارے پاس چلے آنا کچھ تامل نکرنا یہ فرماکر آپ وس احاطہ کے اندر تشریف
لے لیے آپکے پیچھے اور لوگ بھی جاتے گئے سب کے پیچھے مولوی غلام حیدر صاحب
چلے چونکہ یہ لحیم و جسیم تھے اس وجہ سے اس دروازہ مین پھنس گئے مینے پیچھے سے ایک
لات ماری وہ نکل گئے پھر تھوڑی دیر کے بعد مین بھی اوس احاطہ مین
داخل ہوا دیکھا تو وہ سارا احاطہ جاہی سرور ہے اور ایک مسجد نہایت عمدہ
نور علی نور ہے اور اوسمین آدمی بکثرت بیٹھے ہین نہایت تعظیم سے دست بستہ
کھڑے ہین مین بموجب وصیت حضرت کے بیدھڑک مسجد کے درجہ اول مین حضرت
کے پاس پہونچا وہان حضرت محمد مصطفی احمد مجتبی رسول رب العالمین کو مع صحابہ
اور تابعین کے دیکھا اور نہایت ادب و تعظیم سے دست بستہ کھڑا ہوا اسمین حضرت نے
جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا بیٹا محمد حمدانی جسے آپنے یاد
فرمایا تھا یہی ہے آپنے مجھے اپنے قریب بلایا اور بیٹھنے کو فرمایا مین ادب سے سامنے
بیٹھ گیا آپنے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ہمنے سنا ہے کہ تم ہمارے صحابہ کی تعریف
جمعہ کے خطبہ مین خوب پڑھتے ہو اوسی تعریف سننے کے واسطے ہم یہان آئے ہین
اور ان سب صحابہ کو بھی ساتھ لائے ہین اب تم ممبر پر جاکر خطبہ پڑھو اور تعریف
صحابہ کی ہمکو سناو پھر نماز بھی پڑھاو مینے عرض کیا کہ میری کیا مجال کہ حضور کے
سامنے ممبر پر کھڑا ہوون آپنے فرمایا کہ تمکو اس سے کیا مطلب ہے جو ہم کہتے ہین اوسے

جدید کرنا البتہ خلاف اوسکے ہو ہیں اوسنا او عمامہ باندہ کر منبر پر بیٹھ کر خطبہ
اول و ثانی مع تعریف صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے آواز بلند سے پڑہا پہر تیسرے
اوتر اور نماز پڑہائی اور جب نماز سے فراغت پائی تب جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم نے مجہی اپنے نزدیک بلایا اور نہایت خوشی سے پیشانی چومی اور یہ
ارشاد فرمایا کہ جیسا ہم نے تمکو سنا تہا ویسا ہی پایا پہر مصنف فرمایا
میں حضرت صاحب کی ہمراہ [illegible] جو تمکو سنائی
اسمی کی مبارک حضرت صاحب نے فرمائی کہ [illegible] آپکے مرشد
اور فضیلت پر غور کرنا چاہیے اول تو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا
آپکے پیچہے نماز پڑہنا کہ یہ مرتبہ سوا حضرت ابوبکر صدیق کے اور کسیکو
نہیں ملا دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خوش ہوکر آپ کی پیشانی چومنا
اور یہ فرمانا کہ ہم نے تمکو جیسا سنا تہا ویسا ہی پایا تیسرے اس مرتبہ کو پہنچنا
اور پہر اپنے تئیں ایسا چہپانا کہ کوئی نہ جانے [illegible]
عالی ظرفوں کا کام ہے یہاں تو ذرا سی بات [illegible]
کرنا محال ہوتا ہے جناب مولوی نوازش علی صاحب نے بہی اپنے تذکرہ آپ کی
وصیت میں [illegible] کیا کہ آپ کی حیات میں [illegible] کبہی ظاہر نہ کیا
اور یہ امر حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے [illegible] آپ نے بہی چہپایا
کبہی اسکا حرف زبان مبارک پر نہ آیا بلکہ [illegible] عرض کیا کہ یا حضرت
آپ جو تعریف اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبوں میں پڑہتے ہیں
یہ سنت کسی اور عالم و فاضل کی زبانی نہیں سنی ہیں آپ [illegible] سنکر

کچھ جواب دیتے جب آپنے انتقال فرمایا اور راقم آثم کو مولوی حبیب اللہ صاحب
صدر الصدور نے اپنی فرزند دلبند کے مکتب کے تقریب مین گورکھپور بلایا تب
مولوی صاحب نے آپ کی یہ عالی مرتبت کا احوال بیان فرمایا اور ارشاد
کیا کہ صاحبزادہ والا تبار سے برابر کوئی اپنی تمکین کیا چاہیا ہے گا یہ ظرف عالی
کہان سے پائیگا آپ واضح ہو کہ فی الحقیقت آپ تعریف صحابہ کی خطبہ جمعہ اور
عیدین مین کچھ طرح سے اس شد و مد کے ساتھ پڑہتے تھی کہ جسے سنکر بڑے بڑے
عالم و فاضل حیرت مین رہتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ صفت صحابہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین کے کہین سنے اور دیکھنے مین نہین آئی واللہ عالم آپکے ہاتھ کہان
سے آئی آپنے جمعہ کے خطبے اس قدر جمع فرمائے تھے کہ اگر کوئی شخص قصد کرتا
تو ایک سال برابر نیا خطبہ پڑہتا مگر وہ تعریف جو آپ پڑہتے تھے کسی خطبے مین
نہ تھی فقط آپ کی زبان مبارک سے تھی اکثر لوگ آپسے فرمایش اسکے لکھنے
کی کرتے تھے مگر آپ کوئی حیلہ کرکے ٹال دیتے تھے جب مولوی نوازش علی صاحب
نے آپ کی یہ حکایت بیان فرمائی تب حقیقت واقعی سمجھ مین آگئی اب چند
حکایات آپکے خوارق عادات اور تصرفات وغیرہ کی لکھی جاتے ہین —
کرامت ا ایک مرتبہ آپ شہر لکھنؤ کے حیدرگنج کی مسجد مین تشریف رکھتے تھے
راقم آثم بھی آپکے ہمراہ تھا آپکا معمول تھا کہ چار وقت کی نماز اول وقت
پڑہتے تھے اور عشا کی نماز مستحب وقت ادا کرتے تھے اور بعد نماز عشا کے
حجرہ سے باہر قدم رنجہ فرماتے تھے اور نہ کسی کو اپنے پاس آنے دیتے تھے اسمین
کیسی ہی ضرورت پیش آئے یا کسی طرح کا حرج ہو جائے ایک شب کو آپ

نماز عشا پڑہ کر کواڑ ہی بند کر چکی تہی تہوڑی دیر کے بعد مولوی علی محمد کتاب
مولانا محمد معین صاحب کے صاحبزادی تشریف لائی اور کواڑ بند پاکر پکارا
مگر آپ کی ممانعت سی راقم آثم نے بہی دم نہ مارا آخر جب مولوی صاحب
کو نہایت اضطرار مین پایا تو مجہی قرار نہ آیا اور بدون اجازت حضرت کے
کواڑ کہول دی آپ میری اس حرکت سی ناخوش ہوی مولوی صاحب نہایت
مضطرب الحواس آپ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ یا حضرت آج ہماری مسجد
پر ڈوری پڑگئی ہے تا چوک ساری زمین نپ گئی ہے کل صبح سی لگا لگجاویگا
وہ ضلع کا ضلع کہد جایگا آپ نے فرمایا کہ خداوند تعالے مالک مختار ہی مجہے
اسمین کیا اختیار ہی مولوی صاحب نے عرض کیا کہ آپ سچ فرماتے ہین لیکن ہم
یہ خوب جانتے ہین کہ جو کچہ آپ کی زبان مبارک سی ارشاد ہوجایگا وہی ظہور
مین آویگا آپ بار بار انکار کرتے تہی اور مولوی صاحب نہایت اضطراب سے
اصرار کرتے تہی آخر جب آپ نے مولوی صاحب کو بہت مضطر و بدحواس پایا
تو نہایت شفقت سی یہ کلمہ ارشاد فرمایا کہ اس وقت تمہاری خاطر سی مین
اپنی عادت کے خلاف وعدہ کرتا ہون جناب باری مین دعا کرتا ہون جاؤ
انشاء اللہ تعالی کل صبح کو تمہاری مسجد سی ڈوری کہل جایگی راقم آثم کو یاد
نہین کسی سمت کو فرمایا کہ اوس طرف کی زمین کل ہی نپ جایگی آپ کا یہ
ارشاد سنکر مولوی صاحب خوشی سی پہولے نہ سمای رخصت ہوکر اپنی گہر آئے
صبح کو حکم حاکم بتا کید شدید پہونچا کہ خبردار یہ ضلع کہدنے نہ پاوی یہان سے
ڈوری کہول کر فلان سمت کو جاوی کرامت ۲۸ جب مولوی حبیب اللہ صاحب

چند الغرض وہ شیخ کو رکھو لیو سے آپکو بہت اپنی بیعت کے گورکھپور بلایا
اور آپ گئے وہاں جاکر مولوی صاحب ممدوح کو شرف بیعت سے مشرف فرمایا
مولوی صاحب کے مرید ہونے کے بعد وہاں کے چند سات آدمیوں نے
آپ سے بیعت کی اور یہ لوگ بڑے عالم و فاضل اور رؤسا شہر تھے
انشاء اللہ تعالیٰ اور بھی اکثر لوگ ہیں کہ نام آپکے مریدوں کے ذکر میں
آوینگے جو لوگ نامی گرامی ہیں اونکے اسم اون اوراق میں درج کئے جاوینگے
حاصل مطلب یہ کہ جس وقت شیخ [illegible] صاحب کہ شہر مذکور میں بڑے
نامی گرامی ہیں مرید ہوتے تھے [illegible] تو کئی سو آدمیوں کا کھانا پکوایا اور
اوس وقت میں اکثر رؤسا شہر کو بلوایا شیخ صاحب کے ایک بھائی چھوٹے تھے
کریم بخش نام تھا اونکا یہ حال تھا کہ [illegible] کا صفایا رکھتے اور کسی فقیر
درویش سے اعتقاد نہ رکھتے تھے حسب اتفاق کہیں اوسی روز جناب مولوی
نوازش علی صاحب سے ملاقات ہوئی مولوی صاحب نے اون سے فرمایا آج شب کو
تمہارے بھائی حضرت سے بیعت کرینگے یہی موقع ہے آج تم بھی مرید ہو جاؤ تو بہتر
جواب دیا کہ اگر مرید ہو جاؤنگا تو حضرت کے سامنے جانے نہ پاؤں گے میں پیری
مریدی کچھ نہیں جانتا ہوں اور نہ کسی سے اعتقاد رکھتا ہوں مولوی صاحب
اونکی اس کلام سے خاموش ہو رہے اور اوسی وقت دوڑے ہوئے
حضرت کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یا حضرت اس شخص نے آج مجھے ایسا سخت
جواب دیا ہے [illegible] کیا ہے آج شب کو جس وقت آپ شیخ حسین کو
کو مرید کرنے جائینگے تو ایسا تصرف فرمائیں کہ اوسکا قلب خود بخود پھر جاوے

اور مرید ہونے کو دوڑا آئی آپ یکلخت مسکرائی اور اسکا جواب پان مبارک پر
کچھ نہ لائی اب آپکا تصرف دیکھیے کہ شب کو جب آپ شیخ صاحب کے مکان پر
تشریف لے گئے اور لوگ جمع ہوئی ہنوز شیخ صاحب کو بیعت کرنے کی نوبت
نہ آئی تھی کہ میاں کریم بخش صاحب خود تشریف لائی اور عرض کیا کہ یا
حضرت پہلی مجھی مرید کیجیے پہر بہائی صاحب سے بیعت لیجیے آپنے پہلے کریم بخش
کو مرید کیا پہر میاں شیخ حبیب بخش صاحب کو اپنی غلامی میں لیا دیکھنے والی
حیرت میں آئی کہ میاں لطف صاحب ایسی منکر کو کیونکر اپنی قبضے میں لائے
کرامت ۱۳ مولوی محمد ضیف اللہ ابن مفتی غلام حضرت صاحب
گورکہپوری مولوی محمد حبیب اللہ صاحب صدر الصدور کے چہوٹے بہائی راقم
سے فرماتے تہی کہ میری ہوش میں کئی مرتبہ آپ تشریف لائی مگر مجہی بیعت
کرنے کی نوبت نہ آئی جب آپ تشریف لیجاتے تو مجہی اپنی ناکامی پر
نہایت حسرت آتی میرے دل میں اکثر یہی خیال آتا تہا کہ خداوند تعالی
نے آپ کو بیشک بہت بڑا بزرگ کیا ہے سب طرح کا کمال دیا ہے لیکن میں
اگر پہلے آپ کی کوئی کرامت دیکھ لیتا تو بیعت کرتا غرض کہ جب پہر مرتبہ
آپ تشریف لائی اور سب لوگ آپکی خدمت میں آئی اور سب سے پہلے
میرے چہوٹے بہائی مولوی محمد حبیب اللہ صاحب کو آپنے مرید کیا تو ایک شخص
میں بہی اس نیت سے آپکے حضور میں گیا کہ اگر آج اس وقت حضرت کی
اپنا تصرف مجکو دکہائیں تو ہم بہی آج مرید ہو جائیں یہ خیال کرکے جیسی
ہی میں آپکے حضور میں پہونچا آپنے مجہہ سی ارشاد کیا کہ ضیف اللہ پہلی

نوکری تمہاری جو بنارس مین ہوئی تھی اوسکی اطلاع ہمنے تمکو پہلی ہی دی تھی
میرے خیال مین کچھ نہ آیا کہ یہ اس وقت بے محل کیا حضرت نے ارشاد فرمایا او
ابھی اپنا نوکر ہونا بنارس مین یاد بھی نہتا پھر جب مینے بغور خیال کیا تب یاد آیا
کہ مین نہایت صغرسن مین ایک مرتبہ کرسی شریف گیا تھا اور آپنے وہین
مجھسے یہ ارشاد کیا تہا کہ تمہاری پہلی نوکری بنارس مین ہوگی تو فی الحقیقت
مین پہلی پہل بنارس مین نوکر ہوا تھا مگر چند ہی روز رہا تھا تب مجھی یقین آیا
کہ آپنے اس وقت میرے امتحان کا یہ جواب فرمایا میرے ایک امتحان مین
دو کرامتین ظہور مین آئین اول تو آپکا یہ ارشاد فرمانا کہ پہلے نوکری
تمہاری بنارس مین ہوگی پھر بموجب اوسکے ظہور مین آنا دوسرے بروقت
امتحان اوسکا یاد دلانا پھر مین اوسی وقت مرید ہوا اور اپنی مراد کو پہنچا۔

کرامت ۴۳ - جب جناب مولوی نوازش علیصاحب کی ہمشیرہ کی شادی
داروغہ ظہور اشرف صاحب کے ساتھ قرار پائی اور تاریخ نکاح منعقد ہوئی
تو مولویصاحب نے اوس تقریب مین آپ کو بھی بلایا آپنے تشریف
لیجا کر مولویصاحب کے مکان پر قدم رنجہ فرمایا یہان تک کہ برات کا
وقت آیا اور مولویصاحب نے کھانے وغیرہ کا سامان بہت کچھ مہیا فرمایا
لیکن برات اس کثرت سے آئی کہ مولویصاحب بلکہ نہایت گھبرائے
اور دوڑے ہوے حضرت کے پاس آئے اور سارا حال بیان کیا آپنے سنکر
یہ حکم دیا کہ آپ کچھ نہ گھبرائیں حسب دستور کھانا نکلوائیے پھر آکر مجھے خبر کیجیے
مولویصاحب نے بموجب ارشاد کے کھانے نکلوائے مگر عدد شمار مین برات کے

نصف سی زیادہ کہانے نہ پاے تھے کہ آپنے اطلاع کی آپ بروقت تقسیم کہانون کے پاس تشریف لیگئی اور ایک کہانا اپنی ہاتہ سی اوٹہا دیا اور ارشاد کیا کہ اب تقسیم کرو سبحان اللہ کیا تصرف کیا کرامت کیا وقت مبارک کی برکت تہی وہی کہانے جو اوس وقت موجود تہی بافراط تمام ساری برات کو پہنچی اور بکثرت بچ رہی کرامت ایک مرتبہ آپ شہر لکہنؤ مین تشریف رکہتی تہی ایک شخص آپکے پاس آئی اور عرض کیا کہ یا حضرت میرا ایک بیٹا کمسن عرصہ سی واللہ عالم کہان چلا گیا ہے ہر چند جستجو کرتے ہین کہین سراغ نہین ملتا ہے آپ ایسی توجہ فرمائین کہ ہم اوسکو گہر بیٹہی پائین یہ سنکر آپنے کئی روز تک جواب نہ دیا آخر کو جب اون صاحبنے بہت سمجہا لیا تب آپنے فرمایا کہ چند عرصہ کے بعد تمہارا بیٹا اس شہر مین آئیگا مگر تمہاری کام کا نہوگا پہر پانچ چہ مہینے کے بعد وہ لڑکا شہر مین آیا معلوم ہوا کہ ہجڑون مین ملکر اونہین کی صحبت مین رہتا ہے اودہر اودہر گاتا بجاتا پہرتا ہے کرامت ۵ - آپکے مرید حافظ محمد جان قاری یکتا ہمزمان ساکن شہر لکہنؤ محلہ کٹرہ ابو تراب خان بیان کرتے ہین کہ ایک مرتبہ میرے ہاتہ کی کہنی کے متصل ایک پہوڑا ایسا سخت نکلا کہ سارا ہاتہ سوج کر مثل ران کے ہو گیا ہر چند دوا علاج ہوتا تہا مگر صحت کی صورت نظر نہ آتی تہی اوسی دیکہکر حکیمون اور جراحون کی عقل جاتی تہی اور کہتی تہی کہ یہ پہوڑا بہت بے طور نظر آتا ہے دیکہیی انجام کو کیا رنگ کہاتا ہے اور حافظ صاحب کا یہ معمول تہا کہ جب آپ کی خادمی مین آئی تہی ہر سال

اپنے حضرت دادا پیر کے عرس شریف میں چوتھی شعبان کو حاضر ہونے سے
کبھی ناغہ نکرتے تھے تھوڑے پھوڑے کی کیفیت بدستور تھی کہ ایام عرس شریف
کے آگئے حافظ صاحب نہایت گھبرائے جذبہ عشق سے اوسی حالت میں برہنہ
بدن انگرکھہ کندھے پہ ڈالی گھر سے قدم نکالا چوتھی شعبان کو کرسی شریف
میں آئے اثنا راہ میں بہت صدمہ اوٹھایا جب حضرت سے ملاقات ہوئی
بیماری کی کیفیت عرض کی آپنے اوسی وقت تین چار پتیاں نیم کے
درخت سے توڑ کر اور پسوا کر اپنے دست مبارک سے پھوڑے پر رکھا اوسکے
رکھتے ہی درد جاتا رہا اور اوسی وقت صورت صحت کی نظر آئی دو تین
روز کے عرصہ میں وہ سب سوجن اور پھوڑے پر نظر نہ آئی بالکل صحت
پائی کرامت ۲۰ حافظ صاحب موصوف بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ
کرسی شریف میں حاضر تھا ایک روز ہمارے حضرت پیر و مرشد اپنے باغ کو
تشریف لے چلے آپکے دروازہ پر الہی بخش نام ایک نوکر حاضر رہتے تھے
اونکو آپنے اپنے ساتھ لیا اور مجھے بھی حکم ہمراہی دیا آپنے ایک درخت
پر الہی بخش کو چڑھایا اور کسی ضرورت کے واسطے ایک ٹہنا کاٹنے کو فرمایا
الہی بخش درخت پر چڑھے اور تیشہ لیکر اوسکو کاٹنے لگے جب تھوڑی کسر
باقی رہی تب ایک رسی اوسکے کھینچنے کے واسطے باندھی گئی تھوڑا الہی بخش
اوس سے علیحدہ ہونے نہ پائے تھے کہ ہم نے جلدی کر کے اوس رسی کو کھینچا اور
ٹہنی کے ساتھ ہی الہی بخش بھی منہ کے بل زمین پر اس زور سے گرے
کہ چوٹ سر پر لگی اور یہ معلوم ہوا کہ گویا بالکل بے جان ہیں یا اگر کچھ

جان باقی ہی تو کوئی دم کے مہمان ہین آپنے نظر اوٹھا کر میری طرف دیکھا مین
نہایت ندامت سی ڈر گیا آپنے فوراً اپنا دست مبارک اونکی سر سی پاؤن تک
پھیرا اور جو مقامات صدمہ پہونچی اور ہڈی ٹوٹنی کی تھی وہ سب اپنی ہاتھ سے
دبا دی دست مبارک کی برکت سی میان الہٰبخش ہوش مین آئی اور اوٹھ بیٹھے
آپکے تصرف سی ہرگز یہ نہ ثابت ہوتا تھا کہ کبھی گری تھی پھر اوسی وقت
بخوبی تمام آپکے ہمراہی مین مکان پر آئی اور کبھی اوس چوٹ کی شکایت
اپنی زبان پر نہ لائی کرامت ۷۔ منشی عبدالکریم صاحب خوشنویس
آپکے مرید نقل کرتے ہین کہ میری جناب بھائی قاری حافظ فضل اللہ صاحب
کو کہ وہ بھی آپکے مرید تھی یہ آرزو تھی کہ وہ درود شریف کہ جس سے
زیارت بابرکت حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے نصیب ہوتی ہی
حضرت سی طلب کرین اور بموجب ارشاد کے اوسکو پڑہین کئی مرتبہ اسی
نیت سی کہ سی شریف مین حاضر ہوی مگر کبھی عرض کرنے کی نوبت نہ آئی
آرزو ہی دل کی دل ہی مین رہی آخر پھر ایک مرتبہ خاص اسی نیت سے
کہ سی شریف مین حاضر ہوی اور مین بھی حافظ صاحب کے ہمراہ تھا ایک روز
نماز ظہر کے بعد موقع پا کر حافظ صاحب آپ کی ڈیوڑھی مین اس نیت
سی حاضر ہوی کہ آپ کو اس وقت تکلیف دیجیی اور آرزوی دلی ظاہر
کیجیی یہ نیت کرکے بیٹھی ہی ڈیوڑھی مین آئی حضرت بھی اندر سی فوراً
تشریف لائی اور آتی ہی یہ حکایت بیان فرمائی کہ ہماری حضرت والد ماجد
پیر و مرشد عارف باللہ مولانا شاہ نجاة اللہ صاحب صادق قادری

قدس اللہ سرہ العزیز کے ایک مرید نے بھی اسی درود شریف کی درخواست کی
آپ نے فرمایا کہ ایسا قصد نہ کرو نہیں تو پچھتاؤ گے پیچھے بہت ہی ندامت اوٹھاؤگے
اوسنے نہ مانا اور حد سے زیادہ اصرار کیا حضرت نے بدرجہ مجبوری وہ
درود شریف اوسے بتا دیا وہ شخص ایک شب کو جب وہ درود پڑھ کر سویا
تو زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوا دیکھا کہ ایک محفل
متبرک میں آپ تشریف رکھتے ہیں اور بہت سے صحابہ آپ کے برابر بیٹھے ہیں
وہ شخص آپ کے سامنے حاضر ہو کر نہایت تعظیم سے آداب بجالایا آپ نے
اوسکی جانب سے منہ پھیر لیا اور کچھ جواب سلام کا نہ دیا اوسنے دوسری
جانب حاضر ہو کر سلام عرض کیا پھر آپ نے منہ پھیر لیا تب تو شخص نہایت
ندامت سے رونے لگا اور قدسی کی غزل مرحبا سید مکی مدنی العربی پڑھنے لگا
چونکہ یہ غزل نہایت مقبول ہے اسکی برکت سے آپ نے اوسکی طرف دیکھکر
فرمایا کہ جا اپنے مرشد کے حکم کی پیروی کر یہ حکایت آپ نے فرماکر ارشاد
کیا کہ حافظ صاحب جو کوئی بادشاہوں کے دربار میں جانیکا قصد کرتا ہے
تو پہلی لیاقت عمدہ حاصل کرتا ہے اور پوشاک نفیس سے آراستہ ہوتا ہے
جب دربار شاہی میں جانے پاتا ہے ورنہ بحال ندامت اور خفت اوٹھاتا ہے
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کے واسطے لیاقت شریعت کی پہلے
درست کرو تب اس کوچہ میں قدم دھرو اور نہیں تو پچھتاؤگے اوسی
شخص کی طرح ندامت اوٹھاؤگے جب آپ نے یہ قصہ سنایا تو بجز سکوت کے
حافظ صاحب سے کچھ نہ بن آیا کرامت ۸ ـ میر عبدالعلیم صاحب سیف نظام

کھیولی بیان کرتے ہین کہ ایک روز حضرت اپنی دروازہ پر تشریف رکھتے تہی
اور مین بہی آپکے حضور مین حاضر تہا ایک چرکٹا کئی اونٹ لیے ہوے
پہونچا اور آپکے دروازی پر تین چار درخت پودی نیب کے لگے تہے اونکی
پتیان کھلانے لگا آپنے فرمایا کہ اسکو منع نہ کرنا یہ لوگ بڑے پاجی ہوتے ہین
کسی کے کہنی پر ہرگز عمل نہین کرتے ہین مگر مجہسے ضبط نہ ہوسکا مینے اوسکے
پاس جاکر کہا کہ درویش جو سامنے بیٹھے ہین انہین کے یہ درخت ہین انکو
نہ کھلاؤ اپنے اونٹ اور کہین لیجاؤ اوسنے نہ مانا آپنے غصہ سے فرمایا کہ
ہم تمسے منع کرتے ہین نہین مانتے ہو چپکے چلے کیون نہین آتے ہو آپ کا
تصرف دیکھو کہ جیسے ہی اون اونٹون نے درختون پر منہ ڈالا ایکبارگی
بلبلانے اور چلانے لگے اور اپنا منہ درختون کی طرف سے پہیر لیا ہرچند
اوس چرکٹے نے چاہا کہ کہائین مگر اونٹون نے رخ نہ کیا آخر مجبور ہوکر وہ
چرکٹا اونٹون کو لیکر شرمندہ ہوکر چلا گیا **تصرف باطنی** جناب بہائی صاحب
قبلہ مولوی امام المتقین صاحب فرماتے ہین کہ لکہنو کی سرکار مین مین زمرہ
سواران کا افسر تہا ایک مرتبہ نواب گنج بارہ بنکی مین تعینات ہمارا لشکر تہا
آپنے مجہے لکہا کہ پانچ روپیہ کی نقل اور شکر ہمارے واسطے لیکے بہیجدو مینے
بموجب ارشاد کے دونون چیزین خرید کین اور مین خود اپنے ہمراہ بار برداری
پر لیکے چلا وہ ایام بارش کے تہے اوس روز چارون طرف ابر خوب گہرا تہا
اور ترشح بہی ہو رہا تہا میرے ہمراہی کے سوارون نے مجہے منع کیا کہ آج
نہ جائیے ابر بہت گہرا ہے ترشح ہو رہا ہے شکر اور نقل برباد جائینگے آپ

بیفایدہ نقصان اوٹہائینگے مینی کہا کہ ہم تو آج ہی جائینگی خفگی بیچیز ہے
اگر او نکو اسکا بچانا منظور ہوگا تو خدا کے حکم سی آپ ہی بچائینگی پہر مین
آپ کی طرف رجوع کرکے اوسی تشیح مین چند سوارون کو اپنے ہمراہ لیکر چلا
جب لوا سگنج سی باہر نکلا تو دیکہا کہ چارون طرف پانی برستا تہا اور بھی
مکان سی نکلنی کی لائق نہ تہا اب حضرت کا تصرف دیکہیو کہ ہم اوسی تشیح
مین برابر چلی جاتے تہی ہمارے اوپر ایک قطرہ نہ گرتا تہا چارون طرف
برابر پانی برستا تہا مین اپنی ساتہ کے سوارون سی کہتا تہا کہ خدا کی قدرت
دیکہو اور اسی ہماری حضرت کا تصرف سمجہو اسی طرح سی جب کرسی مین
پہونچے تو دیکہا کہ یہان اس قدر پانی برسا ہی کہ گلی اور کوچون سی بہتا ہی
مین نقل اور شکر لیکر آپکے سامنی حاضر ہوا اور سارا قصہ نقل کیا آپنے
سنکر ہنس دیا امداد غیبی بہائی صاحب موصوف فرماتے ہین کہ مین ایک
مرتبہ آپکے ہمراہ لکہنؤ مین تہا اور آپ پانی نالہ پر اپنی مرید حافظ فضل اللہ
ابن مولوی عبد اللہ صاحب کی مسجد مین تشریف رکہتی تہی ایک روز قریب
پہر دن چڑہے کے مینی عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو ہم اور بہائی علیم الیقین
صاحب حسین اباد جائین اور سیر کرکے بہت جلد پلٹ آئین آپنے فرمایا کہ
بعد نماز ظہر ہم بہی چلینگے کچہ کپڑے کی ضرورت ہی خرید کرینگی لیکن ہمارے
پاس کچہ خرچ باقی نہین ہی اگر خداوند تعالی کا حکم ہو جایگا تو کہین سے
آہی جایگا مین سنکر چپ ہو رہا اور اپنی دل مین کہا اگر آج خرچ نہ آیا تو
خوب تہا ہم تنہا جاتے اور سیر کر آتے مین اسی خیال مین تہا کہ اگر آج کوئی

آئیگا تو خرچ لاویگا جب دوپہر آئی اور ہم سب نے نماز ظہر پڑھ کر فراغت پائی اور
کوئی نہ آیا تو مینے عرض کیا کہ یا حضرت اب مین جاتا ہون فرمایا کیا تم بھول گئے
مینے کہا کہ جسوقت آپنے فرمایا تھا اوسی وقت سے مجھے یہ خیال تھا کہ دیکھین
آج کون آتا ہے جو خرچ لاتا ہے مگر ابتک کوئی متنفس نہین آیا اگر کوئی آتا
تو خرچ لاتا آپنے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ دینے والا ہمارے پاس کون آتا ہے
خداوند تعالے ہمین اپنی قدرت کاملہ سے پہونچاتا ہے یہ فرماکر آپ اوٹھے
تشریف لیچلے ہم بھی آپ کے ہمراہ حسین اباد پہونچے وہان جاکر آپنے
چالیس پچاس روپیہ کے قریب کپڑا خرید فرمایا مین اوسے آپکے ہمراہ تالی
نالی پہ آیا آپکا معمول تھا کہ ایک تھیلی سفید اپنی انگرکھے کی جیب مین رکھتے
تھے کچھ کوڑیان اور پیسے اوسمین رہتے تھے علی الحساب روپیہ اوسمین سے نکلتا
تھا جسقدر آپکو ضرورت ہوتی تھی خداوند کریم اپنی قدرت کاملہ سے
پہونچاتا تھا آپکے خرچ کی انتہا نہ تھی خرچ خانہ داری کے علاوہ صدہا مسافر
اور مرید و معتقد آپکے یہان آتے تھے آپ بخوبی سب کی خبرگیری فرماتے تھے اور
باسباب ظاہر کوئی آمدنی نظر نہ آتی تھی اسی وجہ سے تمام خلقت آپ کا
یہ حال دیکھکر گھبراتے تھے کوئی کہتا تھا کہ آپ دست غیب جانتے ہین کوئی کہتا
تھا کہ اکسیر بناتے ہین افسوس ہے نادانون کی عقل پہ یہ نہین جانتے کہ انکے
خاک نعلین سے کیمیا بنتی ہے انکی نظر فیض اثر اکسیر اعظم کی خاصیت رکھتی ہے
آپ خود ارشاد فرماتے تھے کہ اسی دست غیب اور کیمیا کے دہوکے مین اکثر لوگ
ہمارے پاس آتے ہین بعض دبیردہ بعض صاف صاف یہی سوال زبان پر

لاتے ہین کہ یا تو ہمین اکسیر بنانا بتا دیجئے یا دست غیب کا طریقہ سکھا دیجئے آپ اپنی
کمال باطنی کے علاوہ قوت علمی سے ایسا جواب دندان شکن فرماتے تھے
کہ لوگ اپنا منہ لیکر رہجاتے تھے چنانچہ ایک پٹھان قلندرخان نامی جو سوارون
مین نوکر دو پیہ ماہوار کے نوکر بڑے جہاندیدہ تھے درویشون اور فقیرون کی
صحبت یافتہ تھے ایکمرتبہ بڑی حضرت صاحب قدس سرہ العزیز کے عرس شریف
مین آئے بعد فاتحہ کے جب سب لوگ رخصت ہوگئے تب انہون نے حضرت کے
پاس آکر عرض کیا کہ شاید آپ سمجھے ہونگے کہ یہ عرس مین آیا ہے تو مین
عرس مین نہین آیا ہون بلکہ خاص اس سبب سے آیا ہون کہ آپ دست غیب
جانتے ہین اور اکسیر بنانے ہین مجھکو بتا دیجئے انکار نہ کیجئے مین خوب جانتا ہون
آپ البتہ انکار کرین مین کب مانتا ہون آٹھ پانچ برس پہاڑ پر بیٹھکر فقیری
کی ہے اور بہت فقیرون درویشون کی صحبت مین رہا ہون اور کسی کے
اعتقاد بھی نہین رکھتا ہون آپ فرماتے ہین کہ مین اپنے دل مین یہ سمجھکر
کہ یہ مرد جاہل ہے سیکے انکار سے پیچھا نہ چھوڑیگا اور کسی طرح اپنے خیال فاسد
سے ہمیشہ نہ موڑیگا اوس سے کہا کہ ہان ہم اکسیر بناتے ہین اور دست غیب بھی
جانتے ہین اچھا تم ایک کام کرو کہ نوکری چھوڑ دو اور اسی وقت گھوڑا
اور ہتھیار وغیرہ جتنا ہو ن کو دیدو اور تہبند باندھکر درگاہ شریف مین
بیٹھو اور بارہ برس حضرت کی مزار پر انوار پر جاروب کشی کرو اسکے بعد میرے
سامنے آؤ اوس وقت اگر تمہارا مادہ لائق اسکے دیکھونگا تو بتاؤنگا
نہین تو بارہ برس اور جھاڑو دلاؤنگا یہ سنکر خانصاحب کی ہوش اوڑگئی

اور اپنا منہ لیکر سٹکی اور چپکی اور ٹہلکر اپنا گہوڑا طیار کیا اور اپنے گہر کا رستہ
لیا **کرامت ۹** پرانے حیدر گنج کے چار مینار ہی مسجد کے دروازہ پر ایک
خاکروبن رہتی تہی اوسے آتشک کی بیماری تہی وہ غریب اس عارضہ سے
نہایت تنگ وعاجز تہی اور ہمارے یہان بڑے حضرت صاحب کے وقت
سے آتشک کی دعا ایسی مجرب بنتی تہی کہ یہ بیماری اوسکے ہرگز نہین رہتی
اور حال اوس دوا کی تاثیر کا یہ ہے کہ اوسکے کہانے سے یا تو برابر قی جاری
ہوتی ہے یا دست پر دست آتے ہین تین روز متواتر گیہون کہانا پڑتے ہین
اسکے علاوہ کوئی شی کہاے تو فورا مر جاے حسب اتفاق ہمارے بہائی صاحب
مولوی علم الیقین حیدر گنج مین تشریف لے گئے وہ مریضہ آپکی تشریف آوری
کی خبر پاکر حاضر ہوئی اور دوا کے واسطے عرض کیا آپنے گولیان بنا کر اوسکو
دیدین اور اوسکی ترکیب وپرہیز بخوبی بتا دی اور اپنے گہر چلے آئے
اوس کمبخت نے دوا کہا لی مگر پرہیز نہ کیا آخر کو مر گئی سارے شہر کے
خاکروبون نے جمع ہو کر غل مچایا کہ فلانے مولوی نے اسکو زہر آمیز دوا دیکر
مار ڈالا ہم اسکو سرکار مین لیجاوینگے خون کے عوض مین خون ہوئیگا جب
چین پاوینگے جو لوگ حضرت کے معتقد اوس محلہ مین رہتے تہے سب اون خاکروبون
کو سمجہاتے تہے وہ کمبخت کسی طرح نہ مانتے تہے یہ خبر آپکے خلیفہ حضرت حافظ
محمد بخش صاحب کو پہونچی وہ نہایت گہبرائے اور اس فتنہ کے دفع کرنیکی
بہت کوشش کی مگر کوئی تدبیر بن نہ پڑی اوسی روز میر نادر حسن صاحب
وکیل ساکن قصبہ موہنہ یہان کسی کو آئے تہے اون سے حافظ صاحب نے

فرمایا کہ تم حضرت صاحب کے پاس جانا اور میری طرف سے عرض کرنا کہ یہ حال ہے
اور بدون توجہ حضور کے اس فتنہ کا دفع ہونا محال ہی اور حافظ صاحب نے
یہ بھی کہدیا تھا کہ حضرت کا معمول ہے کہ بعد نماز عشا بر آمد نہیں ہوتے ہیں
اور تم بے وقت جاتی ہو رات گئی پہونچوگے یہ کہلا بھیجا کہ محمد بخش نے کچھ عرض
کیا ہی مجھی یقین ہی کہ آپ میری خاطر سے تشریف لائینگے تامل نفرمائینگے
مختصر یہ ہی کہ میر صاحب موصوف بعد نماز عشا کے یہاں تشریف لائے اور
راقم آثم کو بلایا اور کہا کہ آپ حضرت کے حضور مین میری طرف سے عرض کیجیے
کہ حافظ محمد بخش صاحب نے کوئی امر ضروری عرض کرنے کو کہا ہی آپ خود
تشریف لائین اور اوس سے سن جائین غرض کہ آپ خبر پاکر تشریف لائے
اور میر صاحب نے ساری کیفیت عرض کی جناب پیر صاحب موصوف فرماتی ہین
کہ اوسی روز صبح کی نماز کے بعد مسجد مین آپ نے پکار کر مجھ سے فرمایا کہ گھر ہوکر
بہت جلد ہمارے پاس آنا دیر نہ لگانا پھر فرمایا کہ اپنا جوتہ اوٹھا لاو اور
اسی طرح مجھ سے ہمارے ساتھ آؤ مین بموجب ارشاد کے ساتھ ہوا مگر مجھے
نہایت تردد تھا کہ آپ نماز صبح کی بعد تا طلوع آفتاب نہ کلام کرتے ہین
اور نہ کسی کو اپنے پاس آنے دیتے ہین آپ نے اندر جاکر خاکروب کے مرنے
اور اوسکی قوم کی یورش کرنے کا حال مجھ سے بیان فرمایا اور میں نے آپ کو
نہایت اضطراب مین پایا پھر مجھ سے ارشاد کیا کہ تم میر صاحب کے پاس جاکر
اس امر کو خوب تحقیق کر آؤ مین بموجب ارشاد کے میر صاحب کے پاس گیا اور
کیفیت مفصل دریافت کر آیا جب مین پلٹ کر آیا تو حضرت کو نماز کی جو کی

پر بیٹھے پایا اوس وقت چہرۂ مبارک اس قدر باہیبت وجلال تھا کہ بخدا ابی تک
مینے کبھی آپکا چہرہ ایسا باجلال نہین دیکھا مینے سامنے حاضر ہوکر حال عرض
کیا مگر آپنے کچھ جواب نہ دیا مین بھائی علم الیقین صاحب کے پاس چلا آیا اونہون
نے مجھ سے فرمایا کہ بھائی ہم لکھنؤ جاتے ہین اگر اون لوگون نے نالش کی اور کار
سے طلبی ہوئی تو بہرحال جانا پڑیگا اس سے مین خود ہی جاتا ہون عدالت مین
حاضر ہوکر پیروی کرتا ہون مینے کہا بہتر ہے چلیے مین بھی چلتا ہون پہر
مین اندر آیا اور آپکو اوسی جگہ بیٹھے پایا مینے والدہ صاحبہ سے عرض کیا کہ
بھائی صاحب لکھنؤ جاتے ہین اور مین بھی اونکے ساتھ جاتا ہون یہ سنکر حضرت نے
والدہ صاحبہ سے فرمایا کہ انکے واسطے راستے کی روٹی پکوا دو حسب الحکم روٹی
پکنے لگی مین اوسی جگہ چوکی کے پاس بیٹھ گیا دیکھا کہ ایکمرتبہ آپ اوٹھے اور
اوسی حالت جلال مین باہر تشریف لے چلے اور باہر جاکر فوراً واپس آئے ہی
تین چار مرتبہ اسی طرح سے باہر گئے اور آئے ایک مرتبہ باہر سے آکر فرمایا کہ بس
وہ فساد سب رفت وگذشت ہوگیا اب کچھ دغدغہ باقی نہین رہا اور
چہرۂ مبارک بھی بحالت اصلی آگیا وہ جلال سب جاتا رہا مینے عرض کیا کہ
جب آپکی توجہ کامل ہو تو کیونکر نہ مطلب حاصل ہو ہنسکر فرمانے لگے کہ
یہ مین اس وجہ سے کہتا ہون کہ دن بہت آیا ہے اگر وہ فساد دفع نہو جاتا
تو کوئی نہ کوئی آنچ ضرور آتا ہے چونکہ آپنے مسئلہ ٹال دیا کہ مجھے فساد کے
رفع ہوجانے پر یقین کامل ہوگیا پہر مینے جاکر بھائی صاحب سے کہا کہ اب جانیکی
کیا ضرورت ہے اب تو فساد دفع ہوگیا بھائی صاحب ابتک نہ سمجھے مگر چونکہ

بھائی صاحب چلے جا رہے تھے کہ چلے تھے اسی وجہ سے نہ رکے میں بھی پھیرا اونکے ساتھ
چلا دو کوس کے قریب پہنچے تھے کہ برخوردار عبداللہ لکھنؤ سے آتے تھے اون سے
ملاقات ہوئی رفع فساد کے دفع ہو جانے کی خوب تحقیقات ہوئی میں تو
اوسی جگہ سے واپس آیا پھر ایک قدم بھی آگے کو نہ بڑھایا مگر بھائی صاحب لکھنؤ
کو چلے گئے چند روز میں بخیر و عافیت واپس آئے اسی طرح سے باوجود اخفا کرنے
کشف و کمال کے صدہا تصرفات آپکی ذات مجمع الکمالات سے ظاہر ہوئے اکثر
لوگ آپکی کشف و کرامات سے ماہر ہوئے **فائدہ** فی الحقیقت جو لوگ خدا پرست
اور صاحب ریاضت اور اہل ولایت ہوتے ہیں اگر وہ اپنے تئیں ہزار چھپائیں
مگر کب چھپ سکتے ہیں اور بناوٹی حرکات بھی نہیں پوشیدہ رہتی ہیں آخر کو
وہ بھی ایک دن رسوا کرتے ہیں اب تو سراسر دغابازون اور مکارون کا صاف صاف
یہ حال ہے لوگون کے پھنسانے کے واسطے کھلا ہوا یہ حال ہے کہ کوئی مکر و فریب
کی ولایت کا اظہار کرتا ہے دو چار شعبدے دکھا کر لوگون کو اپنے دام میں گرفتار
کرتا ہے کوئی کہتا ہے کہ ہم دست غیب جانتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ ہم اکسیر خوب
بناتے ہیں جو لوگ کہ ضعیف الاعتقاد اور عقل و شعور سے بے بہرہ ہیں وہ
فوراً دام میں آکر گرفتار بلا ہو جاتے ہیں پھر پیچھے کو جھکتے اور پچھتاتے ہیں
کوئی منحرف ہو کر بیعت توڑتا ہے کوئی ارادت و عقیدت سے منہ موڑتا ہے
خداوند تعالیٰ مسلمانون کو شیطانون کے مکر و فریب سے بچاوے حقیقت و معرفت
کی راہ دکھاوے مجھے ایک بات اپنے برادر مشفق منشی بے نظیر محمد عبدالصمد صاحب
کی نہایت پسند آئی فرمایا کہ اس وقت پر آشوب میں جو لوگ درحقیقت متقی

پرہیزگار اور صاحب شریعت ہیں وہی سچا ہو اہل ولایت ہیں ہر چند کہ
اہل ولایت سے کوئی زمانہ خالی نہیں رہتا ہے مگر فی زماننا باسباب ظاہر
کوئی نظر نہیں آتا ہے اب واضح ہو کہ ہمارے حضرت کا ایک یہ بھی خاص تصرف
تھا کہ آخر عمر میں جب آپ نے انتہا نفس کی فرمائی اور بالکل طاقت زائل
ہونے کی نوبت آئی تو یہ حال تھا کہ آپ کی چارپائی سے ملی ہوئی نماز کی
چوکی بچھی تھی آپ اوس چوکی پر دو چار آدمیوں کی استعانت سے بدشواری
جاتے تھے یہ تصرف دیکھیے کہ باین کم زوری سارے نماز کھڑے ہو کر
نہایت آسانی سے ادا فرماتے تھے اور جب نماز پڑھ چکتے تو بدون استعانت
دوسرے آدمی کے جنبش نکر سکتے یہانتک کہ بارہویں شعبان شب پنجشنبہ
[illegible] ہجری کو بعد ادای نماز مغرب مع فرض و نوافل تہتر برس کی عمر
میں جان بحق تسلیم فرمائی دفعتہً صدای آہ و فغان ہر خورد و کلان کے کان
میں آئی کیا کہوں اوس وقت آپکے صدمہ مفارقت میں لوگوں کا
جو حال تھا اللہ اکبر عجب درد و غم عجب رنج و ملال تھا کوئی مثل ماہی بیتاب
تھا کوئی سینہ بریان کوئی دل کباب تھا خدا سے الٰہی حیرت ہم نگاہ
اوٹھاتی تھی زمین و آسمان تاریک نظر آتی تھی ہم جب آفتاب عالمتاب
کے رخ انور پر حجاب آجاے تو کیونکر زمین و آسمان تاریک نظر
آتے اگر مفصل احوال آپکے انتقال کا رقم ہو تو بہلا ایک دفتر بھی کیا کم
ہو لہذا اسی قدر پر اکتفا کیا زیادہ لکھنے سے قلم کو روک لیا آپ کی
وفات کی تاریخیں اکثر لوگوں نے کہیں ہیں منجملہ انکی ایک تاریخ یہ ہے۔

تاریخ فخر عالم جو شاہ ہمدانی ٭ کرد رحلت بحضرت ستار ٭ بہ یقین گفت
مخبر صادق ٭ مظہر سال او بود غفار ۔ اب واضح ہو کہ آپ کو بھی خداوند تعالی
نے کثیر الاولاد صاحب آل کیا مگر اکثر آل و اولاد نے خورد سالی مین انتقال
کیا اور ایک صاحبزادی نے جوان ہو کر بعد عقد نکاح کے ایک فرزند دلبند
مسمی برخوردار محمد خلیل اللہ سلمہ اللہ کو چھوڑ کر آپ کے سامنے قضا کی اور
ایک صاحبزادی اور تین صاحبزادے جو آپ نے چھوڑے وہ سب خداوند تعالی
کی عنایت سے ابتک سلامت ہین خوش و خرم بآرام و راحت ہین بڑے
صاحبزادہ پیشوا کاملین مقتدای باریک بین قبلہ و کعبہ دنیا و دین مولوی
محمد علم الیقین صاحب ظلہ آپ کو خداوند تعالے نے انتہا کی ذہانت عطا
فرمائی ہے ہر کمال کی لیاقت آپ کے حصہ مین آئی ہے علم و فضل مین
شہرۂ آفاق ہین شاعری اور شعر گوئی مین طاق ہین خط نسخ و نستعلیق
ایسا لکھتے ہین جسے دیکھکر بڑے بڑے خوشنویس حیرت مین رہتے ہین
غرض کہ آپ کو ہر شے کی خوب تحقیقات ہے بہت اچھی اوقات آپ کی
شادی ہونے کے بعد ایک ہی صاحبزادی پیدا ہوئی تھی کہ بی بی صاحبہ
نے انتقال کیا پھر آپنے دوسرا نکاح تا حال نہین کیا بعد حد بلوغ کی صاحبزادی
کا عقد نکاح ہوا پھر اونسے بھی بعد پیدا ہونے ایک دختر کے انتقال کیا آج
وہی لڑکی یعنی آپکے نواسی موجود ہے باقی آل و اولاد کا شجرہ مفقود ہے
منجھلے صاحبزادہ عالی قدر والا منزلت صاحب علم ذی لیاقت خوش طبع
۱۲۸۱ خوش آئین مولوی محمد عین الیقین صاحب اشتقاقہ انہون نے بعد انتقال

حضرت کے یہان سے دست بردار ہوکر مع اہل و عیال گورکہپور جاکر
مولوی محمد حبیب اللہ خانصاحب بہادر صدر الصدور کے مکان پر قیام
فرمایا اوس زمانہ سے اب تک کبھی اس طرف کی تشریف آوری کا خیال
آپکے دل مین نہ آیا آخر کو اسی سال سنہ ۱۲۸۱ ہجری کے ماہ شعبان مین
بقصد بیت اللہ شریف کے جانیکا کیا اور اپنے حصہ کی کل جائداد منقولہ
وغیر منقولہ اس عاصی کے نام لکھکر ہبہ بالعوض کردیا اور ارباب گورکہپور
سے رخصت ہوکر جانب حرم محترم راحل ہوای منازل ہوے کئی روز کے
بعد ردولی شریف مین داخل ہوے وہان آپکے بڑے صاحبزادے
برخوردار عبد الرحیم کی طبیعت علیل ہوگئی اسی وجہ سے وہان انکی مین
توقف ہوا الحال معلوم نہین کہ تشریف لے گئے یا نہین اگر آپکو
خداوند تعالی نے حرم محترم مین پہونچایا اور آپنے وہان قیام فرمایا
تو ہماری خاندان کے اکثر لوگون سے افضل ہو جاینگے درجہ فضیلت اور
بزرگی مین کامل و اکمل ہو جاینگے خداوند تعالی نے آپکو کثیر الاولاد
بنا دیا ہی تھا ہی نسل کا شجرہ آپکے ہاتھ آیا ہے خدا ذو الجلال آپکی سب
آل و اولاد کو سلامت و شاد کام رکھے دین و دنیا مین نیک نام رکھی
آمین بحرمت طہ و یسین تیسرا یہ نالائق بدترین خلائق سیاہ نامہ
اعمال و افعال نیک سے بیخبر سراپا گرفتار خطا و نسیان بدنام کنندہ
خاندان عالیشان اپنی گناہون سے شرمسار امیدوار رحمت پروردگار
عاجز و کمترین محمد سراج الیقین غفر اللہ ذنوبہ اس عاصی کو نہ کوئی لیاقت

نہ کوئی کمال ہے فقط بزرگون کی دعاسے عنایت الٰہی شامل حال ہے
خداوند تعالےٰ نے بسبب صلبی اس عاصی کے پورے کئے دو بیٹیان اور دو
بیٹے جیسی بڑی نورچشم کا نام محمد نور الیقین ہے اور چھوٹے لخت جگر کا
نام محمد صادق الیقین ہے خداوند تعالےٰ اپنے حبیب کے طفیل مین ان
چارون بھائی بہنون کی عمر بڑہاوے دین و دنیا کی ہمہ نعمت انکو عطا فرماوے
مین اس بات سے زیادہ تر خوش و مسرور ہون شکر گذار عنایات
رب غفور ہون کہ ہر ایک خرد و بزرگ اعزا و اقربا دوست و آشنا
سب کی میرے حال پر نظر شفقت و عنایت ہے اور مجھے بھی ہر ایک سے
انتہا کی محبت الفت ہے اور واقعی محبت و اخلاق تو اپنا شعار ہے رشک
و حسد کینہ بغض نزاع و فساد سے نہایت ننگ و عار ہے بہرحال نعمات
دنیا سے مالامال ہون خدا کے فضل سے بہت خوش حال ہون مگر اب
خوف آخرت نہایت دامنگیر ہے دیکھا چاہیے کہ اپنا عدو باطنی نہایت
شریر ہے خدا انجام بخیر فرماوے آخرت کا ثمرہ بھی نیک کہاوے آمین یا رب العالمین
بحق محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین اب ایک امر ضروری اس مقام پر اور لکھنا ہے
ہرچند کہ اوسکے اظہار مین اپنے منہ میان مٹھو بنتا ہے وہ یہ ہے کہ آپکے
دو صاحبزادی بڑی اور منجھلی نہایت لئیق موجود ہین لیکن لوگون نے
بسبب ایماء حضرت کے اسی نالائق کو جانشین کیا بڑا بار اس ناتوان
کی دوش پر دہر دیا اسکی شرم و آبرو خداوند تعالےٰ کے اختیار ہے
وہی مالک و مختار ہے احوال مریدان صاحبزادہ والا تبار کرامت شعار

ہمارے حضرت سراپا برکت موصوف الصدر عالی منزلت والا قدر جس طرح
اپنے تئین چھپاتے تھے اوسی طرح مرید کرنے سے بھی پرہیز فرماتے تھے اسپر بھی
صدہا بلکہ ہزارہا لوگ بڑے بڑے عالم و فاضل حافظ و قاری درویش
کامل آپکے مرید ہوے اور رتبۂ عالی کو پہونچے منجملہ آپکے مریدان خاص اور
خادمان والا اختصاص کے جناب مولوی محمد حبیب اللہ خانصاحب بہادر
صدر الصدور ابن مفتی غلام حضرت صاحب رئیس الاعظم شہر گورکھپور ہیں
جو اوصاف حمیدہ اور صفات برگزیدہ حضرت مفتی صاحب مرحوم کے
سننے مین آتے ہین وہ سب آپ کی ذات بابرکات مین پاتے ہین واقعی
آپ کو خداوند تعالی نے مرتبۂ عالی دیا ہے بزرگی اور شرافت خاندانی
کے سوا بہت بڑا لائق کیا ہے عالم متبحر صاحب رئیس ہین نہایت عالی حوصلہ
بڑے رئیس ہین سرکار انگریزی کی عدالت مین سالہا سال صدر الصدور رہے
ہر طرح کے الزام و بدنامی سے بری و دور رہے سارے ہندوستان مین
آپ کی نیک نامی کی شہرت ہے ہر حاکم اور رئیس کی نظرون مین انتہا کی
عظمت ہے خدا پرستی اور حق شناسی کا یہ حال ہے کہ اس مرتبہ اور
جاہ و حشمت مین اتقا اور شریعت کا ہر دم خیال ہے کیا طاقت کہ
خلاف شریعت کے کوئی امر ہونے پاوے یا کسی بدعت کا نام آپکے
گھر والون کی زبان پر آوے ہر چند کہ کارہای ضروری سے نہایت
عدیم الفرصت رہتے ہین مگر عبادت و ریاضت کی اوقات مقررہ کا
یہ انتظام رکھتے ہین کہ کیسا ہی نقصان یا حرج ہو جاوے مگر کیا مجال کہ

اوقات بہت فرق آئی فیاضی اور داد دہش کی یہ کیفیت رہتی ہے
اگر سائل ایک پیسہ طلب کرے تو روپیہ دینے کی نیت رہتی ہے جو غریب
محتاج آپکے پاس آتے ہیں اپنے حوصلہ سے زیادہ لیجاتے ہیں ایکمرتبہ
یہ عاصی شہر گورکھپور میں آپکے پاس حاضر تھا اور بھی بہت لوگ
بیٹھے تھے ایک صاحب اجنبی تشریف لائے اور بعد سلام علیک کے اتنا ہی لفظ
کہا کہ مجھے آپکی ملازمت کا کمال اشتیاق تھا آپ سنکر چپکے ہو رہے
تھوڑی دیر کے بعد مغرب کی نماز کا وقت آیا آپنے خدمتگار سے
اشارہ کرکے کچھ روپیہ منگایا اور اون صاحب کو اپنے پاس بلایا
اور فرمایا کہ بھائی صاحب نماز کا وقت آیا ہم مسجد کو جاتے ہیں
تم بھی رخصت ہو لیں پھر ہاتھ بڑھا کر مصافحہ کیا اور چپکے سے وہ زرنقد
اونکے ہاتھ میں دیا جب وہ صاحب چلے گئے تب میں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب
تھے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے ہیں معلوم ہوا کہ اکثر لوگ یونہیں آتے ہیں
اور بہرا بہرا اسی طرح سے لیجاتے ہیں اور شہر گورکھپور کی اکثر عورتیں بیوہ
اور لاوارثوں کی خبر لیتے ہیں بہت کچھ نام خدا پر دیتے ہیں غرض کہ
آپکی ذات سے فیض عام ہے نیکنامی کی شہرت ہے بڑا نام ہے انکی ذات
پاک مرشد اور مرشدزادوں کے نام پر جان و مال سے فدا ہے فنافی الشیخ
اگر کہیے تو بجا ہے مولوی صاحب ممدوح کی اخ معظم و برادر مکرم جناب
مولوی محمد صبغت اللہ صاحب آپکے مرید ہیں بہت اچھے عالم ہیں
فن حکمت میں بھی کامل ہیں مولوی صاحب موصوف کے حقیقی بھانجے

مولوی عجیب اللہ صاحب آپکے مرید یہ بھی بہت صاحب استعداد نہایت
لئیق بڑے نیک نہاد ہیں داروغہ ظہور اشرف صاحب اولیا صاحب مرحوم کے
پھوپھی زاد بھائی آپکے مرید روساے شہر گورکھپور میں یہ بڑے نامی گرامی
ہوئے انکی شوکت اور امارت کے تمام شہر میں شہرت ہے ہر حاکم اور رئیس کی نگاہوں
میں انکی نہایت عظمت ہے عاصی کے حال پر بھی کمال عنایت رکھتے تھے
بہت کچھ خدمت کرتے تھے مگر افسوس ہے کہ اسی سال میں اونکا انتقال ہوا
ہم لوگوں کو کمال رنج و ملال ہوا مولوی حافظ ایزد بخش صاحب مرحوم جناب
مولوی نوازش علی صاحب کے حقیقی بھانجے آپکے مرید جوان سعادت مند بہت
اچھے حافظ عالم و فاضل تھے فرائض کی تحقیقات میں بڑے کامل تھے جو فرائض
شہر گورکھپور میں لکھے جاتے تھے وہ اونکے ملاحظہ کے واسطے ضرور آتے تھے جب
انکی نظر سے گذر جاتے تب اوسکی سند کامل ہو جاتی حضرت کے انتقال کے چند
روز کے بعد انکا بھی انتقال ہوا انکی انتقال سے ہر شخص کو بیحد رنج اتم صدمہ و
ملال ہوا مولوی وزیر علی صاحب آپکے مرید یہ بھی گورکھپور کے رہنے والے
بہت اچھے عالم با عمل ہیں نیک بخت اور لیاقت میں بے بدل ہیں مولوی صاحب
موصوف کے بڑے بھائی محمد جہانگیر خان صاحب آپکے مرید بڑے ہی صاحب ذوق
و شوق با کیفیت ہیں نہایت خوش اوقات پابند شریعت ہیں شیخ حسین بخش
صاحب آپکے مرید انکی بھی گورکھپور میں بڑی شہرت ہے ہر شخص کے نزدیک
نہایت آبرو و عزت ہے شیخ کریم بخش صاحب مرحوم شیخ صاحب موصوف کے چھوٹے
بھائی یہ بھی آپکے مرید تھے شیخ خدا بخش مختار عام راجہ تمکوہی آپکے مرید

یہ بہی آدمی بالیاقت ہین ارباب گورکہپور مین صاحب شہرت ہین شیخ فضل علی
مرحوم آپکے مرید یہ بہی مرد بالیاقت تہی نہایت راسخ الاعتقاد صاحب
ارادت تہی کریم داد خانصاحب ساکن گورکہپور آپکے مرید ہرچند کہ تہاسے
نہایت قلیل الاوقات لیکن بڑی صاحب صلہ نیک صفات ہین انکو علاوہ
صدہا بلکہ ہزارہا آدمی خاص وعام شہر مذکور مین آپکے مرید ہین مولوی
محمد اسمعیل مولوی امام بخش صاحب بڑی حضرت صاحب کے خلیفہ کے صاحبزادہ
شہر لکہنؤ کے رہنے والے آپکے مرید ذی علم نہایت باوضع متقی جوان صالح
بڑی نیک نیت ہین حافظ قاری فضل اللہ ابن مولوی عبد اللہ آپکے مرید
شہر لکہنؤ مین انکی برابر کوئی قاری نہین ہوا علم تجوید کے علاوہ انکو ہر علم
مین بہت اچہی لیاقت تہی تمام شہر مین شہرت تہی حضرت انکی حال پر
نہایت شفقت فرماتی تہی اور یہ اکثر آپ کی خدمت مین حاضر رہتی تہی مگر
حضرت کے سامنے ہی انکا انتقال ہوا آپ کو کمال رنج وملال ہوا قاری صاحب
مرحوم کے چہوٹی بہائی منشی عبد الکریم صاحب بہی حضرت کے مرید نہایت
لئیق بڑی راسخ الاعتقاد خوشنویسی کے فن مین کاملی لکہنؤ کے مشہور استاد
ہین مجہی اون سی نہایت محبت ہی اور اونکی بہی میری حال پر کمال عنایت
ہی قاری صاحب مرحوم کے داماد قاری یکتاء زمان حافظ محمد میان یہ آپکے
مرید بڑی لئیق اور بڑی ذی استعداد ہین بلکہ ہر فن مین اوستاد ہین خداوند تعالی
نے انکو ایسا خوش الحان بنایا ہی کہ اس خوش آوازی کے ساتہ کم قرآن شریف سننے
مین آیا ہی انکی مقابلہ مین یہان اب کوئی قاری نظر نہین آتا تحصیل کی

زبان سے قرات سنتا ہی عجب کیفیت اور حظ اوٹہاتا ہی انکی مولود شریف
پڑہنی کی بہی نہایت شہرت ہی واقعی انکو پڑہنی مین عجب لطف وکیفیت ہی خط
نسخ ونستعلیق ایسا خوب لکہتی ہین کہ بڑی بڑی خوشنویسون پر فوقیت رکہتی ہین
استعداد عربی کی بہی خوب ہے غرض کہ انکا جو کام ہی نہایت مرغوب ہے شیخ خدابخش
عطار تاجر کتب ساکن لکہنؤ آپکے مرید اللہ اکبر ایسی راسخ الاعتقاد کا ہیکو ہونگی یون
یون تو سبہی مرید اپنی پیر ومرشد کو مانتی ہین مگر اس وقت مین ایسی اعتقاد کے
لوگ کمتر ہونگی انکا یہ حال تہا کہ مرشد کی یہان کا کوئی کام کہ جسکے کرنی مین
نہایت عار ہوتا انکو اسکی بجالانی مین ہرگز نہ انکار ہوتا مگر افسوس ہے کہ اون
بیچارہ نے ایک میعاد سے کچہہ زیادہ ہوا کہ انتقال کیا انا للہ وانا الیہ راجعون
شیخ جعفر علیصاحب مالک مطبع جعفری یہ بہی آپکے بڑی نامی گرامی نہایت
وضعدار اچہی متقی وپرہیزگار ہتی حافظ ولی محمد ساکن مقام اٹلوہ متصل
قصبہ جہونہ آپکے یہ مرید بڑی جنید اور شریعت وطریقت شعار ہین
اسی سال شعبان کے مہینے مین بیت اللہ شریف حج کو گئی ہین خداوند تعالے
اونکا حج قبول فرمائی اور ساتہ مقصد قلبی کے بخیریت ہم سب لوگون سے
ملاوی شیخ قاسم علیصاحب ٹپس شیخ پور آپکے مرید نہایت لایق بڑی وضعدار
ہین نہایت متقی اور پرہیزگار ہین چودہری مہدی حسن چودہری نبی بخش
صاحب تعلقدار قصبہ کرسی خاص کے صاحبزادہ یہ بہی آپکے مرید بڑی خوش
اوقات نہایت نیک صفات ہین میان حسینی اور میان نہا اور میان
اسد علی زمیندار موضع پڈری ہر چند کہ یہ تینون بہائی آپکے مرید بڑے

عاشق زار و جان نثار تھی مگر میاں جیونے سب پر بڑھ گئے تھے اور حضرت کے
انتقال کے بعد بھی بہت لوگ اس سلسلہ عالیہ قادریہ میں داخل ہوئے
ہیں منجملہ اونکے ایک شاہ رحیم بخش صاحب حضرت حافظ محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کے چھوٹے بھائی انہوں نے بیعت و خلافت بھائی سے پائی ہے اور جانشینی
حافظ صاحب ممدوح کی انکے حصہ میں آئی ہے منشی عوض علی صاحب ابن
مولوی عبد الاحد مونوی یہ حافظ صاحب ممدوح کے بھتیجے ہوتے ہیں یہ ادمی
لئیق بہت اچھے منشی اور خوش نویس ہیں حافظ صاحب انکے حال پر کمال شفقت
و عنایت رکھتے تھے اور یہ بھی حافظ صاحب کی بڑی خدمت کرتے تھے داروغہ
عبد القادر مولوی امام بخش صاحب بڑے حضرت صاحب کے خلیفہ کے پوتے
مولوی فقیر بخش صاحب بجنوری سید بہادر علی ابراہیم پوری اور شیخ فیض اللہ کرسوی
اور شیخ کرامت علی کرسوی اور شیخ منصب علی کرسوی اور علی بخش کرسوی اور شیخ نبی بخش کرسوی
اسی طرح سے صدہا بلکہ ہزارہا لوگ آپکے مرید ہیں سب کے نام کہاں تک لکھے جائیں
اور کوئی ایسا فائدہ بھی نہیں کہ جو زیادہ قلم بند کئے جائیں میری دانست میں
آپنے دو ہی شخصوں کو اپنی خلافت عطا فرمائی انکے سوا اور کسی کو سنے میں
نہیں آئی خلیفہ اول حقیقت و معرفت شعار مقبول بارگاہ کردگار حضرت حافظ
محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپکے مرید اور خلیفہ بڑے درویش کامل
اور ولی اہل دل ہوئے ہر چند کہ یہ بھی اپنے تئیں ازحد چھپاتے تھے مگر خوارق
عادات خود بخود ظاہر ہو جاتی تھی چنانچہ میاں فقیر بخش خیاط جو
حیدر گنج کی مسجد کے موذن نہایت دیندار اور محتاط ہیں بیان کرتے ہیں

کہ مین ایک خواجہ سرا کے پاس نوکر تہا اوسکا قصد کربلای معلی کے جانیکا
ہوا ایک وزادنے مجہ سی کہا کہ جب ہم کربلای معلی کی زیارت سی فراغت
پائینگی پہر وہان سی بیت اللہ شریف کو بہی جائینگی اگر تم بہی ہمارے ساتہ
چلتی تو تمہارا بہی حج بآسانی ہو جاتا اور تمہین زاد راہ کا کچہ تردد کرنا نہ پڑتا
مین یہ سنکر خاموش ہو رہا اور اپنی دل مین کہا کہ اگر حافظ صاحب ہمین
رخصت فرمائینگی تو ہم بہی جاکر حج کر آئینگی چنانچہ مینی حاضر ہو کر آپسے
استفسار کیا آپنے مجہی یہ حکم دیا کہ حج کے جانیکو ہم منع نہین کرتے ہین
مگر بالفعل تمہارے جانے مین مصلحت نہین دیکہتی ہین آیندہ تمکو اختیار ہے
چاہو جاؤ یا نہ جاؤ مینی عرض کیا کہ اگر حضور کے ارشاد پہ مین عمل نہ کرتا
تو کیون پوچہتا پہر مین آپسے رخصت ہو کر خواجہ سرا کے پاس گیا اور اپنی
نہ جانیکا کچہ حیلہ کر دیا مختصر یہ ہے کہ خواجہ سرا تشریف لیگئی اثناء راہ مین
اونکی بیٹون اور نوکرون نے اس قدر اونکو لوٹا کہ کچہ بہی نہ چہوڑا آخر
کو خواجہ سرا تباہ و برباد و پریشان و سرگردان ہو کر لوٹ آیا مین یہ
خبر پاکر حافظ صاحب کے پاس گیا اور حال عرض کیا آپنے فرمایا کہ بہلا ہم
سی پوچہتی ہین کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان کو حج کے جانے سی منع کر سکتا ہے
مگر ایسے جانے سی نہ جانا بہتر ہوتا ہے میان الفو تان پہ ساکن لکہنؤ
محلہ عیدرگنج کہ وہ بہی اسی سلسلہ عالیہ قادریہ رزاقیہ مین داخل ہین
بیان کرتے ہین کہ ایک مرتبہ مینی اپنی مطلب کے واسطی جناب حافظ صاحب سے
عرض کیا آپنے ایک چٹہی ٹہیکری پہ لکہکر مجہے دی اور یہ حکم دیا کہ اوہی بات

کے بعد تم حضرت شاہ مینا صاحب کی مزار پر جانا وہان مزار شریف کے
سرہانے ایک بزرگ کالی لنگی خطدار اوڑہے ہوے ٹہلتے ہونگے اونکو یہ چٹہی
دیدینا چنانچہ مین حسب الارشاد بعد آدہی رات کے مزار شریف پر آیا اور
اون بزرگ کو جس ہیئت مین حافظ صاحب نے فرمایا تہا ٹہلتے پایا پہلے مین
آداب بجالایا پہر وہ چٹہی پیش کی آپ نے اوسے پڑہ کر یہ ارشاد فرمایا کہ تم
آج جاؤ کل اسی مقام پر آنا اور جواب لیجانا چنانچہ مین اپنے مکان کو چلا آیا
اور صبح کو حافظ صاحب سے یہ سب کیفیت عرض کی پہر دوسرے روز حسب الارشاد
آدہی رات کے بعد مزار شریف پر آیا اور اون بزرگ کو اوسی جگہ پایا آپ نے
میری صورت دیکہتے ہی ارشاد کیا کہ تمہارا کام ہوگیا مینے یہ سنکر آپ کو سلام
کیا اور ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ یا حضرت آپ کون اور کہان رہتے ہین
فرمایا تمہین اس سے کیا کام ہے جب مینے بہت مبالغہ کیا تو آپنے فرمایا
کہ ہمارا مکان کرسی مین ہے یہ فرماکر آپ نظرون سے غائب ہوگئے
مین اپنے مکان کو چلا آیا خداوند تعالے نے اوسی روز میرا مطلب پورا فرمایا
مولوی علی محمد صاحب عالم بے بدل فاضل اکمل روشن چراغ دار العلوم
محلہ فرنگی محل ابن مولانا محمد معین اسکنہم اللہ تعالے فی اعلا علیین فرماتے
تہے کہ مجہکو بارہا اسکا امتحان ہوا کہ جب کبہی ہم کسی امر کے کہنے کو حضرت
حافظ صاحب کے پاس جاتے تہے ہنوز کہنے کی نوبت نہین آتی تہی آپ
اوسکا جواب فرما دیتے تہے سبحان اللہ جس شخص کا کمال ایسے عالم وفاضل
کے امتحان مین آچکا ہو اوسکی ولایت مین کیا مجال کہ کوئی شک لا سکے

اور خلیفہ مولوی رستم علی صاحب گورکہپوری ہین انکو بہی آپنے خلیفہ کیا ہے
آپکے سامنے بیعت لینے کا کاغذ لکہکر دیا ہے یہ مولوی صاحب بہی بزرگ نہایت
خوش اوقات ہین صاحب علم جامع الکمالات ہین لیکن آپ کی مفصل
حالات سے مین بیخبر ہون یہی سبب ہے کہ آپ کی حالات کما حقہ لکہنے سے
قاصر ہون تمام ہوئی حالات صاحبزادہ والا تبار کرامت شعار کے دوسرے
صاحبزادہ قبلہ جسمانی وکعبہ جان ودل برگزیدہ بارگاہ حقانی حضرت
مولوی شاہ محمد نورانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ الصمد اکبر آپ ایسے عابد و
وزاہد پابند شریعت وطریقت صاحب تقوی صاحب باصفت
باذوق و باکیفیت تہے کہ ایسے لوگ کمتر دیکہنے اور سننے مین آتے ہین
بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اکثر لوگ سالہا سال بلکہ تمام عمر محنت وریاضت
کرتے ہین مگر یہ لطف وحلاوت ہرگز نہین پاتے ہین آپکے صبر وتحمل
قناعت وتوکل کا یہ حال کیسی تکلیف ومصیبت یا کسی طرح کے آزار
یا علالت مین کوئی حرف شکایت کا زبان پر آوے کیا مجال بحمد اللہ لایزال
آپ کو انتہا کے عوارض شدیدہ مین مبتلا پایا ہے مگر کبھی کوئی حرف
اف کا بہی آپ کی زبان مبارک سے سننے مین نہین آیا ہے بلکہ اکثر اوقات
آپ ایسے شدت سے علیل ہو جاتے تہے کہ ہم لوگ دیکہکر نہایت گہبراتے تہے
مگر یہ کیا طاقت کہ آپ کی اوقات معہودہ مین فرق آتا یا کسی طرح
کی اوراد وظیفہ مین حرج ہو جاتا مولوی نوازش علی صاحب گورکہپوری
فرماتے تہے کہ مینے حضرت صاحب کے زبان مبارک سے آپ کی صفت مین سنا کہ

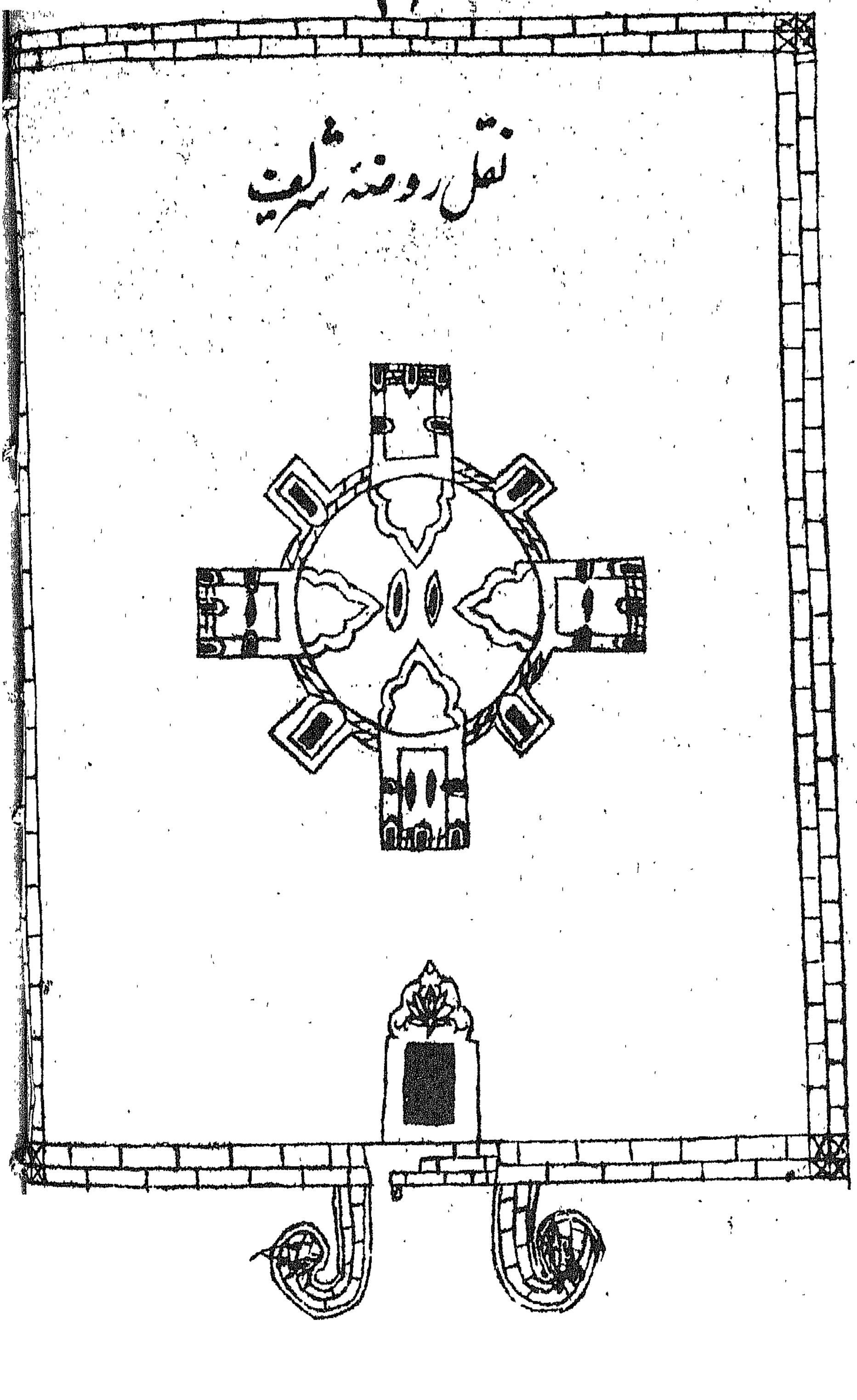
کہ یہاں ہی بیٹھے بڑی مجاہدہ و مشاکرہ ہیں و آپ مسجد میں کمال عشق و محبت رکھتی
تھی اور اذان بھی آپ ہی کہتی تھیں اور آپکے اذان کی آواز ایک کوس کے
فاصلے تک جاتی تھی اور آپکو اذان کے وقت ہچپانی کا اس قدر ملکہ ہوگیا
تھا کہ حالت غبار یا ابر میں کبھی کمی بیشی نہ ہونے پاتی تھی اور آپ کی آواز
میں یہ تصرف و برکت تھی کہ حالت ضعیفی اور پیری میں بھی وہی للکا
اور ڈپٹ تھی بہرحال اسی ذوق و شوق عبادت الٰہی اور عشق و محبت
نا متناہی میں جب باسٹھ چہتر برس کی عمر شریف آئی تو ۱۲۸۶ہجری
کے ماہ ذیحجہ میں چودہویں تاریخ دوشنبہ کے روز قریب دوپہر دن چڑھے
کے آپنے جان بحق تسلیم فرمائی آپ کے انتقال فرمانے کا رنج و ملال محتاج
اظہار نہیں ہے ہم لوگوں میں کون شخص ایسا ہے کہ جسکا دل آج تک
آپکے اندوہ فراق میں بیقرار نہیں ہے بعد حضرت والد ماجد
رحمۃ اللہ علیہ کے ہم لوگوں کو آپ کی ذات بابرکات سے بڑی تقویت
تھی گھر سے باہر تک سب طرح کی رونق افزا آبادی تھی اور برکت
تھی اب ہر دم یہی غم و پیچ دامنگیر ہے کہ نہ کوئی اپنا بزرگ ہے نہ کوئی
مشیر ہے بہرحال بجز صبر کے اب کیا چارہ ہے مشیت ایزدی میں کسے
دم مارا ہے آپ کو خداوند تعالیٰ نے اولاد بکثرت عطا کی مگر افسوس ہے کہ بجز
ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی کے سبھوں نے صغر سنی ہی میں قضا کی
پھر صاحبزادی صاحبہ نے بھی بعد شادی ہونے کے ایک بیٹی اور دو بیٹے
میاں عبداللہ و حبیب اللہ کو چھوڑ کر آپ کے سامنے ہی انتقال فرمایا

اور زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ حضرت کے انتقال کے ایک مہینہ سترہ روز
کے بعد اوس لڑکی نے کہ اوسکا عقد نکاح آپکے سامنے ہوگیا تھا اور حبیب اللہ
کے عقد کی نوبت نہ آئی تھی دونوں بہن بھائی نوجوان نے لاولد ستر٘ہ روز
کے عرصہ میں انتقال کیا حق تعالے میان عبداللہ کی عمر دراز کرے اب
آپکے صاحبزادہ والاتبار شریعت و طریقت شعار قبلہ دنیا و کعبہ دین حیات
بھائی مولوی محمد امام المتقین صاحب مد ظلہ آپکے یادگار ہیں خدا کے
فضل سے بہت لائق اور ہوشیار ہیں ہم لوگون کو آپکی ذات سے بڑی
تقویت ہے بہرحال آپکی ذات غنیمت ہے ابھی ان اس قدر وقعت
کرنا چاہیے کہ منجھلے صاحبزادہ موصوف الصدر باوجود حاصل ہونے
اس مرتبہ اور بزرگی کے آپ اپنی عاجزی اور انکساری کے راہ سے
کسی کو مرید نکرتے تھے اس سے نہایت پرہیز رکھتے تھے مگر انتقال کے
چند روز پیشتر لوگون کی نہایت عرض و معروض سے چار شخصون کو
مرید کیا ایک مولوی ذکاء اللہ صاحب مولوی محمد حبیب اللہ صاحب سید الصدور
رئیس گورکھپور کے صاحبزادہ اور تین شخص اس قصبہ کرسی خاص کے
ایک شیخ علی بخش صاحب دوسرے شیخ عبدالغنی صاحب اور تیسرے میان
ناظم علی صاحب تیسرے صاحبزادہ شریعت شعار طریقت آثار قبلہ و کعبہ
دو بھائی حضرت مولوی محمد روحانی صاحب رحمہ اللہ برہانہ آپکے صاحبزادہ
نہایت بلند اقبال بڑے اولوالعزم با جاہ و جلال تھے اونٹ اور گھوڑے بھی
اور چھکڑے سبھی کچھ آپ رکھتے تھے بڑی شان و شوکت سے رہتے تھے لاولدی

اور شجاعت بہادری اور جرأت میں بھی یکتای روزگار تھی بڑی کار
آزمودہ تہور شعار تھی بہت کچھ اسباب و سامان خدا نے آپ کو دیا تھا
بخوبی تھا ہزار ہا روپے آپنے نکاحی اور اولوالعزمی کے راہ سی صرف فرمای
اور باوجود اس امارت اور تزک حشمت کے کبھی پابندی شریعت مین
فرق نہ آیا اور کبھی کوئی فعل اپنی خاندان کے خلاف اختیار نفرمایا
مگر افسوس ہی کہ آپ نے عمر کا حصہ بھی کم پایا پچاس ہی برس کی عمر مین
سنہ ۱۲۹۶ ہجری کی جمادی الآخر کے پہلی تاریخ کو انتقال فرمایا ان چارون
صاحبزادون سی پہلی آپ ہی کا انتقال ہوا اس صدمہ جانکاہ سی
ہر شخص کو بڑا رنج و ملال ہوا ہر چند کہ آپ کو بھی خداوند تعالے نے
اولاد بکثرت عطا کی مگر بجز چار صاحبزادیون کے سبھون نے آپکے سامنے
ہی قضا کی یہ چار صاحبزادیان جو آپ اپنی یادگار چھوڑ گئی تھی ان میں سے
دو کا نکاح آپ اپنی سامنی کر گئی تھی اور دو کا نکاح آپکے بعد آپ کی بی بی صاحبہ
نے کیا مگر ایک صاحبزادی کو تقدیر نے لاولد بیوہ کیا اور ایک نے
تھوڑا زمانہ گذرا کہ ایک دختر نیک اختر چھوڑ کر ملک عدم کا رستہ لیا اور
دو صاحبزادیان کثیر الاولاد و اولاد ہین خدا کے فضل سی بخوبی خوش
و شاد ہین چوتھی صاحبزادہ حقیقت و معرفت آگاہ شریعت و طریقت
دستگاہ مقبول بارگاہ الہ حضرت مولوی محمد حزب اللہ نور اللہ مرقدہ
آپنے ایام شباب مین بڑی امارت کے ساتھ شریعت کو لئیہوی خوب
عیش فرمای آخر کو آپ کی طبیعت اپنی خاندانی طریقہ کی طرف جھک آئی

خصوصاً دعا و تعویذات اور عمل و عملیات کی تحقیقات میں آپ
یکتا ہی خاندان ہوئی بڑی شہرت یافتہ ذی مرتبہ ذی شان ہوئی
صدہا مریض ہر قسم کے دور دور سے آپ کے پاس آتے تھے خدا کے فضل سے
بامراد جاتی تھے واقعی آپ نے بڑا چشمہ فیض جاری فرمایا ہزارہا لوگون
نے آپ کی ذات سے فائدہ پایا بہرحال آپ کی ذات بھی غنیمت تھی
سب طرح کی رونق و برکت تھی ستر سال کے قریب جب آپ کا سن شریف
آیا تو آپ نے اسی ۱۳۰۹ہجری کے ماہ ربیع الاولی کی تیسری تاریخ کو
انتقال فرمایا آپ کی چار صاحبزادیاں نوجوان دو ناکتخدا اور دو
منکوحہ اور ایک صاحبزادہ عالیشان مسمی محمد حبیب اللہ ایک بیٹا محمد خلیل اللہ
نام چھوڑ کر آپ کے سامنے ہی انتقال کر گئے اب وہ صاحبزادیاں آپ کی
یادگار ہین خدا کے فضل سے دونون شوہردار ہین اب اتنے ہو کہ ان چارو
صاحبزادگان عالی تبار کی مزار بڑی حضرت کے روضہ شریف مین بموجب
وصیت حضرت ممدوح کے ہوئی بڑی صاحبزادہ کا مزار روضہ شریف
کے اندر بائین طرف آپ کے پہلو کے برابر ہے اور منجھلی اور چھوٹے صاحبزادہ
کا مزار آپ کے بائین دکھن طرف صحنچی مین قرار پایا اور منجھلی صاحبزادہ
کا مزار پچھم طرف کے صحنچی مین صاحبزادہ عالی تبار کرامت شعار نے بنایا
اور انہین چارون صاحبزادون کی والدہ ماجدہ کا مزار آپ کے
روضہ شریف کے پورب طرف کے صحنچی مین ہے باقی سب بی بیون کے
مدفن علیحدہ ہین جو تین صاحبزادہ باقی رہے انکی مزار بھی لکھنا پڑی بیلی بی اجمیر

نقش روضهٔ شریف



سے جو بڑے صاحبزادہ مولوی عبدالحق صاحب تھے اونکا مزار حضرت صاحب کے باغ
مین مسجد شریف قدیم کی پشت پر ہے اور مولوی ربانی صاحب جو صاحبزادہ
موصوف الصدر کے حقیقی چھوٹی برادر تہے اونکا مزار اوسی مسجد قدیم کے زینہ کے
متصل پرانی حویلی کے دروازہ کے سامنے ہے اور مولوی عبدالواحد صاحب جو تیسری
بی بی صاحبہ سے تہے وہ اوس قبرستان مین دفن ہین جو آپکے روضہ شریف کے متصل ہے
ان چارون صاحبزادون کی جو دو بہنین حقیقی تہین اونمین سے بڑی ہمشیر کا نکاح
شیخ امید علیصاحب رئیس کروا کے ساتہ ہوا مگر تین صاحبزادیان پیدا ہونے کے بعد
شیخ صاحب کا انتقال ہوا اب وہ تینون صاحبزادیان باآل و اولاد ہین خدا
کی عنایت سے سب اپنے گہرون مین خوش و شاد ہین بڑی صاحبزادی کے
دو فرزند دلبند ایک سید عباس علی دوسرے میان وارث علی دوسری صاحبزادی
کے پانچ فرزند سعادتمند بڑے صاحبزادہ کا نام سید عاشق علی ہے انکو بہت اچہی
لیاقت ہے کچہری دربار کے کام مین خوب اہلیت ہے دوسرے صاحبزادہ منشی رونق علیصاحب
یہ بڑے لایق صاحب استعداد ذی علم منشی بے بدل فن شاعری اور نثاری مین
بڑے کامل و اکمل ہین منشی نولکشور صاحب کے یہان ٹپیا اخبار کے اڈیٹر ہین
اور انکے تیسرے بہائی منشی سید محمود علیصاحب نہایت لایق بڑے کارگذار
شاعر و نثار اوسی مطبع ٹپیا اخبار کے مہتمم اور منیجر ہین چوتہے بہائی سید
واحد علیصاحب اور پانچوین بہائی سید الطاف علی اور تیسری صاحبزادی کے
ایک فرزند دلبند نہایت سعادتمند شیخ مبارک علی نام انہون نے بڑا کام
کیا ہے نہایت محنت و مشقت کر کے نارمل اسکول مین امتحان دیا ہے اب کسی

اسکول مین عہدہ مدرسی پر مامور ہین خدا کی عنایت سے خوش و مسرور ہین اب
حضرت صاحب کی کل اولاد مین یہی ایک صاحبزادی صاحبہ مدظلہا جنکا
ذکر ہوا باقی ہین اور چھوٹی ہمشیرہ صاحبہ کا عقد نکاح مقبول بارگاہ احد
شیخ نور محمد صاحب رئیس و قاضی زادے قصبہ ستر کے ساتھ ہوا انکو لڑکیون
کے علاوہ پانچ بیٹے خداوند تعالے نے عطا کیے اور آپکے سامنے سب زندہ اور
سلامت رہے مگر آپکے بعد دو صاحبزادون نوجوان نے انتقال کیا اب آپکے
بڑے صاحبزادہ یعنی جناب برادر مشفقی شیخ محمد تقی صاحب انکو ایک بیٹی اور چار
بیٹے خداوند تعالے نے دیے ہین بڑے بیٹے کا نام شیخ محمد مہدی اور منجھلے صاحبزادہ
کا نام منشی محمد عبد الہادی ہے یہ دونون صاحبزادہ بڑے لیق اور نہایت
خوش وضع اور خوش طریق ہین اور دو صاحبزادہ محمد یسین و عبد الکافی
ابھی کمسن ہین خداوند تعالے ان سب کی عمر دراز فرماوے اور فوائد والدین کو
پہونچاوے اور دو صاحبزادہ جو بھائی محمد تقی صاحب سے چھوٹے ہین ان مین سے
ایک کا نام محمد رضا ہے اور ایک کا نام محمد امیر ہے ان دونون بھائیون کی شادی
ابھی نہین ہوئی اب ہمارے حضرت صاحب محبوب صادق قادری قدس اللہ سرہ الاصفی
کی دو بیبیون کا ذکر مع آل و اولاد کے ہو چکا اور دو بی بیون کا حال لکھنا
باقی رہا وہ بھی واضح ہو ایک بی بی کو آپنے چند روز کے بعد از روے سنت نبوی
کے طلاق دی   اور ایک بی بی صاحبہ سے دو صاحبزادیان اور ایک صاحبزادہ
پیدا ہوے صاحبزادہ صاحب کا نام نامی مولوی عبد الواحد تھا وہ لاولد ہی
انتقال کر گئے اور ایک صاحبزادی صاحبہ نے بھی لاولد قضا کی اور ایک صاحبزادے

کی فرزند ارجمند شریعت شعار طریقت آثار عاشق جناب رسول اللہ مولوی حاجی ہدایت اللہ صاحب یہ بزرگ عالی صفات نہایت خوش اوقات متصف بجمیع صفات ہیں بڑی زاہد و عابد ہیں مگر افسوس ہے کہ تنہا بذات واحد ہیں اللہ بس باقی ہوس خدایا ہماری حضرت کی آل و اولاد کی نسل ہمیشہ سلامت رہی سب کے حال پر تیری رحمت و عنایت رہی الحمد للہ کہ آج بیسویں تاریخ ماہ ذی قعدہ روز پنجشنبہ ۱۲۸۹ھ ہجری کو ملفوظ شریف جناب قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مولانا مرشدنا و عارف باللہ حضرت شاہ نجات اللہ صاحب صدیقی قادری قدس سرہ الاصفی کا تمام ہوا دو برس کئی مہینے کے عرصہ میں بکمال جستجو اور تحقیقات کے ساتھ اسکا انجام ہوا اب خداوند کریم اپنی حبیب کے طفیل میں اسکو خاص و عام میں مقبول فرماوی اور اسکی برکت سے راقم آثم کا خاتمہ بالخیر ہو جاوی آمین یا رب العالمین بحق محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

التماس

ناظرین والاتمکین کی خدمت میں راقم آثم کی طرف سے گذارش ہے کہ جو صاحب ازراہ ذوق و شوق کے اس کتاب کو ملاحظہ فرمائیں اور کسی جگہ کوئی امر خلاف قیاس پایا جاوی تو ہرگز اوسکی راستی پر شک نہ لائیں کہ واسطی کہ اول تو اس کتاب میں ایک بزرگ کامل اکمل کے ملفوظات طیبات ہیں یعنی کرامات اور خوارق عادات کی حکایات ہیں اور خوارق عادات اور کرامات وہ نہیں حرکات و افعال کو کہتے ہیں کہ جو امور کسی بزرگ سے ایسی خلاف قیاس

ظہور ہیت آ ہین کہ جو جنکو دیکہکر لوگ حیرت مین رہ جائین دوسرے راہنے
اس کتاب کے مضامین کی تحقیقات او صحت پر بڑا لحاظ رکھا ہی بحد ایسا
مضمون مین ذرا بہی شبہہ گزرا ہے اوسکو نہین لکھا بلکہ دو ایک
مضمون نہایت زور وشور کے بڑی ثقہ راوی سی پہونچی مگر عوام کے
اعتراض کے خوف سی نہین لکہی پس مسلمانون کو چاہیے اعتقاد سے
اس کتاب کو ملاحظہ فرمائین اور کسی طرح کا وسوسہ اپنے دل مین
نہ لائین فقط

تاریخ طبع از منشی بہگوان دیال صاحب عاقل تخلص سر رشتہ دار جناب منشی نولکشور صاحب
مالک مطبع اودہ اخبار واقع لکھنؤ

سراج الیقین حافظ حق شناس ۔۔۔ گشادست بابِ طریق نجات
بو طبع اودا یا خواستگار ۔۔۔ بجلب ثواب طریق نجات
بفرمود تالیف روشن کتاب ۔۔۔ پے اکتساب طریق نجات
چو شد طبع آن نسخہ رہنما ۔۔۔ برائے ذہاب طریق نجات
رقم کرد عاقل پئے سال طبع ۔۔۔ چہ نیکو کتاب طریق نجات

سنہ ۱۲۹۰ ہجری

ایضاً

گردید مرتب این ذبان نیک کتاب ۔۔۔ تالیف ز حافظ ہست آن نیک کتاب
عاقل کردیم سال طبعش مرقوم ۔۔۔ شد طبع چہ بہر مومنان نیک کتاب

سنہ ۱۲۹۰ ہجری

ایضاً

از حافظ حق شناس و حق بین ۔۔۔ شد نسخہ مستطاب تالیف
گردید چو طبع گفت عاقل ۔۔۔ کردہ این نو کتاب تالیف

سنہ ۱۲۹۰ ہجری

خاتمۃ الطبع

الحمد اللہ کہ کتاب نجاة المومنین مصنفہ حافظ محمد سراج الیقین صاحب مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ ماہ اپریل سنہ ۱۸۷۳ء مین حسب فرمائش مصنف ممدوح باہتمام سید محمود علی مہتمم و منیجر مطبع چہپ کر طیار ہوئی فقط

صحت نامہ اغلاط نجاۃ المومنین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۴	یاہرات	باہرات	۳۰	۹	تیمن بھچا کے	تیقین ان چچا کے	۳۵	۴	سولی نا	مولنا
〃	۵	عظم	اعظم	۲۲	۱۱	آپ	اب	〃	۸	پھرتے	پہراتے
〃	۷	مولینا	مولنا	۲۶	۵	اوس	اس	۳۶	۱	بعد	بعدہ
〃	۱۵	ذوق	ذوق وشوق	〃	۸	کہا	کیا	۳۷	۶	اگہ	آگہ
۴	۴	نوالی	لآلی	۲۸	۱	شج	وضع	۳۸	۱۶	پر	پہر
〃	۵	اون سے	اونھین سے	〃	۴	[illegible]	[illegible]	۴۴	۲	جیب سے پیپہ	جیب سے پیسہ
〃	۶	چھوٹے چچا	جناب چھوٹے چچا	۳۰	۷	رکابی پیالی	رکابی پیالہ	〃	۹	بلایا	بلا دیا
〃	۷	بہائی صاحب	بہائی	〃	۱۳	جس	جن	۵۱	۱	خیال	پر خیال
۷	۱۵	اس	اسے	〃	۱۹	ہوتا ہی	ہوتا ہی	۵۶	۴	صاحبزادی	صاحبزادی کی
۸	۸	اداد	اولاد	۳۱	۳	اسی طرح	اسی طرح سے	۶۲	۳	جب سے	جیسے
۱۳	۷	اذنکو	آپ کے	۳۳	۹	آپ کا	اسکا	۶۵	۶	کوئی	کسی
۱۵	۴	پیہ	پہر	〃	۷	پتا	پتا	〃	۱۹	سنرا ہی	سراسر
۱۷	۴	انکاری	آشکاری	〃	۹	مزا	مزا دیتی تھی	۶۶	۹	عبدالواحد	عبدالواجد
۱۸	۴	جنے	جینے	۳۴	۱۴	آوئی	آتی	〃	۱۳	اوسی پایہ	اسی پایہ
〃	۱۶	آپکے	آپ ہی کے	〃	۹	عامل	عالم	۶۸	۱۷	شاہ صاحب	شاہ صاحب کی
۱۹	۸	خذلیقہ	خذیفہ	۳۵	۳	انکو	آپ کو	۷۰	۹	حلقوں میں	حلقوں میں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۱	۴	جیب	جب سید	۱۰۹	۱۴	جیتا تک	پیا تک	۱۵۱	۱۲	پاوی	پاہی
۷۲	۶	غفت	غفلت	۱۱۰	۹	گورکہ پوہ سکے	گورکہ پوچہ	〃	۱۴	صاحب شانہ	صاحبزادہ پر نوشاہ
۸۱	۱۷	کرامت	کرامت ایک روز	۱۱۳	۱۲	حال کا	حال کیا	۱۵۲	۱۱	دیکھی	دیکھتی
۸۳	۶	دولت وایاں	دولت ایمان	۱۱۵	۱۸	شاہ سمیع	شاہ حسین	۱۵۴	۱۷	بیعت	تبعیت
〃	۶	آپکے	آپکے یہاں کی	۱۱۹	۹	بیٹا	تنہا	۱۵۶	۴	مریدان	مریدین
۸۴	۱۰	تہین	تھے	۱۲۶	۱۵	کہین	کبھی	۱۵۹	۱۸	پودآل	پورو آل
۸۵	۶	ابھی	آج بھی	۱۲۷	۹	ہوجاتے	ہوجاتی	〃	۴	صاحبون کو	حاجیون کو
۸۶	۱۰	گہر آیا	گہر آیا ہے	〃	۱۷	یہ جو کہ	پیا کیا کرت	۱۶۰	۱۶	کہین	کہیں
۸۷	۱۴	لو	لوٹن	۱۳۰	۴	گرتے ہین	گرتے ہی	۱۶۹	۸	منند	موسنند
۹۰	۱۱	رہتی تھی	رہتی ہے	〃	۷	مریض	مریض کی خبر	〃	〃	تھی	تھی
۹۴	۳	صاحب نے	صاحب نے کیا	۱۳۶	۴	گزرتی	گزرتی	〃	۱۱	اور نہین	نہین
〃	۴	مولوی صاحب	اور مولوی صاحب	۱۳۹	۱۵	صاحبزادے	حاضر ہوگے	۱۷۰	۵	اشتہار	اشتہار دیا
۹۸	۱۵	اہتمام	اختتام	۱۴۴	۶	از اللہ	و ادایت	〃	۱۲	اور	مگر
۱۰۳	۱۱	شاہ صاحب	شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۵	۱	آتی	آتی ہے	〃	۱۲	کرنیکا	کرنیکا ایک بات
〃	۱۵	کیا	کیسا	۱۴۹	۳	حاصل	حاصل کرکے	〃	۱۶	مستمند	مستند
۱۰۴	۱	نصائح	کرشمات	۱۵۰	۱۰	گورکہ	گورکہ پور	۱۶۱	۱۲	بات	باب
〃	۴	کہ ہم ایک	کر کے ایک	۱۵۱	۵	یا علیم	یا عظیم	۱۶۲	۱۱	بزرگونکا	بزرگ کا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۲	۴	بہان	بیان	۱۹۶	۱۵	عبدالحکیم	عبدالحلیم	۲۱۳	۱۴	صاحب اہل	اہل صاحب حکومت
〃	۴	ستحق	متعلق	۱۹۷	〃	اونا	اور	۲۱۴	۹	منظور ہے	مسطور ہے
〃	۱۶	مستفیدوں کا	مستفیضوں پر	۱۹۸	۱۷	آمی تھی	آئی ہے	〃	۱۸	کسی قدر	کس قدر
۱۷۴	۱	بانیمہ	با اینہمہ	۲۰۰	۵	آپ	اب	〃	۱۹	مسونا نوی	مونانوی
〃	۲	بلیغ	تبع	〃	۱۵	محمد الرسول اللہ	محمد رسول اللہ	۲۱۵	۱۴	بڑنا ہوگا	بڑا ہوگا
〃	۱	بلکہ افضل العلما	افضل العلما	۲۰۲	۴	اندر جو پڑے	اندر رہے	۲۱۶	۱۳	پل پیر تک	پل تک
۱۷۶	۵	خواہش	خواہشوں	〃	۹	کہین	کہن	۲۱۸	۳	بیروی	پیری
〃	۱۱	صالح	صالحہ	۲۰۵	۵	تھے	ہے	۲۲۰	۱۷	نہیتی تھی	نہ بیتی تھی
〃	۱۷	خلوت	جلوت	۲۰۷	۳	مرتبہ	رتبہ	۲۲۱	۱۷	فرنگی محل محلی	فرنگی محلی
۱۷۷	۱۹	افضل صلوۃ	افضل الصلوۃ	۲۰۸	۴	اہل سنتکہوں	اہل سنت کہ	〃	۱۹	ارشاد کو	ارشاد مین
۱۷۹	۹	ظاہر	ظاہر مین	〃	۱۲	باشد بعد		۲۲۲	۶	مورکہہ	گورکہہ
۱۸۰	۴	آخیر	آخر تہا	۲۰۹	۱۳	اپنی آپنے		〃	۱۸	ہو	ہوا
۱۸۳	۱۱	پہوٹنے	صورتی	〃	〃	ویہا زمین		۲۲۴	۵	لوٹے	لگی تھی
۱۸۴	۴	ہریات للبیت	بریات ظلم للبیت	〃	۱۵	ادبیا اوسے کہا		۲۲۵	۷	مبارکہ	مبارک ہا
۱۹۱	۴	نورحق	تو حق	〃	〃	اہکا تولایا تہا		۲۳۰	۱۷	بیسی ہے	ہیسے ہیں
۱۹۲	۱۰	تہی	سہی	۲۱۲	۶	پٹرہتا تہا		۲۳۷	۹	اوسکو	اوسکے یکہ
۱۹۵	۹	[illegible]	[illegible]	〃	۱۲	پتہ	وقفیت	۲۴۰	۵	دو	دو خدا

صحت نامہ اغلاط نجاۃ المؤمنین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۸	۵	تھے	ہے	۲۵۶	۱۳	افروز	اور	۲۵۸	۶	بھی	بھئے
۲۴۲	۱۱	حال ہے	جال ہے	″	″	آبادی تھی برسر	آبادی تھی برسر کشتی	۲۶۱	۴	عبدالواحد	عبدالواحد
۲۴۴	۴	انتہاالفس کے	انتہا کی نفس کشی	″	۱۹	حبیب اللہ	حبیب اللہ	″	۵	روفن	دفن
۲۴۵	۱۴	بنا دیا ہے	بنا دیا ہے	۲۵۷	۵	حیات	جناب	۲۶۲	۱۸	عبدالواحد	عبدالواحد
۲۴۶	۹	صحبت الفت	صحبت و الفت	″	۱۳	مرض	عرض	۲۶۴	۱	جو جنگو	جنگجو
۲۵۱	۱۰	آپ کے	آپ کے مرتبہ	۲۵۸	۱	حیرات	جرات	″	۳	لکھا	لکھا ہے
۲۵۶	۳	سمجھانے کا	پہچاننے کا	″	۳	بخوبی	تا بخوبی و تحقیق کیا گیا تھا				